حقوق انتشار محفوظ

انوارِ رضوانی

یعنی

شرح قصائد قاآنی مشمولہ امتحان ایم۔اے و منشی فاضل

از

جناب آغا محمد باقر صاحب سلمانی بی۔اے (دہلی)، منشی فاضل (پنجاب)

نبیرۂ حضرت آزاد

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لاہاری دروازہ لاہور

سنہ ۱۹۳۷ء

(اتحاد پریس میکلوڈ روڈ لاہور میں باہتمام چوہدری محمد شفیق خاں پرنٹر چھپی)

تہدیہ

بہ تقاضائے افاضت تلمّذ، حسنِ عقیدت اور اختصاصِ تقرّ
یں نے اپنی اس ناچیز سعی کو اُستادِ گرامی فخرِ اساتذۂ کرام جناب قاضی
فضل حق صاحب ایم۔ اے سینئر پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور کی خدمت
عالی میں استسعادِ قبولیّت کی اُمید میں کمال ادب سے پیش کیا
اِن کے ملاطفاتِ بے غایات نے اِس غیر مقبول پیشکش کو
شرفِ قبولیت بخش کر شرفاتِ عالیات پر پہنچا دیا۔

باقر سلمانی

اظہارِ تشکّر

مَیں اپنے محترم دوست سید اقبال احمد صاحب کاظمی (منشی فاضل مدرس السنۂ شرقیہ گورنمنٹ ہائی سکول جہلم) کا بے انتہاء ممنون ہوں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے مجھے اِس ترجمے کی تکمیل میں انتہائی مدد دی ہے۔

باقر سلمانی

مقدّمہ

نسب - میرزا ابوالحسن اسی شیراز کے رہنے والے تھے جس نے سعدی اور حافظ جیسے شیریں بیان افصح الکلام شعرا کو پیدا کیا تھا - انکو شعر و شاعری کا شوق تھا اور گلشن تخلص کرتے تھے . ان کو خداوند تعالیٰ نے سنہ ۱۸۰۷ء مطابق سنہ ۱۲۲۲ھ میں ایک ہونہار فرزند کرامت فرمایا - جس کا نام میرزا حبیب اللہ رکھا - یہی میرزا حبیب بڑا ہو کر حکیم قاآنی کے نام سے آسمان ادب پر آفتاب بن کر چمکا ۔

مذہب - اس خاندان کے مفصل حالات معلوم نہیں ہوتے - مولانا شبلی نے اس قدر لکھ کر ٹال دیا ہے کہ وہ قبیلۂ زنگنہ سے تعلق رکھتے تھے - مذہب کے متعلق بھی کسی تذکرہ نویس نے ایک حرف نہیں لکھا - پروفیسر براؤن نے معمولی طور پر ایک جگہ محض اتنا لکھا ہے کہ حکیم قاآنی کو اپنے مذہب کے شہدا یعنی شہیدان کربلا سے از حد ہمدردی تھی - حقیقتاً قاآنی نے اپنے مذہب تشیع کا اعلان صنعت سوال و جواب میں ایک لاجواب مرثیہ اور بے شمار قصائد آئمہ معصومین کی شان میں لکھ کر کیا ہے ۔

پرورش - میرزا ابوالحسن نے اس ہونہار بچے کو جسکی پیشانی سے سعادت اور بزرگی کے آثار نمایاں تھے بڑے ارمانوں سے پرورش کیا - جب حبیب نے ہوش سنبھالا تو اسکو مکتب میں بٹھایا گیا - دوستو! اُس زمانے کے مکتب آجکل کے اسکول نہیں تھے - ان مکتبوں کے اخوند مروجہ علوم کے ماہر اور زبردست عالم ہوتے تھے - وہ اپنے شاگردوں کے رجحان کو سمجھ کر ان کے شوق کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ شروع کرتے تھے - انہی مکتبوں سے حافظ اور سعدی جیسے جیّد علما اور فضلا فارغ التحصیل ہو کر نکلتے تھے - حبیب نے پریشان میں لکھا ہے - کہ ابھی اسکی عمر گیارہ برس کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ۔

سفر مشہد - اس موقعہ پر بھی کسی صاحب تذکرہ نے نہیں لکھا کہ باپ کے مرجانے کے بعد اس بیکس یتیم پر کیا گذری - پتہ نہیں کیا اسباب تھے جو حبیب اس خورد سالی

میں اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر مشہد چلا گیا۔ کہتے ہیں علم کے شوق نے اس کو مشہد کھینچ بلایا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت علوم وفنون کا مرکز تھا۔ اور حبیب کو اعلیٰ تعلیم کا شوق بھی تھا بہرحال حبیب نے مشہد آکر علوم عقلی ونقلی کی تکمیل کی۔

شاعری۔ میرزا حبیب کو شاعری کا شوق شروع ہی سے بہت تھا۔ مشہد میں آکر اس میں اور بھی زیادہ ترقی ہوئی اور میرزا نے حبیب تخلص رکھ کر طبع آزمائی شروع کردی حبیب کی طبیعت اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ تیز اور جدت آفرین تھی۔ چند دنوں کی مشق میں وہ اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل گیا۔ اسکے اشعار زبان زد خاص وعام ہو گئے۔ اور شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اس وقت ایران میں قاچاریہ خاندان برسر حکومت تھا۔

عہد قاچار۔ اس عہد میں جو انقلاب فارسی نظم ونثر پر گذرا ہے نہایت عظیم الشان ہے، ایران کے مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھ جانے کے باعث انشائے عجم کی کایا پلٹ گئی عوام متاخرین کی استعارہ در استعارہ تخیلات سے پریشان ہو کر مثنوی مولنا روم اور شاہنامہ فردوسی کی سادہ طرز ادا کو پسند کرنے لگے۔ عہد تیموریہ کی نازک خیالی اور دور صفویہ کی معاملہ بندی سے متنفر ہو گئے کسی رنگ کو پریشان خیالی اور کسی کو بیہودہ سرائی سے تعبیر کرنے لگے مصنف مجمع الفصحا کے خیال کے مطابق اس وقت فارسی شاعری پست ترین حیثیت کو پہنچ گئی تھی کہ عہد قاچار کے شعرا نے رنگ بدل کر فردوسی اور مولانا روم کے رنگ کو اختیار کیا۔ اور اسدی سعدی نظامی عنصری منوچہری و ناصر خسرو وغیرہ کا تتبع کرنے لگے شعرائے قاچار کا کلام دیکھ لیجئے۔ وہ پیشروں متقدمین کی نقالی ہے خیالات وہی ہیں۔ کلام کی سادگی اور محاورے کی صفائی وہی ہے۔ ترکیبیں اور بندشیں بھی وہی ہیں۔ یہانتک کہ انکے متروک محاوروں اور ترکیبوں کو بھی دوبارہ زندہ کر لیا گیا ہے غرض اسوقت کے شعرا اس قدر قدامت پرست واقع ہوئے تھے کہ قدما کی کمزوریوں اور لغزشوں کو بھی ہنر سمجھتے تھے۔ ان میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے خاص خاص طرہ امتیاز حاصل کیا۔ میرزا حبیب اسی عہد کا مایۂ ناز شاعر ہے۔

عروج۔ شاہزادہ شجاع السلطنت حسن علی میرزا اس وقت کرمان اور خراسان کے گورنر تھے۔ جب حبیب کی تعریفیں انکے کانوں تک پہنچیں۔ تو انہوں نے شاعر کو

دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حبیب حاضر ہُوا۔ اور شاہزادہ موصوف اس سے مل کر بہت خوش ہوئے ۔

مصیبت زدہ بیکس حبیب اس وقت نوعمر تھا۔ لیکن اپنے شوق سے علوم متداولہ کی تکمیل کر چکا تھا۔ یقیناً اس غربت اور بیکسی کے عالم میں اُن شاہانہ نوازشات سے جو شہزادہ موصوف نے اس پر کیں۔ اس کا دل بے انتہا بڑھ گیا۔ درحقیقت یہی قدردانی میرزا حبیب کے جوہر کمال کی نمائش کی اصلی محرک ہے۔ کیونکہ ہر ایک فن میں اس وقت تک ترقی محال ہے جب تک کہ اسکی حوصلہ افزائی نہ کی جائے ۔

حبیب نے شہزادہ موصوف کی شان میں متعدد زمینوں میں سیر حاصل قصیدے لکھے۔ دریادل اور قدردان شہزادے نے انکے صلے میں شاعر کو گرانقدر انعام واکرام سے نوازا اور اسی خوردسالی میں اپنی بزم خاص کی ندیمی کا شرف اختصاص بخشا ۔

قاآنی۔ پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ آغاز ملازمت میں میرزا نے حبیب ہی تخلص قائم رکھا۔ لیکن کچھ مدت بعد حبیب اور اسکے ہمعصر میرزا عباس علی مسکین نے شہزادے کے بلند اقبال صاحبزادوں آغوطہ قاآن اور فروغ الدولہ کے مبارک ناموں پر اپنے تخلص قاآنی اور فروغی کر لئے حبیب کے لئے یہ تخلص ایسا مبارک ثابت ہُوا کہ بہت جلد اس کی شہرت اور عزت میں معتد بہ اضافہ ہو گیا ۔

شہزادے کو قاآنی کے عالمانہ اور فاضلانہ مباحثے بہت پسند آئے۔ وہ ہر مبحث پر نہایت قابلیت سے بحث کرتا۔ اور اپنی شیریں بیانی سے حاضرین کے منہ بند کر دیتا وہ جب فرصت پاتا تو تحصیل علوم میں بہ جدسعی کرتا۔ اس کی یہ محنت بھی بیکار نہیں گئی بہت تھوڑی مدت میں وہ قواعد نحو۔ اشتقاقات صرف۔ فلالوجی۔ قوانین منطق محاسن بدیع۔ نکات معانی۔ دقایق بیان۔ اصول ہندسہ۔ میزان حساب۔ مسائل نجوم دلائل احکام۔ براہین حکمت۔ فوائد کلام۔ فصول فقہ اور نہج اصول کا زبردست جامع ہو گیا علوم کی تکمیل کے بعد عربی فارسی کی زباندانی کی طرف اس نے اور توجہ کی اور اس خوبی سے اس شوق کو پورا کیا کہ اہل زبان اسکی شیوا بیانیاں سُن سُن کر حیران رہ جاتے تھے۔ پھر وہ ترکی زبان کی طرف متوجہ ہُوا۔ تھوڑے عرصے میں اس صاحب کمال نے اس میں بھی ایسا کمال پیدا کیا کہ سننے والے انگشت بدندان رہ جاتے تھے

اور یہ فرق نہ کر سکتے تھے کہ کوئی ترک بول رہا ہے یا ایرانی۔ وہ ترکی اور عربی میں قادر الکلام شعراکی طرح اشعار کہہ سکتا تھا اور ان زبانوں کی باریکیوں سے اہل فن کی طرح واقف تھا۔

مجتہد الشعرا۔ حسن اتفاق سے شہزادہ موصوف کو اپنے والد بزرگوار شاہ عجم ابوالنصر فتح علی شاہ قاچار کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقعہ ملا۔ انہوں نے قاآنی کی تعریفوں کے خدا جانے کن دلنشین الفاظ میں پل باندھے کہ حضرت شاہ نے شاہزادہ موصوف سے قاآنی کو مانگ لیا۔ نہ معلوم شاہزادے پر قاآنی جیسے خوشگوار اور زندہ دل ندیم کی جدائی کس قدر شاق گذری ہوگی۔ تاہم منصف مزاج شاہزادہ خوب محسوس کرتا تھا کہ حکیم قاآنی کی قدر حضرت بادشاہ ہی کر سکتے ہیں اور وہ اسی دربار فلک مدار کے لایق ہے۔

الغرض قاآنی شاہ عجم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس بلبل ہزار داستان کی غیر معمولی قابلیت کا اعتراف خلعت فاخرہ اور گرانبہا انعامات عنایت فرما کر کیا۔ اور اس مجتہد الشعرا کے خطاب کا اضافہ کیا۔

گردش۔ شاہان وقت حکیم قاآنی پر حد سے زیادہ مہربان رہے ہیں مگر اکثر اس روش میں زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ انقلاب بھی آیا ہے۔ قاآنی کے اعزازات کو تنگ چشم زمانہ رشک و حسد کی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ اسکی روشنی طبع سے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئی تھیں۔ اور وہ اکثر اسکے درپے آزار رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ایک وقت میں اسکی اقتصادی تکلیفیں اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ بعض قصائد میں اسکو ممدوحوں سے شکوہ کرنا پڑا۔ جس بے تکلفانہ حسن و خوبی سے اس نے اپنی شکایات کو پیش کیا ہے۔ اس پر ہزار تصنع اور تکلف نثار ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایسی شکایات کا پیدا ہو جانا کوئی عجوبہ بات نہیں۔ اہل ہنر پر ہمیشہ مصیبت نازل ہوا کرتی ہیں۔

محمد شاہ قاچار۔ فتح علی شاہ قاچار کے بعد بادشاہ جمجاہ حضرت محمد شاہ قاچار تخت ایران پر متمکن ہوئے۔ وہ بہت درویش دوست۔ ہنرمند نواز۔ دریادل بادشاہ تھے ان کی فیاضیوں اور ہنرنوازیوں نے فارس اور عراق کے دور و دراز شہروں کے باکمالوں کو پایۂ تخت میں جمع کر لیا تھا۔ انہی ارباب فضل و کمال میں قاآنی مہتاب کی طرح چمکتا تھا۔

حسان العجم۔ حضرت محمد شاہ غازی قاآنی کے دل سے قدردان تھے

اور اس کی صحبت کو عزیز رکھتے تھے۔ حکیم نے ان کی مدح میں بہت سے فصیح قصیدے لکھے۔ حضرت بادشاہ نے اپنی قدردانی کے ثبوت میں حکیم کو حسان العجم کے خطاب سے سرفراز کیا۔

حضرت بادشاہ فرانسیسی زبان اور اہل فرانس کے علوم و فنون کو بہت پسند فرماتے تھے ۱۸۴۹ء میں انہوں نے فرانس سے اہل کمال کو بلایا تاکہ اپنا ملک انکے کمال سے مستفید ہو۔ حکیم قاآنی نے خاطر اقدس میں گھر کرنے کے لئے فرانسیسی زبان کو کسی اُستاد سے سیکھنا شروع کیا۔ اور تھوڑی مدت میں خود استاد بن گیا۔ کہتے ہیں جب وہ پس پردہ گفتگو کرتا تھا تو سننے والے پہچان نہیں سکتے تھے کہ پارسی بول رہا ہے۔ یا پاریسی۔ یہی حال عربی فارسی اور ترکی کا تھا۔ وہ ان چاروں زبانوں کی باریکیوں کو اہل زبان اور زبان دانوں کی طرح سمجھتا تھا۔

بادشاہ جمجاہ حکیم سے بہت زیادہ خوش تھے۔ انہوں نے اسکا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ حکیم نے اپنی تصنیف "پریشان" انہی حضرت کے نام نامی سے معنون کر کے خراج تحسین وصول کیا تھا۔

سفر ہند۔ ہندوستان کی مقناطیسی کشش قاآنی کو اکثر اپنی طرف کھینچتی تھی لیکن ولی نعمت کی عنایات دامنِ عقیدت نہیں چھوڑنے دیتی تھیں کہ ادھر کا قصد کریں۔ آخر ایک دفعہ وقت نے مساعدت کی اور حکیم نے ہندوستان کا رُخ کیا۔ اس واقعہ کو انہوں نے پریشان میں اس طرح لکھا ہے کہ مجھے ... نام دلآرام سے اسکے ظاہری اور باطنی حسن و جمال کے باعث بے انتہا محبت تھی۔ ایک دفعہ اس نے منت سماجت سے سفر نجد کی اجازت مانگی میں نے دل پر پتھر رکھ کر اس کو رخصت تو کر دیا۔ لیکن بہت جلد یہ محبت عشق اور عشق جنوں سے بدل گیا۔ آخرکار یاروں نے مشورہ دیا کہ جنون کا علاج سفر ہے۔ تم بھی سفر کرو۔ "چوں رایش حازم دیدم۔ سفر را جازم شدم" اسی وارفتگی کے عالم میں آخر صفر میں شیراز سے ہندوستان کی جانب روانہ ہو گیا۔

لیکن ہندوستان کی قسمت! کہ یہ سرزمین اس صاحب کمال کے میمنت لزوم قدموں کی پابوسی کے شرف سے محروم رہ گئی۔ دشت ارزن میں سے گزر رہے تھے۔ کہ "ہلال ربیع چوں ابروئے پر غنج و دلال ترکیج پیدا شد" بہار کا موسم

تھا۔ اس پر رویت ہلال۔ پھر ہلال بھی ربیع کا۔ جنون بڑھ گیا۔ اس کو حسن اتفاق کہیئے۔ یا قاآنی کے جذبۂ الفت کی کشش کہ وہ صاحبزادے وہیں مل گئے اور قاآنی کو اپنے ہمراہ واپس لے گئے۔

قاآنی نے اس واقعہ کو پریشان میں ایسی عمدگی سے لکھا ہے کہ اس "نثر موزوں" میں نظم سے کہیں زیادہ شعریت لطافت سلاست روانی اور سوز و گداز ہے۔ بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ فارسی نثر کا دامن اس قسم کے جواہر پاروں سے قطعی محروم ہے۔

ناصرالدین قاچار حضرت محمد شاہ قاچار کے بعد ستمبر ۱۸۴۸ء میں شہنشاہ ناصرالدین قاچار تخت نشین ہوئے۔

ملک الشعرا۔ وہ علم دوست اور قدر دان بادشاہ تھے۔ انکے زمانے میں قاآنی کو اور بھی عروج حاصل ہوا۔ وہ بھی حکیم کے دل و جان سے گرویدہ تھے۔ انہوں نے قاآنی کے اعزاز میں ملک الشعرائی کے خطاب کا اضافہ کیا تھا۔

حادثہ ۱۵/ اگست ۱۸۵۲ء میں تین نابکار بابیوں نے بادشاہ کی جان لینے کے ارادے سے حضرت ناصرالدین شاہ کو گھیر لیا۔ لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے حضرت کی زندگی کے دن ابھی باقی تھے۔ صاف بچ کر نکل گئے۔ قاآنی نے اس تقریب سعید پر ایک نہایت زوردار قصیدہ لکھ کر حضرت بادشاہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اس کا مطلع تھا ؎

ساقی امشب مے بیا پے دہ کہ من برجائے آب
نذر کردستم کزیں پس من ننوشم جز شراب

حضرت بادشاہ کو یہ قصیدہ بہت پسند آیا۔ انہوں نے اسکے صلے میں ہمیشہ کے لئے حکیم کا اتنا معقول وظیفہ مقرر کر دیا کہ وہ اقتصادی مشکلات سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز ہوگیا لیکن افسوس قاآنی کی حیات نے اسکے بعد ایک سال سے زیادہ وفا نہ کی۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں اسی قصیدے کو قاآنی کا آخری کلام سمجھنا چاہیئے۔

وفات۔ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں قاآنی تپ اور اسہال کے عارضے میں مبتلا ہوکر صاحب فراش ہوگیا۔ افسوس کہ وہ پہلوان سخن ایسا لیٹا کہ پھر نہ اٹھا۔ وہ یکتائے روزگار بستر مرگ پر ؎

شرمندہ از آنیم کہ در دار مکافات
اندر خور عفو تو نکردیم گناہے

پڑھتا ہوا ۱۲۷۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک فنا ہوا۔ بعض نے ۱۲۸۲ھ
سال وفات لکھا ہے۔ لیکن ۱۲۷۰ھ پر اکثر کا اتفاق ہے۔

اولاد - حکیم نے اپنے بعد ایک فرزند چھوڑا۔ وہ عالم اسباب میں سامانی شیرازی
کے نام سے مشہور ہے۔ صاحب صنادید عجم لکھتے ہیں سامانی اپنے مایۂ ناز باپ کے قدم
بقدم چلا۔ اس نے مدرسہ نظامیہ دار الفنون میں سپہر کاشانی کی نگرانی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی
وہ علاوہ فرانسیسی زبان کے علوم جدیدہ میں اچھی دستگاہ رکھتا تھا۔ افسوس ۱۲۸۵ھ
میں وہ بھی عنفوان شباب میں اس جہان فانی سے راہگرائے عالم بقا ہوا۔

ماخذ - باسٹھ سالہ زندگی میں قاآنی کو نہ تو ایسے واقعات اور حادثات پیش آئے
جنکا ذکر ان صفحات پر کیا جائے۔ اور نہ انکے متعلق کچھ زیادہ کہا ہی جاسکتا ہے۔ نہایت
افسوس کا مقام ہے کہ اتنا بڑا آدمی اور اسکے سوانح حیات اس قدر کم۔ خیر قاآنی تو انیسویں صدی
کے مشاہیر میں سے ہے۔ اگر ہم بیسویں صدی کے مشاہیر کے حالات جمع کرنے بیٹھیں
تو اس وقت بھی ہمکو اپنے ماخذ کے فقدان پر کف افسوس ملنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں
"آٹو بائیوگرافی" کا رواج بہت کم ہے۔ اگر یہ فن رواج پا جائے تو ہمارے مشاہیر "
گمنامی میں روپوش ہونیکی بجائے آسمان شہرت پر چاند اور ستارے ہوکر چمکیں اور اپنی
روشنی سے ہزاروں گم کردہ راہ دماغوں کی رہنمائی کریں۔

قاآنی کے حالات اول تو ملتے ہی بہت کم ہیں اس پر کسی نے انکو یکجا کرنے کی
کوشش بھی نہیں کی۔ شاید ہم اس سعی میں کسی قدر کامیاب ہوں۔

ہمارے ماخذ پروفیسر براؤن کی تصانیف۔ صنادید عجم۔ کتاب پریشان مجمع الفصحا
تنقید و تبصرہ۔ شعر العجم اور ہفت آسمان وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

مقامات - پروفیسر براؤن لکھتے ہیں قاآنی نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ شیراز میں
بسر کیا۔ وہاں وہ میرزا حیدر علی خاں کے مکان کے ایک کمرے میں رہتے تھے
پروفیسر موصوف اس امر کا بڑے فخر سے اظہار کرتے ہیں کہ وہ بھی کچھ مدت اسی
کمرے میں مقیم رہے ہیں۔ قاآنی نے مشہد میں تعلیم پائی۔ کرمان میں بھی رہے اور مستقل

اباری شاعر ہونے کے بعد انکی عمر کا آخری حصہ طہران میں کٹا۔

خصائل حکیم: قاآنی نہایت ظریف طبع اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔ بات بات پر ان کی زبان سے پھول جھڑتے تھے۔ انکی تصنیف "پریشان" ان کی ظرافت پر دال ہے یقیناً وہ جس محفل میں بیٹھتے ہونگے اپنے لطیفوں۔ حکایتوں اور چٹکلوں سے سامعین کو لٹا لٹا دیتے ہونگے۔

صاحب دیباچہ انگلستان قاآنی نے بجا لکھا ہے کہ حکیم کے فضائل نامحصور ہیں۔ وہ آداب مصاحبت اور اطوار معاشرت میں فرید تھے۔ پریشان کے آخر میں انہوں نے ابنائے ملوک کے لئے کسی دوست کے اصرار سے بہت سے پند ونصائح جمع کر کے اپنی مصاحبت کی قابلیت کا بہترین ثبوت دیا ہے۔ وہ خورد و بزرگ سے مناسب حال تواضع اور اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور وقت کی مناسبت سے گفتگو کرتے تھے۔

وہ نیک خو۔ خوش روش اور ہر دلعزیز تھے۔ انکی گفتگو شیریں اور بحث عالمانہ ہوتی تھی وہ اپنے حسن اخلاق۔ بلند ہمت اور پاک فطرت کے باعث عوام کو عزیز تھے۔ وہ ان تمام اخلاق حسنہ اور عادات دلپسند کے جامع تھے جو انسان کے لئے باعث زینت ہو سکتی ہیں۔ حقیقتاً وہ امیر اور غریب دونوں کے یکساں بہی خواہ اور خویش و بیگانے کے خیر اندیش تھے۔ ان کی عادت اور طبیعت اس قدر ہموار تھی کہ کسی کو ان سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔ وہ اپنے آپ پر ظلم برداشت کر لیتے اور حلم سے درس عبرت حاصل کرتے۔ پریشان میں لکھتے ہیں " درمت ندانم کے و کجا بودم نظن غالبم آن است بدار الخلافت در نوروز جشنے فیروز ساختہ بودند تماشا را بیش رفتم۔ فراشے برطرف رویم طپانچہ محکم زد۔ طرف دیگر پیش بردم۔ بخندید کہ عجب بیکاری و غریب بے عار گفتم تامل این ہر دو بار چوں کردی۔ گفت ازان بیکاری کہ بازئی اشان) عالماں صحبت علم گزاشتہ۔ و در طلب لہو لعب ہمت گماشتہ و ازاں از بیعاری کہ بیک طپانچہ قناعت نکردی و چاپلوسی پیش گرفتی۔ تا مگر در تماشائے جشنت مطلق العنان دارم۔ حالی دستش بوسیدم۔ و تمامت عمر بہیچ مجمع سرور ے مرور نکردم۔ الا بندزت کہ مجبور بودم و معذور۔ قطعہ

اے دل اندر پئے نشاط مرد — کہ ازو صد ہزار غم خیزد
طالب عافیت بدہر مباش — کہ ازاں عافیت الم خیزد

یہ تھا حکیم کا حلم اور بردباری۔ اسی طرح ایک بڑھیا کا بوجھ خود اُٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا تھا اور اس کو بھاری انعام بھی دیا تھا۔

علمیت۔ ہم حکیم کے علم و فضل کے متعلق پہلے لکھ آئے ہیں۔ وہ علوم عقلی و نقلی کا زبردست جامع تھا۔ اور عربی فارسی ترکی فرانسیسی کی باریکیوں سے اہل زبان اور زباندانوں کی طرح واقف تھا۔ اس کو عجم اور عرب کی تواریخ اور ادب پر اس طرح عبور تھا کہ انکے نکات۔ نوادرات۔ حکایات وغیرہ نظم و نثر اور جد و ہزلیات سے ہر وقت دماغ میں حاضر رہتے تھے۔ جہاں کہیں وہ موزوں دیکھتا ان کو نہایت عمدگی سے صرف کرتا پریشان کے دیباچہ نگار نے لکھا ہے کہ بادی النظر میں عرب کے مورخوں کا یہ بیان مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے کہ سحبان ایک سال تک ایک مجمع کے روبرو تقریر کرتا، مگر الفاظ کا اعادہ نہ کرتا لیکن حکیم قاآنی کے ساتھ دس سال رہ کر یہ آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے کسی مضمون کو مکرر بیان نہیں کیا۔ جب کبھی حاضرین نے کسی بات کو دوبارہ سننے کی درخواست کی تو انہوں نے اسے ایسی فصاحت اور بلاغت سے بیان کیا کہ اسکی حلاوت قند مکرر سے بھی زیادہ ہوگئی۔

حکیم کی سادگی۔ نیک دلی اور صبر و شکر مسلّم ہے۔ انکا خمیر عشق و محبت کے پاکیزہ جذبات سے اٹھایا گیا تھا۔ انکی نظریں تہ کو پہنچنے والی نظریں تھیں جو قدرت کی صناعیوں کو اصلی حالت میں دیکھنے کی شیدا تھیں۔ وہ حسین فطرت پر دل و جان سے فریفتہ تھے۔ انکے قصائد کی تشبیب سدا بہار گلستان ہے جسکو کبھی خزاں کا کھٹکا نہیں۔

عیوب۔ حکیم پر فحش نگاری عریاں نویسی اور امرد پرستی کے الزامات بڑی شد و مد سے لگائے جاتے ہیں۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو حکیم جیسے بزرگ پر اس قسم کے مذموم الزامات تھوپنا انتہا درجے کی زیادتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے اس وقت زمانہ کا رنگ یہی تھا۔ لوگ انہی چیزوں کو پسند کرتے تھے۔ قاآنی تو کیا اس رنگ سے شیخ سعدی، مولانا روم اور حضرت جامی جیسے ثقہ بزرگوں کے دامن بھی داغدار ہیں مولانا روم وغیرہ کی مثال دینے سے ہمارا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ عیب حسن و

خوبی سے بدل جائے۔ بلکہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ محض اس وجہ سے قاآنی کو مطعون نہیں کرنا چاہیئے ایک جگہ وہ خود فحش نگاری کا اس طرح اعتذار کرتا ہے ؎

ہزل وطیبت طینت آزردہ را آرد بوجد
آنچناں کز تلخ مے خوش خوش بوجد آید حزیں

پروفیسر براؤن قاآنی کی طبیعت کو غیر مستقل بتاتے ہیں کیونکہ پہلے تو اس نے حاجی میرزا آقاسی وزیر کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے لیکن جب وہ معزول ہوگیا۔ تو قاآنی نے اسکو اسکے جانشین کی مدح کرتے ہوئے اس طرح یاد کیا ؎

بجائے ظالمے شقی نشستہ عادلے تقی — کہ مومناں متقی کنند افتخارہا

شاید پروفیسر صاحب اس بات کو بھول گئے کہ شاعر کی طبیعت بہت نازک ہوتی ہے۔ وہ ذراسی بات کی تاب نہیں لاسکتا۔ پھر قاآنی جیسا تیز طبع ۔

تصانیف نثر میں حکیم کی پریشان یا گلستان قاآنی بجواب گلستان سعدی مشہور ہے۔ نظم میں حکیم کا کلیات عام طور پر مل سکتا ہے۔ اسکے علاوہ حکیم نے اور رسائل بھی لکھے تھے جو حوادثات زمانہ نے پریشان کردئے۔ اس وقت ہم نثر اور نظم دونوں پر مکمل تنقید لکھتے ہیں ؛

نثر۔ قاآنی پریشان کا سبب تالیف یہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ سردی سخت شدت کی پڑرہی تھی میں دروازے بند کئے بیٹھا تھا میرے ایک کرمفرما نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے اسکو مسند پر بٹھایا اور اپنے تاریک گھر کو اسکے چہرۂ انور سے روشن کیا۔ باتوں باتوں میں اُس نے کہا "دریں فصل زمستاں در کنج شبستاں نشستہ و راہ آمد شد دوستاں بستہ نہ آخر ہزار دستان گلستان دانش توئی۔ و قمری بوستان بینش توئی بہانہ آوردم نہ آخر تا گل نروید بلبل سخن نگوید و تا سرو نبالد قمری ننالد۔ تبسمے کرد و برخسار و قامت خویش اشارہ نمود یعنی حال کہ چہرۂ گلگوں و قامت موزونم دیدی۔ گاہ ترانہ است نہ وقت بہانہ،، غرض سلسلۂ گفتگو میں گلستاں سعدی "جس کا ہر ورق ہزار دفتر نثار کرنے کے قابل ہے" کا ذکر آگیا۔ یار دلآرام نے اس کا جواب لکھنے پر مجبور کیا۔ ہر چند کہ قاآنی نے بے بسی ظاہر کی، لیکن وہ نہ مانا۔ آخر جد و ہزل کو نظم و نثر میں جمع کر کے اس کا نام اپنے حال کی مناسبت سے پریشاں رکھا۔ کیونکہ جس کا حال پریشان

ہوا کرتا ہے۔ اسکی گفتگو بھی پریشاں ہوا کرتی ہے۔

قاآنی نے اس کتاب کو ۱۰ رجب ۱۲۵۲ھ میں ختم کیا۔ اس وقت اسکی عمر تیس سال سے دو تین مہینے کم تھی۔ اور اس مجموعے کو محمد شاہ قاچاری کے نام نامی سے معنون کیا۔ لکھتے ہیں "امید کہ ناظران در مدحش بکوشند و نظر از قدحش بپوشند۔ و ہر کجا لغزشے بینند بکزلک عفوش بسترند۔ و دامن رحمت بر عیبش بگسترند"

اس کتاب میں گلستان سعدی کی طرح بہت سی حکایتیں لطایف اور واقعات ایسے ہیں جو خود قاآنی پر گذرے ہیں اسی لئے اسکو گلستان قاآنی بھی کہتے ہیں۔ ایک جگہ کس فصاحت سے تحریر فرماتے ہیں۔ ذرا لفظی اور معنوی رعایات صنعت ترصیع اور لف ونشر کی صفائی دیکھئے "سالے یاد دارم کہ در شیراز چناں زلزلۂ عظیم اتفاق افتاد کہ قصر تونگراں از تخت ہنروراں فرسودہ تر شد۔ در رئے مجاوراں از موئے مسافراں غبار آلودتر۔ ہر سقفے آستاں شد۔ و ہر آستانے آسماں۔ وہم دراں ہفتہ شنیدم یکے از ظریفاں پیمانۂ معہود را بخانۂ محتسب برد۔ کہ اے بے انصاف پیمانۂ شرابے کہ خداوند پاکش در زیر خاک نگہدارد شکستنش درست نباشد"۔

جہاں پریشاں میں فحش اور عریاں حکایات ہیں۔ وہاں ایسی بلند پایہ اور اخلاقی حکایات بھی ہیں کہ ان کو جمع کرنے سے ایک نہایت عمدہ گلدستہ تیار ہوسکتا ہے لطف یہ ہے کہ ہر حکایت کا اخلاقی نتیجہ نظم نکالا ہے۔

دزدے بخانۂ درویش رفت۔ چندانکہ بیشتر جست کمتر یافت۔ درویش بیدار بود۔ سر برداشت کہ من روز روشن درینجا ہیچ نیابم تو در شب تاریک چہ خواہی یافت **قطعہ**

لاف طاعت چند در پیری زنی — اے نکردہ در جوانی ہیچ کار
آنچہ را در روز روشن کس نجست — کے توانی جست در شبہائے تار

اسی طرح ایک خواہشات نفسانی کی دیوانی عورت اور ایک مرد کی جذباتی کیفیت بیان کرنے کے بعد کس قدر سبق آموز نتیجہ نکالا ہے۔ **قطعہ**

اے پسر نیست حرص را پایاں — زانکہ با برتنے در آویزد
پیش ہر منعمے کہ بہ نشیند — بہ تمنائے سود بر خیزد
آبروئے کساں زآتش آز — ہر زماں بر زمیں فرو ریزد

چونکہ سعدی نے کوئی ایسا موضوع نہیں چھوڑا جس پر قاآنی قلم اُٹھانے کی جرات کرتا۔ اس لئے اسکی نظر انتخاب نے شباب کے جوش میں اپنی طبیعت کے زور دکھانے کے لئے عریانی کے بلند اور پست میدانوں کو ڈھونڈا۔ استاذی حضرت شاداں کا خیال ہے کہ گلستان سعدی کے مقابلے میں بھی پیش کی جا سکتی ہے ۔

حکیم قاآنی کی نثر میں وہ تمام معنوی اور لفظی صنعتیں جو اسکی نظم میں ہیں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ چونکہ نثر کے میدان میں کمالات کے جوہر زیادہ آزادی سے دکھلائے جا سکتے ہیں۔ اس لئے اس صاحب کمال نے اس آزادی کا پورا پورا فائدہ اٹھا کر اپنی دلاویز نثر کو نظم سے ٹکرایا ہے۔ بلکہ نثر کو نظم سے آگے نکال کر لے گیا ہے ۔

ہر شخص کو ایمانداری سے اقرار کرنا پڑیگا کہ گلستانِ قاآنی زعفران زار سے کم نہیں۔ اسکی ایک حکایت پڑھیئے اور ہنستے چلے جائیے۔ کیا مجال جو ہنسی ضبط ہو سکے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اس قدر عریاں ہیں کہ انسان تنہائی میں بھی شرما شرما جاتا ہے ۔

نظم۔ صفوی خاندان کے زوال اور قاچار کے عروج کے وقت انشائے فارسی کی بہت بُری حالت تھی۔ اس وقت قاآنی منظر عام پر آیا۔ اس نے دنیائے شعر کو پلٹ دیا۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں حکیم زمانۂ حال کے سب سے بڑے اور مشہور ترین شعراء میں سے ہے۔ وہ منوچہری اور فرخی کا پیرو ہے۔ اس نے سات سو برس کے بھولے ہوئے خیالات کو تازہ کر دیا۔ گویا اس نے کوئی جدت پیدا نہیں کی۔ تناسب صدور و اعجاز اور توافر اشتقاق دیکھنے کے بعد یہ رائے کلیتہً مسلم نہیں رہتی لیکن ہمارا یہ بیان ہے کہ اس نے قدما سے سلاست اور روانی اخذ کی۔ متوسطین اور متاخرین کی نازک خیالی اور استعارہ آفرینی کو اختیار کیا۔ لیکن اس طرح کہ فصاحت اور سلاست میں فرق نہیں آنے پایا ۔

ہفت آسمان میں مندرج ہے کہ پھر حکیم جیسا شاعر ایران میں پیدا نہیں ہوا۔ مولنا شبلی بھی اسکی تائید کرتے ہیں۔ پروفیسر براؤن کی رائے میں حکیم قاچاری شعرا کے قصیدہ مسمط اور ترکیب بند وغیرہ میں بیشتر دکھلایا جا سکتا ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ حکیم شیریں بیانی اور قادر الکلامی میں اپنا جواب آپ ہے اسکی نظم و نثر نے انشائے فارسی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے پرانی روشوں

کو چھوڑ کر ایک نرالی اور نئی روش اختیار کی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اس نے ہر عہد کے شعرا کے کلام کی خوبیوں سے اپنے کلام کو آراستہ اور پیراستہ کیا۔ تو بیجا نہ ہوگا یعنی اس نے عنصری کی سلاست اور طلاقت اختیار کی۔ فردوسی کی فصاحت اور ایجاز۔ خاقانی کی استواری عرفی کی نزاکت اور فلسفہ۔ حافظ کی سرمستی اور جوش۔ ظہوری کے صنایع۔ انوری اور ظہیر کی روانی صائب کی تمثیلات غرض جسکے کلام میں جو جو حسن ہے وہ قاآنی کے کلام میں صدور اعجاز کے تناسب کے ساتھ مجتمع معلوم ہوتا ہے۔

اشتقاق۔ اغراق اور صفائی بندش میں اسکو خاص ملکہ حاصل ہے، باوجود پُر گوئی کے اسکے کلام میں استواری اس قدر ہے کہ الفاظ کی نشست اور ترتیب پر تصرف کرنا غیر ممکن ہے جو قدرت کلام اور روانی اسکے کلام میں ہے وہ قدما کے کلام میں عنقا ہے۔

غالب جیسے سخن فہم کو اسکی طرز پسند آگئی تھی۔ افسوس کہ ان کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ وہ اس کا تتبع بھی کرتے۔ وہ کہتے تھے قصیدہ گوئی خاقانی سے شروع ہوئی اور قاآنی پر ختم ہوگئی۔

قاآنی کے قصائد کی تشبیب اس قدر زوردار ہوتی ہے کہ بڑے بڑے شاعروں کی غزلیں اسکے آگے پست نظر آتی ہیں۔ وہ مناظر قدرت کی تصویر ایسی صفائی اور عمدگی سے کھینچتا ہے کہ صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے وہ مناسب محل اصل اور سچے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ خاص طور پر جب وہ طالب اور مطلوب کی ملاقات کو سوال اور جواب کی صورت میں نظم کرتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو شخص بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ اسی کو محاکات کہتے ہیں۔

قاآنی کے کلام میں یوں تو ہر قسم کی لفظی اور معنوی صنعتوں کا التزام ہے لیکن صنعت سوال و جواب ترصیع و تجنیس اور لف ونشر کا وہ اس خوبی سے جا بجا اعادہ کرتا ہے کہ لطف کلام بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں۔ کہ گفتگو کے موقعہ پر وہ عریانی کی طرف زیادہ مائل نظر آتا ہے۔

اسکے علاوہ قاآنی اپنے لئے نہایت ترنم خیز بحر و اوزان کو انتخاب کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوزان فارسی میں صرف اسکی بنا پر مقبول ہوئے ہیں مثلاً نسیم خلد مے وزد مگر ز جوئبارہا کہ بوئے مشک مید ہد ہوائے مرغزارہا۔ وہ خوش آہنگ الفاظ سے موسیقی کا عالم پیدا

کر دیتا ہے جب بہار کا سماں باندھتا ہے تو پڑھنے والے اور سننے والے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ وہ قاآنی کے ساتھ سدا بہار گلستاں میں گلگشت کر رہے ہیں ملاحظہ ہو:-

نرمک نرمک نسیم زیر گلاں می خزد غبغب ایں می مکد۔ عارض آں می مزد

سنبل ایں می کشد۔ گردن آں می گزد گہ بچمن می چمد۔ گہ بسمن می وزد

یعنی ہلکی ہلکی نسیم پھولوں میں گھسی کسی پھول کا گال چوم لیا۔ کسی کی ٹھوڑی چوس لی۔ کسی کے بال کھینچے کسی کی گردن دانتوں سے کاٹی۔ کیاریوں میں کھیلتے کھیلتے چنبیلی کے پاس پہنچ گئی۔

بتائیے ایسے دلکش منظر کو مصور تصویر میں کہاں دکھا سکتا ہے۔

ایک نووارد فاضل میرزا یحیٰی ایرانی سے دوران ملاقات میں میں نے قاآنی کے کلام اور شہرت کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے فرمایا حکیم کے کلام کو ایران میں بچہ بچہ پسند کرتا ہے اور اسکی نظم تیز رو ندی کی طرح بہتی ہے۔

ہر تذکرہ نویس کو اس بات کا اقرار کرنا پڑا ہے کہ قاآنی نے ترکیبوں اور محاورات محاسن کلام کو اپنے قصائد میں ایسی قابلیت سے صرف کیا ہے کہ معنویت کے عالم میں سوائے اُس لفظ کے جو بغرض سجع یا تجنیس وغیرہ لایا گیا ہے۔ دوسرا لفظ اس سے بہتر ادائے مطلب کے لئے ملنا دشوار ہے۔

قاآنی زبان قدیم اور خالص فارسی کا دلدادہ ہے۔ وہ متروک الفاظ کو عہد جدید کی آرایش بنا کر زندہ جاوید کرتا ہے۔ ناصری صاحب لکھتے ہیں اگر فردوسی کا شاہنامہ عہد قدیم میں محیر العقول تھا تو دور حاضر میں قاآنی کے قصاید نقادوں کی نگاہیں خیرہ کئے دیتے ہیں اگرچہ قاآنی کی شاعری کوئی نئی شاعری نہیں۔ اسکے خیالات وہی دقیانوسی ہیں کلام کی سادگی محاورے کی صفائی وہی دیرینہ ہے۔ ترکیبیں اور بندشیں بھی نئی نہیں ہیں مگر اسلوب بیان کی جدت اور دلاویزی زبان کی روانی متناسب ہم وزن الفاظ اور کیف اور موسیقی نے بحیثیت مجموعی ایک خاص لطف پیدا کر دیا ہے۔

ہمارے مندرجہ بالا بیان سے قاآنی پر سے سرقے اور توارد کا الزام بھی ہٹ جاتا ہے۔ وہ مردۂ ہفت صد سالہ کو زندہ کرنے والا ہے۔ اسکے کلام میں یقیناً دیرینہ مضامین ہیں لیکن ایک حسن اور اعجاز کے ساتھ۔

چونکہ مقدمہ طویل ہوئے جاتا ہے اس لئے ہم بہت اختصار کے ساتھ قاآنی کے کلام کا انتخاب ذیل میں درج کرتے ہیں۔

سب سے پہلے قصیدے میں قاآنی عبد اور معبود کے نازک اور ناقابل فہم تعلقات عام فہم گفتگو کے انداز میں اس طرح پیش کرتا ہے:۔

دوشم ندا رسید ز درگاہ کبریا　　کاے بندہ کبر بہتر ازیں عجز باریا
خوانی مرا خبیر و خلاف تو آشکار　　دانی مرا بصیر و خطائے تو برملا

قاآنی جب مناظر قدرت کا نقشہ کھینچتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود کھڑا ہوا سیر کر رہا ہے اور جو کچھ دیکھ رہا ہے اپنی زبان فصاحت بیان سے جوش میں آکر بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ کہتا ہے:۔

بگردوں تیرہ ابرے بامداداں برشد از دریا　　جواہر خیز و گوہر ریز و گوہر بیز و گوہر زا

ذرا انصاف سے کہیئے یہ ترصیع ہے یا حسن تکرار یا پُرجوش دل کی آواز،۔

چو چشم اہرمن خیرہ۔ چو روئے زنگیاں تیرہ　　شدہ گفتی ہمہ چیرہ بمغز ش علت سودا

خیرہ تیرہ محض مبادلۃ الراسین یا سجع کے لئے نہیں ہیں بلکہ جس کیفیت کا ذکر مقصود ہے اسکے لئے اس سے بہتر الفاظ فارسی زبان میں نہیں ہیں۔

ایک قصیدے میں مینہ برسنا۔ ہوائیں چلنا۔ بجلی کی چمک۔ بادل کی کڑک ایسی خصوصیات کے ساتھ بیان کی ہیں کہ الفاظ کی آوازیں خود بتائے دیتی ہیں کہ بڑے زور شور سے بارش ہو رہی ہے اور دُور دُور تک بارش کے طوفان سے عالم آب نظر آتا ہے، لطف یہ ہے کہ پورا قصیدہ اسی زور شور کا ہے،۔

[illegible] گیتی را بباغ و راغ و کوہ و در
[illegible] ابر و دم باد و تف برق و غو تندر

ایک مخمس میں [illegible] تشبیہ کا لطف دیکھئے:۔

بنفشہ رستہ از زمیں بطرف جوئبار ہا　　و یا گسستہ حور عیں ز زلف خویش تار ہا
ز سنگ اگر ندیدۂ چساں جہد شرار ہا　　بہ برگ ہائے لالہ بیں میان لالہ زار ہا
کہ چوں شرارہ می جہد ز سنگ کوہسار ہا

بہار کا سماں ہے رگوں میں گرم خون دوڑ رہا ہے۔ آتش عشق بھڑک اٹھی۔ دل سے

دلولے بڑھنے لگے۔ ایسی حالت میں شگوفے بھی ہجراں کشیدہ نظر آتے ہیں:۔

ندانماز کودکی شگوفہ از چہ پیر شد　　　　نخوردہ شیر عارضش چرا برنگ شیر شد
گماں برم کہ ہمچو من بدام غم اسیر شد　　　　ز پا فگندہ دلبرش، چہ خوب دستگیر شد۔
بلے چنیں برند دل زعاشقاں نگارہا

یہ دیکھ کر کہ لوگ تو اپنے معشوقوں کے ساتھ باغوں میں گلگشت کر رہے ہیں۔ جام پر جام چڑھا رہے ہیں اور مصروفِ عیش ہیں شاعر کو اپنی ہجر کی مصیبت یاد آگئی اور اس طرح نوحہ زن ہُوا:۔

دریں بہار ہر کسے بہارِ باغ داردا　　　　بیادِ باغ طلعتے خیالِ باغ داردا
بتیرہ شب زجام مے بکف چراغ داردا　　　　ہمیں دل من است و بس کہ درد و داغ داردا
جگر چو لالہ پُرزخوں زعشقِ گلعذارہا

مندرجہ بالا بند میں کیسی عمدہ تشبیہ دی ہے۔ وصل کی اندھیری راتیں شراب کے جام سے روشن کی ہیں۔ اور دوسری طرف ہجراں نصیب کے پاس فقط اپنا دردمند دل ہے جس میں داغ ہیں اور درد۔ اس موسم بہار میں اس کا لالہ یہی ہے کہ سرخ بھی ہے اور داغدار بھی۔

ایک اور نئی تشبیہ ملاحظہ ہو:۔

بہار را چہ می کنم چو شد زبر بہار من　　　　کنارہ کردم از جہاں چو او شد از کنار من
(رفت)　　　　(رفت)
خوشا وخرم آں دمے کہ یار بود یار من　　　　دو زلف مشکبار او بچشم اشکبار من
چو چشمہ کہ اندر دشنا کنند مارہا

قاآنی کی غزلیں بھی بالکل قصیدے کا جزو معلوم ہوتی ہیں اور شان غزل سے کسی قدر خالی ہیں ولیکن ان کا سوز و گداز اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہتا۔ چونکہ اس وقت اس صنفِ سخن پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں اس لئے ناظرین ہمکو معاف فرمائیں۔

قاآنی کی سلاست نگاری درحقیقت اعجاز سے کم نہیں دقیق سے دقیق مسائل بیان کرنے میں بھی اس کا بیان اس قدر صاف اور سلجھا ہوا ہوتا ہے کہ عالم و عامی اس کو نہایت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی دقیق مسئلہ زیر غور تھا۔ دیکھئے:۔

کشودی زلف قیر آگیں جہاں را قیروان کردی
نمودی چہر مہر آئیں زمیں را آسماں کردی

واقعہ یہ ہے کہ عشق کامل عاشق کی طبیعت کو اس قدر ملائم بنا دیتا ہے کہ اس کو سوائے معشوق کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اگر معشوق کا چہرہ چھپ جاتا ہے تو عاشق سمجھتا ہے دنیا اندھیر ہوگئی۔ اگر اس کا عکس رخ نظر آگیا تو تیرہ و تار عالم بقعۂ نور بن گیا۔

اگر محبوب راضی ہے تو جور فلک کی عاشق صادق کو کوئی پرواہ نہیں اور اگر وہ خفا ہے تو عاشق کے جذبات و احساسات اس قدر بلند ہو جاتے ہیں کہ وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ جور فلک اس پر گویا ہوتے ہی نہیں بہ الفاظ دیگر آسمان کو بھی اسکی مظلومی پر رحم آجاتا ہے:۔

زبس نامہربانی با من اے آرام جاں کردی　　فلک را با ہمہ نامہربانی مہرباں کردی

صنعت سوال وجواب میں عنصری کا یہ قصیدہ:۔

ہر سوالے کز اں گل سیراب　　دوش کردم مرا بداد جواب

بہت مشہور ہے۔ اس میں شروع سے لیکر آخر تک پہلے مصرعہ میں سوال ہے اور دوسرے میں اسکا جواب۔ قاآنی کی عقل سلیم نے اس صنعت کے لئے شہید کربلا کا واقعہ انتخاب کیا۔ جو درج ذیل ہے۔ اس میں اس قدر سوز و گداز ہے کہ پتھر کے دل پانی ہو جاتے ہیں۔ قاعدہ ہے جب کسی مصیبت زدہ سے اسکی مصیبت کرید کرید کر پوچھی جائے تو تڑپ تڑپ جاتا ہے:۔

بارد چہ؟ خون دیدہ۔ چساں؟ روز و شب۔ چرا؟
از غم۔ کدام غم؟ غم سلطان اولیا
نامش چہ بود؟ حسین۔ ز نژاد کہ۔ علی
مامش کہ بود؟ فاطمہ۔ جدش کہ؟ مصطفیٰ

چوں شد؟ شہید شد۔ بکجا؟ دشت ماریہ

کے؟ عاشر محرم۔ پنہاں؟ نہ! بر ملا!

سیراب کشتہ شد؟ نہ کس آبش بداد؟ داد!

کو؟ شمر۔ از چہ چشمہ؟ زسر چشمۂ فنا

امام زین العابدین کی اسیری اور تشہیر کا حال یوں پوچھتا ہے:۔

برتن لباس داشت؟ بلے! گرد راہ گذر

برسر عمامہ داشت؟ بلے! چوب اشقیا

حکیم کی طبع ظریف نے ایک بڈھے ہکلے کی گفتگو کو اس طرح نظم کیا ہے:۔

پیر کے لال سحر گاہ بہ طفلے۔ الکن ‏ ‏ ‏ مے شنیدم کہ بدیں نوع ہمی راند سخن

کائے ززلفت صصصبح شاشاشام تاریک ‏ ‏ ‏ وے زچہرت ششششام صصصبح روشن

تتتریاکیم ودے ششششید ثلبت ‏ ‏ ‏ صصصبرو تاتاتابم ررررفت ازتتتن

طفل گفتا ممن راتتو تقلید مکن ‏ ‏ ‏ گگگم شو زبرم اے ککمتر از زن

میخواہی ممشتے بلکلت بزنم ‏ ‏ ‏ کہ بیفتد ممغزت میان ددہن

پیر گفتا ووو اللہ کہ معلوم است ایں ‏ ‏ ‏ کہ کہ زادم من بیچارہ زمادر الکن

ہہفتاد وہہشتاد وسال است فزوں ‏ ‏ ‏ گگگنگ ولالالالم بخلاق زمن

طفل گفتا خخدارا صصصد یار شکر ‏ ‏ ‏ کہ برستم بجہاں از ملال و محن

ممن ہم گگگنگم ممثل تتتتو ‏ ‏ ‏ تتتتتو گگگنگی ممثل ممن

اس سے بڑھ کر حکیم کی ظرافت طبع اور قادر الکلامی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے:۔

باقر سلمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ ۱

ممدوح کی شکایت کے متعلق

۱- (۱)۔ اگر اس کے بعد میرے سر پر سونے کا تاج بھی رکھ دیں پھر بھی آئندہ مجھے تو امیر کے دروازہ پر نہیں دیکھیگا۔

(۲)۔ صعوہ۔ چڑیا کی قسم کا ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ جسے ہندی میں ممولا کہتے ہیں فارسی میں اسکے لئے سرنیچہ اور مویسچہ الفاظ آئے ہیں۔

ترجمہ۔ وہ تیز پنجوں والا باز ہے (اور اسکے مقابلہ میں) میں ایک ضعیف سی چڑیا ہوں۔ کسی نہ کسی دن وہ ضرور میرے بازو اور پر نوچ ڈالیگا۔

(۳)۔ وہ روشن آفتاب ہے۔ اور میں ایک حقیر ذرّہ ہوں۔ اسکے نور کے سامنے میرے وجود کا نام ونشان بھی نہیں رہ سکتا۔

(۴)۔ گنج شائگان۔ خسرو پرویز کے ایک خزانہ کا نام۔ شائگان بمعنی ایسی چیز جو بادشاہوں کے لائق ہو حسرت نگر۔ صفت دیدہ دوا برائے اضافت۔

ترجمہ۔ وہ گنجِ شائگان ہے۔ اور میں ایک ایسا فقیر ہوں۔ جس کی حسرت سے دیکھنے والی آنکھیں اس خزانہ پر کھلی ہوئی ہیں۔ (کہ کاش مجھے ہی مل جائے)۔

۵۔ خزانہ بغیر اژدہا کے کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اپنی جان کے خوف سے میرا گذر بھی اس خزانہ تک نہیں ہو سکتا۔

بالعموم مشہور ہے کہ جہاں خزانہ یا کوئی زر و جواہر وغیرہ زمین میں دفن ہوں اس کی محافظت کے لئے ایک سانپ ہوتا ہے۔ جس طرح کہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ہر جا گلُ است خار است و بر سر ہر گنج مار۔ یہاں گنجِ شائگان ممدوح کو کہہ رہا ہے

اژدہا اس کے دربان و پاسبان وغیرہ سے مراد ہے ؛
(۶)۔ چونکہ قناعت سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ اور طمع و لالچ سے ذلت۔ اس لئے مجھے ہر شخص سے بڑھ کر قناعت ہونی چاہیئے۔ (عزّ من قنع و ذلّ من طمع) ؛
(۷) میں اس کمال کی بلندی پر اڑنے والا ہما ہوں۔ کہ ہمیشہ کے لئے قناعت کا کوہ کاف میری قیام گاہ رہا ہے ؛
(۸)۔ روئے دادن پیش آنا۔ موسیجہ۔ سریجہ۔ صعوہ۔ ممولا۔ دُم لابہ کردن کُتّے کا دُم ہلانا۔ خوشامد کرنا۔ چونکہ کتّا اپنے مالک کو دیکھ کر اظہار محبت میں دُم ہلاتا ہے۔ یہاں محض ممولا سے دُم ہلانے میں تشبیہ دی گئی ہے ؛
ترجمہ۔ اے خدا مجھ پر کیسے یہ منحوس دن آئے ہیں کہ ممولے کی طرح مجھے ہر ایک کے سامنے جا کر دُم ہلانی پڑتی ہے (خوشامد کرنی پڑتی ہے) ؛
(۹) جب روزی کا پیدا کرنے والا (خدا) ہر روز مجھے روزی دیتا ہے۔ تو پھر میری غذا جگر کے ٹکڑے کس لئے ہے ؛
(۱۰)۔ صیت۔ آوازہ۔ شہرہ ؛
ترجمہ۔ باوجودیکہ میری فضیلت اور کمال کی شہرت بحر و بر میں پھیل گئی ہے لیکن مجھے بحر و بر سے کوئی فائدہ نہیں ؛
(۱۱)۔ میری قسمت میں خشک لب (تشنگی) اور تر آنکھ (گریہ وزاری) کے سوا کچھ بھی نہیں۔ شاید خشک و تر سے میری قسمت میں یہی لکھا ہے ؛
(۱۲) تقریع۔ سرزنش۔ ملامت۔ مقابلہ ؛
ترجمہ۔ قضا و قدر (تقدیر) نے ہی جب میری قدر گنوادی ہے۔ تو میں تقدیر کو ملامت کیا کر سکتا ہوں؟
(۱۳)۔ میری امید کا درخت بید کی شاخ جیسا ہی ہے۔ ورنہ اس نے مجھے دنیا میں کوئی پھل کیوں نہیں دیا ؛
بید۔ جوہڑوں اور تالابوں کے کنارے پر ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کا پھل پھول نہیں ہوتا۔ شاعر کہتا ہے۔ کہ میری امید کا درخت بھی بید جیسا ہی ہے۔ یعنی میں بھی ایک حرمان نصیب ہوں ؛

(۱۴) - ریشہ - جڑ - توبیخ - زجر کردن - بُرا بھلا کہنا - ملامت کرنا ۔
اب اگر میری فضیلت کی جڑ (درخت) نے مجھے کوئی پھل (فائدہ) نہ دیا - تو میں ملامت کے تیشہ سے اس کی جڑیں اُکھاڑ دونگا ۔
(۱۵) - نیشکر - گنّا ۔
ترجمہ - میرا کلام گنّے کی طرح شکر پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن مجھے اس گنّے سے رنج کے زہر کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا (کوئی قدردان نہیں) ۔
(۱۶) - سِلک - موتیوں کی لڑی - پشیز - چھوٹے موتی جو سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں - پوتھ ۔ (پہلے سیاہ ہی رنگ کی ہوتی تھی) ۔
میں اپنے قلم کی نوک کے ذریعے موتیوں کی لڑیاں (عمدہ اشعار) پروتا ہوں لیکن میری موتیوں کی لڑیاں بھی بوجہ ناقدردانی پوتھ کی ایسی معلوم ہوتے ہیں ۔
(۱۷) طبرزد - ایک قسم کا قند جو بوجہ سختی کلہاڑی سے ٹوٹتا ہے - طعم - ذائقہ - مزہ - تبر - کلہاڑی ۔
ترجمہ - میرے اشعار ذائقہ میں قند کے کوزے ہیں - لیکن اب کوزے کی مصری میرے حلق میں کلہاڑے کا کام دے رہی ہے (سوائے ضرر کلام سے مجھے کچھ حاصل نہیں ۔
۲ - (۱۸) - حجر - پتھر -
ترجمہ - میں ہزار ہا رنجوں میں سے محض ایک ہی تجھے بتاتا ہوں اُسے سُن کر تو ضرور سختی میں مجھے پتھر کا ایک ٹکڑا خیال کریگا (کہ ایسے آلام و مصائب کو برداشت کرتا ہوں اور پھر زندہ ہوں) ۔
(۱۹) - مجھے امیرالامراء اپنے دولتکدہ پر بلاتا ہے - لیکن اس کا جاہل دربان مجھے دروازہ سے نکال دیتا ہے - (کام کی جگہ کاخ پڑھو) ۔
(۲۰) آستیں افشاندن - ملامت کرنا - بُرا بھلا کہنا - رد کرنا - ہنکانا - ناراض ہونا آستیں بر رُد کردن یا آستین بر چشم کردن = رونا - آنسو پونچھنا ۔
ترجمہ - اس کے آستانہ کے دربان نے مجھے رد کر دیا (ہنکا دیا) اسی وجہ سے میں اپنی آستین اپنی تر آنکھوں پر رکھے ہوئے ہوں (رو رہا ہوں) ۔
(۲۱) - بزرگ و برتر خدا کا احسان ہے - کہ کل اس کے دربان نے مجھے

میری بیہوشی سے (غفلت سے) آگاہ کر دیا۔

(۲۲)۔ اُن ہزاروں زخموں سے جو آسمان نے مجھے لگائے تھے۔ در حقیقت اگر دیکھا جائے، تو ایسا ایک بھی کارگر نہیں ہُوا تھا (یعنی اس دربان کے بھگا دینے کا بڑا صدمہ ہے)۔

(۲۳) اُس کے (دربان کے) زخم زبان نے ایک ہی بات سے میرے دل کے اُن زخموں پر مرہم لگا دیا جو بے شمار تھے۔

(۲۴)۔ اگرچہ اس نے نازیبا اور سخت کلامی کی تھی۔ لیکن جو کچھ کہا ٹھیک کہا اسی وجہ سے اس کی بات نے میرے دل پر اثر کیا۔

(۲۵) حضر۔ شہر میں رہنا۔ شہر باشی۔ ضد سفر۔

ترجمہ۔ زمین کی سطح فراخ ہے۔ اگر مفلس ہوں تو کیا پروا کسی نے شہر میں میرے سفر کے پاؤں کو تو نہیں باندھ لیا (ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست)۔

(۲۶)۔ طریق۔ راستہ۔ حجاز۔ عرب کا ایک خاص صوبہ جس میں مکہ اور مدینہ واقع ہیں۔ وحدت۔ اکیلا ہونا۔

ترجمہ۔ عراق کا راستہ پُرامن ہے اور حجاز کا راستہ بھی کُھلا ہے (میں اس طرف کو چلا جاؤں گا۔ مجھے کسی رفیق سفر اور رہنما کی ضرورت نہیں)۔

میری تنہائی ہی میری رفیق راہ ہے۔ اور تقدیر میری رہنما ہے۔

(۲۷)۔ عوری۔ عریاں شدن۔ جوع۔ بھوک۔ قُوت۔ خوراک۔ تسلیم۔ اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دینا۔ مان لینا۔ رضا۔ خداوند کریم کی طرف سے خواہ تکلیف پہنچے یا خوشی ہر حالت میں راضی رہنا۔

ترجمہ۔ میرا عریاں ہونا ہی میرا لباس ہے۔ اور میری بے ہنری ہی میرا سرمایہ ہے اور بھوک ہی میری غذا ہے۔ تسلیم میری رہنما اور رضا میری رفیق سفر ہے۔ تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس۔ یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا)۔

(۲۸)۔ اگر کوئی راستہ کاٹنے کرنے والا چوپایہ (گھوڑا۔ گدھا وغیرہ) میرے پاس نہیں ہے تو نہ سہی۔ خدا نے راستہ طے کرنے کے لئے مجھے دو پاؤں دئیے ہیں۔

(۲۹)۔ دوسرے مصرعہ میں دگر کی بجائے مگر چاہیئے ٭
ترجمہ۔ اگر ہر ایک قدم پر ہزار ہا چور بھی ہوں۔ تو مجھ سے مکر و فریب کر کے سوائے میرے اور کیا چرا لینگے یعنی مجھی کو لے لیں تو لے لیں ورنہ میرے پاس تو کوئی سامان نہیں (یعنی میں بالکل بے سروسامان ہوں) ٭
(۳۰)۔ میں فارس میں کیوں رہوں۔ کہ اس ملک میں نہ ہی میرے پاس کوئی زمین ہے اور نہ ہی اونٹ گائے یا گدھا میری ملکیت میں ہے ٭
(۳۱)۔ سقر۔ دوزخ ٭
ترجمہ۔ اگرچہ سقر دوزخ سے کسی طرح کم نہیں۔ لیکن اب شہر باشی میرے لئے دوزخ سے بھی ہزار درجہ بڑھی ہوئی ہے (السفر سقر ولو کان میلاً) ٭
(۳۲)۔ کالا۔ مال و اسباب ٭
ترجمہ۔ اب اسکے بعد میں خشکی اور تری میں تجارت کی غرض سے سفر کرونگا خدا کے فضل و کرم سے میرے پاس سرمایہ ہے۔ اور میرا ہنر (شاعری) میرا مال و متاع ہے ٭
(۳۳)۔ خاور (مشرق۔ باختر مغرب (بریں = شمال فرودین = جنوب) ٭
ترجمہ۔ اب سے دو سال پہلے تو مجھے ممالک مشرق میں دیکھا تھا۔ اب آئیگا۔ دو سال تو مجھے ملک مغرب میں دیکھیگا ٭
(۳۴)۔ فالُ فر۔ رعبُ دبدبہ۔ شانُ شوکت جاہ و تجمل (سعادت و میمنت۔ شان و شوکت) ٭
ترجمہ۔ میں سورج کی طرح مشرق و مغرب کا سفر کرونگا۔ تاکہ اس سفر سے میری شوکت و سعادت بڑھ جائے ٭
(۳۵)۔ جب میرے دل کی گرہیں (دلی مقاصد) ملک شیراز میں نہیں کھلتیں (حل نہیں ہوتے) تو پھر مجھے کاشغر کی طرف چلا جانا چاہیئے ٭
(۳۶)۔ فرود آمدن۔ نیچے اُترنا۔ گر پڑنا ٭
ترجمہ۔ ایک گھر (ممدوح کے لوگوں کی طرح اگرچہ کا ذ خاندان والے احسان کرنے کو تیار ہیں۔ مگر وہ گھر میرے سر پر گر پڑے اور میں مر جاؤں) تو بہتر ہے (یعنی میں کسی اور کا احسان اُٹھانا نہیں چاہتا) ٭
صتہ (۳۷) اگر روشنی سے بچنے کی وجہ سے میں رات اور دن سے گریز کروں تو پھر

کیا مجھے سورج اور چاند کا احسان اُٹھانا چاہیئے ۔

(۳۸)۔ میں ایسی جگہ چلا جاؤنگا۔ جہاں کہ صبح اور شام سورج اور چاند کی روشنی ہی میرے سر پر نہ پڑے ۔

(۳۹) روزگار بسر آمدن = مرجانا ۔

ترجمہ۔ جب زمانہ کے صدر کا زمانہ ختم ہوگیا (وہ مرگیا)، تو مجھے بھی مرجانا ہی چاہیئے ۔

(۴۰)۔ دخت۔ دختر کا مخفف ہے ۔

ترجمہ۔ نہ ہی میں کمال میں اس سے (صدر زمانہ سے) زیادہ ہوں۔ اور نہ ہی حسن و جمال میں اس سے بڑھا ہُوا ہوں۔ اور نہ ہی ویسا میرا قبیلہ اور اہل وعیال ہے ۔

(۴۱)۔ پیکر۔ جسم۔ شکل ۔

ترجمہ۔ اگر میرے جسم کا ایک ایک ٹکڑا علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ تو بھی اس کا غم میرے دل سے نہیں نکل سکتا ۔

(۴۲)۔ عروق۔ جمع عرق۔ ایسی رگیں جن میں خون ہوتا ہے ۔

ترجمہ۔ اسکے احسان نے خون کی طرح میری رگوں میں جگہ کرلی ہے (اس کا احسان میرے رگ وریشہ میں سمایا ہُوا ہے) اگر اس پر کسی دوسرے خون کا اضافہ ہو۔ تو وہ اس لائق ہے کہ نشتر سے نکال ڈالا جائے ۔

(۴۳)۔ سرنوشت۔ تقدیر۔ خطر۔ نقصان۔ ضرر ۔

ترجمہ۔ دو آدمیوں کی محبت نے مجھے فارس میں مقید کر دیا ہے۔ اور ان دونوں تقدیروں سے ہزار ہا خطرے مجھے حاصل ہیں (ممدوح کو اپنی تقدیر کہہ رہا ہے (یعنی میری قسمت اُن سے متعلق ہے) ۔

(۴۴)۔ ان کی محبت نے مجھے نہیں چھوڑا کہ میں کسی طرف منہ کردں۔ حتی کہ میری جان غم ورنج کے دریا میں غرق ہوگئی (یعنی میری تکلیف کا باعث اُن کی محبت ہُوئی)، روبہیچ روئے۔ صحیح۔ روبہیچ سوئے ۔

(۴۵) سپر۔ ڈھال جس سے تلوار وغیرہ کا وار رد کا جاتا ہے ۔

ترجمہ۔ پہلے اُن دو شخصوں میں سے جناب معتمد دولہ ہیں۔ جن کا آستانہ حوادث کی تلوار کے

سامنے میرے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے (انکی حمایت میں مَیں حوادث سے محفوظ رہتا ہوں) ۔

(۴۶)۔ دوسرے میرے آقا اسداللہ خاں سخی ہیں۔ جن کی محبت کی حمایت سے مجھے شیر نر بھی نہیں پھاڑ سکتا ۔

(۴۷)۔ ان دو سے زیادہ مجھے لطف و عطا کی امید نہیں۔ کیونکہ میری قابلیت اُس سے زیادہ کی نہیں ۔

(۴۸)۔ ذوالریاستین۔ دو ریاستوں کا مالک۔ شمر۔ حوض۔ پانی کا گڑھا ۔

ترجمہ۔ مجھے دو ریاستوں کے مالک کے ساتھ بھی گفتگو کرنے کی طاقت نہیں کیونکہ وہ ناپیداکنار دریا مجھے حوض کے برابر بھی خیال نہیں کرتا ۔

(۴۹)۔ میں نے اس کی تعریف میں ستّر شعر لکھے لیکن اس نے میرے ان ستّر شعروں کے عوض میں ایک تعریف و آفرین بھی نہ کی ۔

(۵۰)۔ او خ کلمہ تاسف۔ کساد بازاری غیر مروج ہونا۔ بازار کا مدہم اور ماند ہو جانا ۔

ترجمہ۔ افسوس کہ اب فضیلت کی جنس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ ورنہ میرے اشعار کی نقدی سونے چاندی سے بھی زیادہ رائج تھی ۔

(۵۱)۔ میں خدا کا شکریہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرونگا۔ اس لئے خدا کی وجہ سے نعمت میں اور نبی کی وجہ سے عظمت و عزت میں اضافہ ہو گیا ہے ۔

(۵۲)۔ میں بیان کے ملک کا بادشاہ ہوں۔ اسی لئے قسم قسم کے الفاظ میرے پاس جمع ہیں ۔

(۵۳)۔ میری کمر پر ایسی شکایات کا طومار لدا ہُوا ہے (یعنی مجھے ممدوح سے جو شکایات ہیں) وہ اثر میں ہزار ہا تلواروں کے زخم سے بھی بڑھ کر ہیں ۔

قصیدہ ۲

بڑے امیر میرزا تقی خاں مرحوم کی تعریف میں

۴۶ (۱)۔ جوئبار۔ ایسی جگہ جہاں بہت نہریں ہوں۔ مرغزار۔ چراگاہ ۔

ترجمہ۔ شاید کہ نہروں کے اطراف سے بہشت کی نسیم چلی ہے۔ کہ چراگاہوں۔

سے جو ہوا آتی ہے۔ اس میں کستوری کی خوشبو پائی جاتی ہے۔

(۲)۔ زمین اور اینٹوں پر سبز کھیتیاں پھوٹ نکلی ہیں۔ کھیتیاں کیا ہیں۔ (بالکل) بہشت ہی ہیں۔ دس نہیں سو نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

(۳)۔ نائے۔ بانسری۔ گلا۔ آواز گلو۔ زنگ یا زنگلہ۔ گھنٹیاں۔ گھنگرو۔ چکارک۔ چڑیا سے ذرا بڑا جانور ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں چل یا چنڈول کہتے ہیں۔ اور عربی میں قبرہ بعض اوقات اسکے معنی سرخاب کے بھی آتے ہیں جسے ہندی میں چکوا چکوی کہتے ہیں۔ تدرو۔ چکور۔ ہزار یا ہزار داستان۔ بلبل۔ چنگ۔ سارنگی۔ پنجہ۔

ترجمہ۔ چکاوک۔ کلنگ۔ چکور۔ اور بلبلوں نے اپنے پنجوں سے سارنگیاں باندھ رکھی ہیں اور اپنے گلے میں گھنٹیاں لٹکا رکھی ہیں۔ زیر۔ آواز پست۔ باریک سُر۔ بم۔ اونچا سُر۔

(۴)۔ فاختہ نے اپنی آواز سے سینکڑوں ہی تانیں پیدا کر دی ہیں۔ اور اس طرح راگ گا رہی ہے۔ جیسے تاروں میں سے اونچے نیچے سُر کی آوازیں نکلتی ہیں۔

(۵)۔ بُسد۔ مرجان۔ مونگا۔ ژالہ۔ اوس کے قطرے۔ اولے۔

ترجمہ۔ زمین سے اس طرح گُل لالہ اگ رہا ہے۔ جیسے مرجان کے پیالے ہوں۔ اور لالہ کی پتیوں پر شبنم پڑی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے شفق میں ستارے ہوں۔

(۶)۔ ہمہمہ۔ شور و غوغا۔ آواز شیر۔ زمزمہ۔ نغمہ۔ راگ۔

ترجمہ۔ کیا چکور اور کیا سارس سب نے درختِ سرو کی شاخوں پر بیٹھ کر ایک شور مچا رکھا ہے۔ اور (اپنا اپنا) راگ الاپ رہے ہیں۔

(۷ و ۸)۔ بہار۔ گل نارنج۔ شقیق۔ گلِ لالہ۔ شمامہ۔ خوشبودار پھول جنگلی خربوزہ جو خوشبودار ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں کچری اور پنجابی میں "چبڑ" کہتے ہیں۔ خجستہ مبارک یہاں مراد عمدہ پھول سے ہے۔ اراک۔ پیلو کا درخت۔ عرار یا عرعر۔ سروِ کوہی

فیضی ے درچشم باغباں نشود قدر او بلند۔ گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم۔

ترجمہ۔ چونکہ نہروں کے اطراف میں ایک دوسرے کے سامنے گل نارنج۔ بنفشہ۔ گل لالہ۔ شگوفے۔ شمامہ۔ دستبو۔ سیندھی۔ کچری۔ خجستہ۔ ایک زرد رنگ

کا پھول جس کا اندرونی حصہ سیاہ ہوتا ہے۔ اور اس کو ہمیشہ بہار بھی کہتے ہیں ٭
شمامہ۔ عمدہ پھول۔ پیلو۔ اور سرو پھوٹ نکلے ہیں۔ اس لئے بہشت کی نسیم دماغوں میں سما رہی ہے ٭
۹۔ ہر طرف سے مست (جھومتے جھامتے) آ رہے ہیں (اس حالت میں کہ) پیالے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں (اور شرابیوں نے اتنی شراب پی ہے کہ) شرابیوں کے مغز سے شراب نے خمار دور کر دیا ہے ٭
ترجمہ۔ بادلوں کے ترشح سے پانی پر بلبلے اُٹھ رہے ہیں۔ اور آبشاروں میں پانی اس طرح رواں ہے۔ جس طرح چاندی کی نہریں چل رہی ہوں ٭
(۱۱) مقری۔ قاری قرآن شریف کو باقاعدہ حروف کی ادائیگی سے پڑھنے والا ٭
ترجمہ۔ باغ کے سرو کی شاخوں پر قمریاں بیٹھی (گا رہی ہیں) جس طرح کہ عمدہ پڑھنے والے (خوش الحان) قاری سبز میناروں پر بیٹھے قرآن شریف پڑھ رہے ہوں ٭
(۱۲)۔ ہزارہا بلبلوں نے اکٹھی ہو کر پھولوں کی شاخوں پر بیٹھ کر انتظار کی تکلیف (جو انہیں پھولوں کا انتظار کرنا پڑا) کا گلہ کرنے کے لئے ایک شور مچا رکھا ہے ٭
(۱۳ و ۱۴)۔ شمال۔ باد شمال۔ وہ ہوا جو شمال کی طرف سے چلے۔ رحال۔ کجاوے اصول۔ اصل۔ جڑ۔ فروع۔ فرع۔ شاخ۔ عقال۔ وہ رسہ جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھ دیتے ہیں۔ کہ کہیں آوارہ نہ پھرے ٭
ترجمہ۔ پھلدار درختوں نے بوجھ اُٹھانے والے اونٹوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے قطاریں اور صفیں باندھ رکھی ہیں۔ باد شمال انکی ساربان ہے۔ بادل انکے کجاوے ہیں۔ انکی جڑیں انکے زانو بند ہیں اور انکی شاخیں انکی مہاریں ہیں ٭
(۱۵)۔ ایسی عمدہ بہاریں جبکہ زمین بھی عنبر کی خوشبو جیسی ہو رہی تھی میرا دل اور ایمان ایک معشوق نے لوٹ لیا (افسوس) ٭
(۱۶)۔ (معشوق کیسا تھا) کسی عاشق کا متلاشی تھا۔ طبیعت میں نرمی تھی سُرخ لب تھا۔ گل لالہ جیسے (سرخ) منہ والا تھا۔ نرم دل تھا۔ باریک بالوں والا تھا۔ بال کیا تھے کستوری کے تار تھے ٭
(۱۷)۔ تعبیہ۔ پوشیدہ کرنا۔ طبلہ۔ ڈبہ۔ غالیہ۔ او بٹنہ۔ ذوالفقار حضرت علیؑ کی

تلوار۔ جسکے لغوی معنی مہرۂ پشت کے توڑنے والی بفقرہ۔ مہرۂ پشت کو کہتے ہیں ٭

ترجمہ۔ اس نے اپنی زلفوں میں ہزار ہا مرکب خوشبوؤں کے ڈبے میں چھپا رکھے
تھے اور اپنی پلکوں میں کاٹنے والی تلواروں کو عاریتہً لیکر باندھ لیا تھا ٭ ۵ھ

(۱۸)۔ ایسا معشوق تھا۔ کہ جس کی عمر چودہ سال تھی۔ اور جس کے جمال سے
بہشت اور بہار بھی شگفتہ تھی ٭

(۱۹)۔ **ماہ نخشب**۔ نخشب ایک حکیم کا نام ہے۔ جسے ابن عطا بھی کہتے ہیں
اس نے سحر کی مدد سے ایک چاند بنایا تھا۔ جس کی روشنی تقریباً اٹھارہ میل تک
جاتی تھی ٭

ترجمہ۔ اسکے لبوں پر شہد کے دو برتن بند ھے تھے۔ اور اسکے دونو رخسارے
ابن عطا کا چاند تھے۔ اسکی رات جیسی سیاہ زلفوں نے اپنے تاروں میں ملک تاتا
(جہاں کا فی کستوری ہوتی ہے) چھپا رکھا تھا ٭

(۲۰) **سہیل**۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔ **نبیذ**۔ انگوری شراب۔ عقار محض شراب
خواہ کسی قسم کی ہو ٭

ترجمہ۔ اس کا چہرہ حسن کا سہیل تھا۔ جس کا آسمان میری دونوں آنکھیں تھیں
(یعنی میری آنکھوں میں سمایا ہُوا تھا) انگوری شراب اور اسکے علاوہ دوسری شرابیں
بھی اس کی محبت میں مست تھیں ٭

(۲۱)۔ میں تجھے کیا بتاؤں کہ کل وہ کس طرح نازو انداز سے باہر نکلا۔ اور شرابیوں
کی طرح میرے یہاں آگھسا ٭

(۲۲)۔ ہاتھ میں ایک سُرخ شراب کی صراحی لئے ہوئے تھا (وہ ایسی شراب تھی)
کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی کہیں بانسری میں گر پڑے۔ تو اسکے بند بند سے شرارے
نکلنے لگیں ٭

(۲۳)۔ وہ دماغ اور سر میں دوڑ جانے والی تھی۔ اور دل و جگر میں اثر کرنیوالی
تھی۔ جس طرح کہ خشک گھاس پھونس میں آگ لگ جائے ٭

(۲۴)۔ مجھے اس نے بڑے انداز سے کہا۔ کہ کیا تجھے شراب پینے کی خواہش
ہے میں نے اُسے کہا کہ کیقباد کی یاد میں لاؤ اور پلاؤ ٭

(۲۵ و ۲۶)۔ اے میرے عزیز معشوق آج یہ بات مبارک ہے کہ ہم جمشید کی یاد میں شراب پئیں۔ کیونکہ عجم کی سلطنت نامور صدر بزرگ اور منصف امیر کہ جس نے بڑے بڑے مضبوط قلعوں (کو فتح کیا ہے) کے دروازے کھولے ہیں مضبوط اور منتظم ہوگئی ہے،

(۲۷)۔ شقی۔ بدبخت۔ تقی۔ متقی۔ پرہیزگار۔ ممدوح کا نام بھی ہے،

ترجمہ۔ بدبخت ظالم کی بجائے باانصاف تقی متمکن ہوا ہے (جس پر)کہ پرہیزگار مومن بھی فخر کرتے ہیں،

(۲۸)۔ یسار۔ بایاں ہاتھ۔ دست چپ۔ فراخی۔ خوشی۔ یمین۔ دایاں ہاتھ۔ دست راست۔ قسم،

ترجمہ۔ بادشاہ کا بڑا امین اور امیر ہے۔ اور بادشاہ کا دایاں بایاں ہاتھ ہے (مدارالمہام ہے) جس نے (اپنے عمدہ انتظام کی وجہ سے بادشاہ سے خراج تحسین حاصل کرکے) بادشاہ کی تحسین و آفرین سے اپنے سر کو کئی بار آسمان سے لگایا ہے (بادشاہ کی آفرین سے کئی ایک بار عزت حاصل ہوئی ہے)،

(۲۹)۔ اتابک۔ شہزادوں کا اتالیق۔ امیر،

ترجمہ۔ وہ باعزت اور برگزیدہ صدر ہے۔ اور باشان وشوکت بزرگ سردار ہے۔ شاہِ عجم کا اتالیق ہے۔ اور بڑے بڑے نامور بادشاہوں کا امین ہے،

(۳۰)۔ معین۔ مددگار۔ ضمین۔ ضامن،

ترجمہ۔ ملکوں کا فتح کرنیوالا امیر۔ اور بادشاہ کے ملک کو امن میں رکھنے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا مددگار اور رزق کھانے والے (غربا) کا ضامن ہے،

(۳۱)۔ قوام۔ درستی۔ عماد۔ ستون۔ عیار۔ خالص ہونا،

ترجمہ۔ شان وشوکت کی درستی اُسی سے ہے اور عزتوں کا وہ ستون ہے۔ انتظام کا دارومدار اُسی پر ہے اور اعتبار کا خلوص اُس کی ذات ہے،

(۳۲)۔ قصور۔ جمع قصر۔ محل۔ ایوان۔ مسدِّد۔ مضبوط کنندہ۔ ثغور۔ ثغر۔ سرحد۔ ممہد۔ تمہید۔ بچھانا۔ ہموار کرنا۔ اچھا کرنا۔ عمدہ بنانا،

ترجمہ۔ محلات کی تکمیل کرنے والا۔ سرحدوں کا مضبوط کرنیوالا۔ کاموں (کے بند و بست)

کا عمدہ کرنے والا۔اور ملکوں کو با انتظام بنا دینے والا ہے ✤

(۳۳)۔شریروں کا مارنے والا۔قیدیوں کا رہا کر دینے والا۔غربا کا خزانہ اور کاموں کا منتظم کر دینے والا ہے ✤

(۳۴ و ۳۵) خطیب۔ممبر پر خطبہ پڑھنے والے خطبا۔ ادیب۔قابل آدمی۔ اریب۔ بڑے بڑے آدمی۔لبیب۔دانا ✤

ترجمہ۔ ہر شہر اور ہر مکان ہر زمین اور ہر وقت۔خطبا۔ ادیب۔ بڑے بڑے آدمی اور دانا لوگ۔قریب کے رہنے والے (اور دور کے رہنے والے) مسافر چھوٹے بڑے سب شکر گذاروں کی طرح اسکی تعریف کرتے ہیں ✤

(۳۶)۔مہد۔گہوارہ۔قماط۔وہ کپڑا جس میں نوزائیدہ بچے کو پیٹتے ہیں۔ اور جسے "غنڈک" بھی کہتے ہیں ✤

ترجمہ۔اسکے عہد میں شیر خوار بچے بھی اپنے گہواروں اور کپڑوں میں خوشیاں منا رہے ہیں ✤

۶۔(۳۷)۔بادل کے سے ہاتھ والا (سخی) دریادل۔خوشخو۔اور فراخ سایہ والا ہے۔ اس کی طینت میں فخر اور عزت خمیر کی گئی ہے ✤

(۳۸)۔فرہی۔شان و شوکت۔فتحمندی ✤

ترجمہ۔اس نے اپنی عقل کی مدد سے بادشاہ کے ملک کی شان دوبالا کر دی ہے اور ملک تمام مکروہات سے خالی اور بری ہو گیا ہے ✤

(۳۹)۔بادشاہ کا مددگار۔امین۔اور ارالمہام ہے۔ جیسے کہ بادشاہ کی دوربین عقل نے بڑے بڑے آدمیوں میں سے انتخاب کیا ہے ✤

(۴۰)۔وہ نالائقوں کی جان کے لئے پیام مرگ اور کمینوں کے خرمن کا جلا دینے والا حاصل سوز ہے۔مفلسوں کی روح کے لئے خوشی اور رنجیدہ لوگوں کے دل کی مسرت کا باعث ہے ✤

(۴۱)۔جبان۔بزدل۔نامرد۔گیرودار۔پکڑ دھکڑ۔لڑائی۔جنگ ✤

ترجمہ۔اسکے غصہ کے وقت زمین و آسمان میں اس طرح تپش پیدا ہو جاتی ہے (انکے اوسان جاتے رہتے ہیں) جس طرح کہ جنگ کے خوف سے بزدل آدمیوں کے

ہوش اُڑ جاتے ہیں۔

(۴۲)۔ بادشاہ تیرا مرہون منت ہے۔ اور جہاں تیری آستین میں ہے (قبضہ میں ہے) اور تیرے دائیں ہاتھ سے ہر شخص کو (مال و دولت) فراخی حاصل ہوتی ہے۔

(۴۳ و ۴۴)۔ ہفت خط۔ ہفت اقلیم۔

ترجمہ۔ ساری دنیا۔ اور چار جہات میں۔ ہر شہر اور ہر ملک میں بے شمار بڑے بڑے آدمی۔ منشی۔ عقلمند اور باخبر لوگ۔ وزیر۔ امیر۔ مشیر سلطنت اور ملک کے مشارٌالیہ تیرے جاں نثار ہیں۔

(۴۵)۔ محک۔ کسوٹی۔ دو سال سے ہی عرصہ گذرا کہ تیری عقل کسوٹی کی ایسی فکر نے ہر ایک شخص کی جان کی نقدی کو پرکھ لیا ہے (از نقد عیار بسنگ زدن = کسوٹی پر کس کے کھرا کھوٹا جانچنا)۔

(۴۶)۔ اپنی مکمل عقل اور خدا کے فضل و کرم سے تمام کے ہاتھ سے تو نے عنان اختیار لے لی۔

(۴۷)۔ تیری عزت اور عقل سے تیرے کام اور رتبہ اس قدر بلند ہُوا۔ کہ تیرا عہد عمدہ عہد مانا گیا۔

(۴۸)۔ ملک اور دین کے دشمن کی کیا طاقت کہ وہ لڑائی کا ارادہ کر سکے کہ تو نے ہر ایک زمین میں ان کی لاشوں کی ہزار ہا قبریں بنا دیں (سب فنا کر دیئے ہیں)۔

(۴۹)۔ دوستوں کی تو نے عزت کی۔ اور بخیل کو ذلیل کیا۔ دونوں کے لئے تو نے کیا تخت اور پھانسیاں بنائی ہیں۔

(۵۰)۔ تو نے ظلم کا دروازہ بند کر دیا اور فتنہ و فساد کا راستہ روک دیا۔ اور عدل کے پانی سے دین کے چہرے سے (ظلم و تعدی) کے غبار کو دھو ڈالا۔

(۵۱)۔ تو نے بادشاہ کے دارالخلافہ میں فوج اس قدر بڑھا دی ہے کہ پیادہ اور سوار کی دو ماہ کے راستہ جتنی صف کھچتی ہے۔

(۵۲)۔ تو نے اپنی مضبوط عقل کی کوشش سے ملک اور مذہب کے گرد لوہے کی توپوں کا ایک آہنی قلعہ کھڑا کر دیا ہے۔

(۵۳)۔ تُف۔ گرمی۔ بخار۔ آب دہن۔ تھوک۔

ترجمہ۔ قلعہ شکن اور صفوں کو درہم برہم کرنے والی (توپیں) ہیں جب ان کے

منہ کا تھوک (گولیاں بارود) نکلتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دیو کے گلے سے کوئلہ برسانے والے شرارے نکل رہے ہیں۔
(۵۴)۔ اسکے پیٹ کی سیاہ چیونٹیاں (گولیاں) (بارود) کبھی اپنا چہرہ سرخ کر لیتی ہیں۔ ان (چیونٹیوں) کا چہرہ کیا ہے۔ موت کا پیام ہے۔ اور چیونٹیاں کیا۔ وہ تو سانپوں کا ایک گروہ ہے۔
۷۔ (۵۵)۔ اس میں کے تمام چیونٹے سُرخ مُنہ والے سانپ بن جاتے ہیں جو اسکے گلے سے اس طرح کودتے ہُوئے نکلتے ہیں۔ جیسے سانپ اپنے غاروں سے نکلیں۔
(۵۶)۔ میں نے ایسا اژدہا کبھی نہیں دیکھا۔ جس کا دل آگ کا بنا ہُوا۔ اور جسم لوہے کا ہو۔ اور جو دشمنوں میں سانپوں ہی سے ہلاکت لا ڈالے۔
(۵۷)۔ ذوالخمار۔ ایک مشعبد کا نام ہے جو اپنے منہ پر چادر رکھا کرتا تھا۔
ترجمہ۔ (جب وہ توپیں چلتی ہیں) تو نہ ہی کسی کو عدل و انصاف کا ہوش رہتا ہے اور نہ ہی مذہب کا۔ بلکہ ذوالخمار کے مغز میں بھی ظلم اور تعدی کا خمار چڑھ جاتا ہے۔ (یعنی ذوالخمار بھی باوجود اس قدر مشعبد ہونے کے انکی زد سے نہیں بچ سکتا)۔
(۵۸)۔ حکومت اور مذہب کو ایک لڑی میں پرو دیا ہُوا دیکھ۔ کہ ان کی کیسی عمدہ چمک ہے (اور اس طرح وہ منظم ہیں) کہ تانے بانے کی طرح ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔
(۵۹)۔ حمار۔ گدھا۔ فسار۔ باگ ڈور۔ گھوڑے یا گدھے کے باندھنے کا رسہ۔
ترجمہ۔ خبردار اب وہ زمانہ گذر چکا ہے۔ جبکہ باغوں کے گل و یاسمن میں (معشوقوں کی بجائے) گدھے رسے توڑ کر بھاگے پھرا کرتے تھے (بدنظمی کا زمانہ ختم ہو گیا)۔
(۶۰)۔ (اے امیر) میری اس طرح پرورش کر۔ کہ بندے کے شعروں سے جہاں میں تیری ایک عمدہ یادگار قائم رہے۔
(۶۱)۔ آبیار۔ کسان۔ دہقان۔
ترجمہ۔ (میرے اشعار میں اس قدر روانی ہے) کہ اگر پانی کی بجائے میرے اشعار کو باغ میں لیجائیں۔ تو کسان پانی کے فکر اور محنت سے رہا ہو جائیں۔
(۶۲ و ۶۳)۔ جہرگان۔ خزاں کے مہینے کا نام ہے۔ جب آفتاب برج میزان

ہیں ہوتا ہے۔ سوسمار۔ گوہ۔ جسے عربی میں ضب کہتے ہیں قرن۔ لمبی مدت تیس سال سو سال۔ اور بعض کے نزدیک اسی سال ہے ؛

ترجمہ۔ ہمیشہ جبتک موسم خزاں میں ماہِ مہرگاں کی ہوا سے جہاں رنگ و بو سے سوسمار کی پیٹھ کی طرح گنجہ ہو جائے (تب تک) تو خوش حال رہے اور تیری عمر ہزارہا سال ہو۔ اور تیرے خیال سے ہر ایک دل میں ایک نوبہار شگفتہ رہے ؛

قصیدہ ۳

خاتم انبیا حضرت محمدؐ بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں

(۱)۔ توحید کے فرشتہ سے میرے ہوش کے کانوں میں یہ آواز سنائی دی۔ کہ اے جوانمرد جوانی کے ایام میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کر ؛

(۲)۔ اسکے بعد میں تنہائی کے گوشہ میں آرام سے بیٹھا رہونگا۔ میں کہاں اور شراب خانے۔ مستی اور جام شراب کہاں ؛

(۳)۔ جب میں وحدت کی بنسری کے نغمے سن سکتا ہوں۔ تو میں سارنگی اور رباب کی آواز پر کیوں کان لگاؤں ؛

(۴)۔ اے قضا و قدر کے قاضیو۔ میرا منہ اس خطا کاری کی زمین سے موڑ دو۔ اور اے دین کے ہادیو نیکی کے گھر کی طرف میری رہنمائی کرو ؛

(۵)۔ آز۔ لالچ۔ جیفہ۔ ناپاک۔ مردار۔ نجس۔ کلاب۔ جمع کلب بمعنی کتا ؛

ترجمہ۔ میں اپنی طبیعت کے جال میں پھنس کر کب تک لالچ سے دانے چنتا رہوں (یعنی کب تک نفسِ امّارہ کا کہا مانتا رہوں) اور کب تک دنیا کے مردار پر کتّوں کی طرح مائل رہونگا۔ حدیث شریف اَلدُّنیا جِیفَۃٌ وَ طالِبُھَا کِلابٌ ؛

(۶)۔ اذ کان الغراب مخفف ہے سے اذ کان الغراب دلیل قوم = سیدیھم طریق الھالکینا ؛ یعنی جس قوم کا کوا رہنما ہو۔ تو انکی کسی ہلاکت خیز مقام پر کو رہنمائی دیگا ؛ کوّے کو بالعموم عرب منحوس جدائی ڈالنے والا کہتے ہیں۔ چنانچہ قیس بن ذریح کا شعر

ہے ؎ لقد نادی الغراب ببین لبنی وطار القلب من حذر الغراب ۔ کوّا لبنیٰ (معشوقہ) کی جدائی کی خبر دیتا ہے اور میرا دل اس کوّے کے ڈر سے اُڑا جاتا ہے ۔

ترجمہ ۔ میں نفس سرکش کو اپنا ہادی منتخب کرتا ہوں ۔ اگرچہ میں نے سینکڑوں دفعہ یہ شعر ؎ اذکان الغراب الخ سنا ہے ۔

(۷) نیکنامی سے میرے سر پر کیا مصیبت آئی ہے ۔ کہ اس وقت میں بوڑھے اور جوانوں میں بدنامی کا سہرا باندھوں ۔

(۸) ؎ ۔ مجھے خدا اور اپنے آپ سے شرم آنی چاہیئے ۔ آخر کب تک میں بُرے افعال کی وجہ سے اپنی روح کو عذاب میں رکھونگا ۔

(۹) ۔ ببغارہ ۔ سرزنش ۔ ملامت ۔ بُرا بھلا کہنا ۔ ذباب ۔ مکھیاں ۔

ترجمہ ۔ میں آفتاب ہوں میں اپنی جان کو ہلال کی طرح کیوں گھٹاؤں ۔ اور میں شہباز ہوں مکھیوں سے کیوں سرزنش برداشت کروں ۔ یعنی خدا نے مجھے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے ۔ مجھے اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ۔

(۱۰) ۔ خرگاہ ۔ خیمہ ۔ طنّاب ۔ رسّہ ۔

ترجمہ ۔ میں جو اپنی عقل کا خیمہ آسمان پر لگا سکتا ہوں ۔ تو پھر کس لئے خیمے کی میخ کی طرح اپنی جان کے گلے میں رسّہ ڈالوں ۔

(۱۱) ۔ شیطان میرا خون گرانے والا (دشمن) ہے ۔ اور تعجب کی بات ہے کہ میں اُسی طرف بھاگتا ہوں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ) میں حساب کے دن اور قیامت کی پرسش سے غافل ہوں ۔ یعنی میں شیطان کے پھندے میں اس طرح پھنسا ہوا ہوں ۔ کہ مجھے پُرسشِ آخرت کا کوئی خیال نہیں ہے ۔

(۱۲) ۔ میں اپنی جان کے پرندے کو کب تک گناہوں کے پنجرے میں قید رکھوں اور اپنی توفیق کے چہرے کو کب تک (معصیت کے) نقاب میں چھپائے رکھوں ۔

(۱۳) ۔ تعمیر ۔ عمارت بنانا ۔ آباد کرنا ۔ تخریب ۔ ویران کرنا خراب کرنا ۔

ترجمہ ۔ کب تک میں دنیا کے آباد کرنے اور دین کے خراب کرنے میں کوشاں ہونگا (اور اس وجہ سے) کب تک اپنی جان کو مصیبت میں ڈالے رکھونگا ۔

(۱۴) ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان دنیا میں ایک کمزور

ھستی ہے جس کا مطلب یہی ہے۔ کہ (انسان) موت کے لئے پیدا ہُوا ہے اور خراب ہونے کے لئے بنا ہے ۔ ؎

له ملك ينادي كل يوم ـ لدوا للموت وابنوا للخراب ۔ هي الدنيا اذل من القليل وعاشقها اذل من الكلاب

(۱۵) ۔عرضہ داشتن ۔ پیش کرنا ۔ بغرضِ معائنہ ۔ مستطاب ۔ جس سے خوشی طلب کی جائے ۔ مرجعِ مسرّت ۔

ترجمہ ۔ اس کے بعد میں اپنے کاروبار میں اتنا منہمک نہیں ہونگا ۔ بلکہ اپنا تمام کاروبار مرجعِ مُسرّت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا کرونگا ۔

(۱۶) ۔ توقیع ۔ نشان کردن ۔ دستخطِ بادشاہ ۔ فرمان ۔ طغرا ۔ تحریر ۔ فرمانِ پادشاہی ۔

ترجمہ ۔ وہ دنیا کی پرکار کا مرکز ہیں ۔ اور وجود کی پرکار کا خط ہیں ۔ سخاوت کے آسمان کے قطب ہیں اور بہتری کے فرمان کے دستخط ہیں ۔

(۱۷) ۔ ابو القاسم ۔ حضور کی کُنیت ہے ۔

ترجمہ ۔ دُنیا کے سردار ابو القاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ جن کے وجود کے سامنے (بلندیٔ مرتبہ کے لحاظ سے) آسمان بھی اس طرح ہے جس طرح سورج کے سامنے ذرّہ ہو ۔

(۱۸) ۔ آپ کی وہ پاک ذات ہے ۔ کہ جن کے لئے سُورج بھی واپس آگیا ۔ اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا ۔ آپ اُمّی (ان پڑھ) تھے ۔ لیکن اُم الکتاب (قرآن شریف) کے حامل تھے) ۔

تشریح ۔ دنیا میں خلافِ عادت سورج افقِ مغرب سے دو بار غروب ہو کر پھر واپس آیا ۔ ایک بار تو حضرت سلیمانؑ کے لئے اور دوسری بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر قضا ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق واپس آیا ۔ معجزہ شق القمر مشہور ہے ۔ ان دونوں معجزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ نظامی ؎

امّی وگویا بزبانِ فصیح ۔ از الف آدم و میم مسیح

(۱۹) ۔ اور آپ کی وہ ذات ہے کہ جب کفّار نے (معجزہ) دیکھنا چاہا ۔ تو آپ کے ہاتھ کے کنکروں نے کلمۂ شہادت پڑھا ۔ جس پر کفّار نے کہا ۔ کہ یہ تو عجیب چیز ہے ۔

تشریح ۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفارِ مکہ کو تبلیغ فرما رہے تھے ۔ تو انہوں نے کہا ۔ کہ اگر آپ سچے ہیں ۔ تو ان پتھروں سے کہو ۔ اگر یہ کلمۂ شہادت پڑھیں تو ہم

بھی مان جائینگے۔ چنانچہ ایسا ہو گیا۔

(۲۰)۔ **چار حد** ۔ اربعۂ عناصر۔ **ہفت خط** ۔ ہفت آسمان۔ **شش حجاب** جہاتِ ستّہ ۔ چھ طرفیں۔

ترجمہ۔ دونو عالم کے راہنما جو ایک آنکھ جھپکنے میں۔ چار حد اور ساتوں آسمان اور شش جہات سے گذر گئے (معراج کی طرف اشارہ ہے)

(۲۱)۔ آفتاب کے جسم کا نور آپ کے منور دل ہی کی وجہ سے ہے۔ اور بادلوں کے ہاتھ میں جو پونجی ہے۔ وہ آپ کے ہاتھ بادل کی سخاوت سے ہے۔ یعنی سورج میں روشنی آپ ہی کی بدولت ہے۔ اور بادل بھی آپ ہی کے طفیل بارش برساتے ہیں۔

(۲۲)۔ **ہفت دوزخ** ۔ دوزخ کے سات حصے کئے گئے ہیں (۱) سقر۔ (۲) سعیر (۳) لظی (۴) حطمہ (۵) جحیم (۶) جہنم (۷) ہاویہ۔

ترجمہ۔ آپ کے قہر کے انگارہ کے مقابلہ میں ساتوں دوزخ ایک چنگاری ہیں۔ اور آپ کے (سخاوت کرنیوالے) ہاتھ کے مقابلہ میں ساتوں دریا ایک بلبلہ ہیں۔

(۲۳)۔ اگر آپ کا وجود مبارک ذات واجب (خدا تعالیٰ کی ذات) کو ظاہر نہ کرتا۔ تو ابد تک تقدیر کی طاقت (ہستی کے) پردہ ہی میں چھپی رہتی۔ **بیت** ۔ جب کہ چاہا ذاتِ حق نے دیکھنا اپنا جمال پردۂ احمدؐ میں آیا تاکہ رسوائی نہ ہو۔

حدیث کنت کنزاً مخفیًّا فاحببتُ ان اعرف فخلقت الخلق (میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں بھی پہچانا جاؤں۔ تو میں نے دنیا (خلقت) کو پیدا کیا۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا)۔

(۲۴ و ۲۵)۔ **ممکنات** ۔ کائنات۔ موجودات۔ دنیا میں جو چیز موجود ہے۔ **سہ مولود** موالید ثلاثہ۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ **چار مام** ۔ اربعہ عناصر۔ آگ۔ پانی مٹی اور ہوا۔ **ہفت باب** ۔ بالعموم ساتوں آسمانوں کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں چونکہ نُہ سپہر پہلے آچکا ہے۔ اس لئے ہفت باب سے مراد ہفت اقلیم ہے۔ نُہ سپہر۔ سات آسمان عرش اور کرسی شامل کر کے نو کہتے ہیں؟ **تالی** ۔ مابعد۔ پیچھے آنے والا۔

ترجمہ۔ جو کچھ دنیا میں موجود ہے یہ نو آسمان۔ جہات ستّہ۔ سات دوزخ

آٹھ بہشت - موالید ثلاثہ - اربعہ عناصر - اور ہفت اقلیم۔ سب آپ کے وجود مبارک کے بعد ہی پیدا ہوئے - اوّل مَا خلق اللہ نوری

(۲۶) - ساری عمر آپ کے وجود مبارک سے کسی قسم کا (صغیرہ یا کبیرہ) گناہ سرزد نہیں ہُوا (آپ معصوم تھے) کیونکہ آپ کے افعال تمام کے تمام حکم ربی کے ماتحت تھے ؞

صہ ۹ (۲۷) ابو البشر حضرت آدم علی نبینا و علیہم السلام -

ترجمہ - باوجودیکہ حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی تھی۔ اگر تجھے یقین نہیں آتا۔ تو قرآن شریف سے "فتاب" پڑھ لے حضرت آدم علیہ السلام جب گندم کا دانہ کھانے کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔ تو آپ کو چند ایک کلمات خداوند کریم کی طرف سے ملے جو یہ تھے ربنا ظلمنا انفسنا الخ جس وجہ سے آپ کی توبہ قبول ہو گئی قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے ۔ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یعنی آدم علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے چند ایک کلمات ملے جن کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہو گئی تحقیق خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ؞

(۲۸) حشمت اللہ - حضرت سلیمان علیہ السلام کا لقب ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا کلیم اللہ ہے ؞

ترجمہ - اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے (جو خدا کی شان و شوکت کا ظہور تھے) خطا سرزد نہیں ہوئی - تو القینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب رہم نے اسکی کرسی پر ایک گوشت کا لوتھڑا ڈال دیا۔ تو آپ خدا کی طرف رجوع ہوئے) کیا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے ننانویں حرم تھے۔ اور آپ کا خیال تھا۔ کہ ننانویں ہی لڑکے اگر میرے گھر ہو جاویں۔ تو کفار سے لڑنے کے لئے گھر ہی کی فوج کافی ہوگی۔ مگر آپ نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ جس وجہ سے کسی ایک بیوی کے ہاں بھی لڑکا نہ ہُوا محض ایک کے ہاں گوشت کا لوتھڑا ہُوا۔ اس غصہ کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ کہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ یعنی ہم نے سلیمان علیہ السلام کو آزمایا۔ اور انکی کرسی پر ایک جسم لا ڈالا پھر انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا ؞

(۲۹) - رات دن غیبی فرشتہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے۔ کہ جو شخص آپ کے راستہ سے پھر گیا اس کا انجام بہت بُرا ہُوا ؞

(۳۰)۔ ہر وقت عرش کے رہنے والے دفرشتوں سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ جو شخص آپ کے فرمودہ راستے پر چلا اسکو جو کچھ حاصل کرنا تھا۔ اس نے کر لیا۔

(۳۱)۔ بیم و امید کا مطلب آپ کی دشمنی اور دوستی ہی ہے۔ جن میں ایک (بغض) کا نام معصیت ہے۔ اور ایک (محبت) کا نام ثواب ہے۔

(۳۲)۔ آدم علیہ السلام کی توبہ ہرگز خدا قبول نہ کرتا۔ اگر وہ آپ کی خدمت کے فیض سے سو بار فیض حاصل نہ کرتے۔

(۳۳) **انتساب**۔ نسبت والا ہونا۔ **جلیل**۔ بزرگ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اس لئے کہا گیا ہے۔

ترجمہ۔ نمرود کی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کبھی گلستاں نہ ہوتی۔ اگر وہ آپکی بزرگ نسبت سے نسبت کو تلاش نہ کرتے۔ یعنی جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینک دیا تھا۔ تو وہ ہرگز سلامت آگ سے نکلتے اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا واسطہ نہ دیتے۔ قُلْنَا یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ۔ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ (ہم نے آگ کو کہا کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامت رکھنے والی ہو جا کفار نے تو آپ سے فریب کا ارادہ کیا تھا۔ مگر ہم نے انہیں نیچا کر دکھایا)۔

(۳۴)۔ **تیہ**۔ ایسا جنگل جس میں راستہ کا پتہ نہ چلے۔ **ضلالت**۔ گم ہو جانا۔ راستہ بھول جانا۔ **لبیک**۔ میں تیرے سامنے حاضر ہوں۔

ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام بھی ضلالت کے جنگل سے ہرگز باہر نہ نکلتے۔ اگر وہ آپ کی مہربانی کے طور سے لبیک (میں تیری مدد کے حاضر ہوں) کی آواز نہ سنتے۔

بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا۔ کہ تم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن انہوں نے باوجود موسیٰ علیہ السلام کے کہنے کے یہ جواب دیا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (اے موسیٰ تو اور تیرا خدا جائے ہم یہاں بیٹھے ہیں) جس پر انہیں سزا دی گئی۔ کہ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (خدا نے کہا کہ وہ بستی ان پر چالیس سال حرام کی گئی ہے یعنی چالیس سال اس میں داخل نہیں ہو سکینگے۔ بلکہ زمین میں سرگشتہ اور حیران پھرینگے۔ تو اس فاسق قوم کا غم

نہ کر۔ اس قوم کی طرف اشارہ ہے ۰

(۳۵)۔ **جودی**۔ وہ پہاڑ جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی آکر ٹھہری تھی۔ کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا تھا۔ جو کفار کے ساتھ غرق ہوگیا۔ سعدی ؎

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود　　پیمبر زادگی قدرش نیفزود

ترجمہ۔ نوح علیہ السلام بھی اگر آپ کی سخاوت کے جودی (پہاڑ) پر التجا نہ لیجاتے تو کنعان کی طرح ہرگز اس پانی کے طوفان سے بچ کر نہ نکلتے ۰

(۳۶)۔ **ایاب**۔ رجوع۔ واپس کرنا ۰

ترجمہ۔ اگر ایوب علیہ السلام آپ کی مہربانی کے چشمہ سے بدن نہ دھوتے۔ تو اس حالت سے پہلی حالت کی طرف کب رجوع کر سکتے تھے ۰

ایوب علیہ السلام کو خداوند کریم نے آزمایا تھا۔ آپ کے تمام جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے لیکن اس حالت میں بھی آپ ثابت قدم رہے۔ اور خدا کا ذکر کرتے رہے قرآن شریف میں ہے ؎ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۔ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ (اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر جس وقت اس نے خدا کو بلایا اور کہا کہ اے خدا شیطان نے مجھے بہت تکلیف دے رکھی ہے) ۰

پھر خداوند کریم کا حکم ہوا کہ ؎ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ (کہ اپنی ایڑی زمین پر مار۔ یہ نہانے کی ٹھنڈی جگہ ہے اور پینے والا پانی ہے) آپ نے جس وقت زمین پر پاؤں مارا تو چشمہ نکل آیا۔ جس پر نہانے سے آپ کا جسم پہلے جیسا ہی صحیح سالم ہوگیا ۰

(۳۷)۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام آپ کے راستہ کی خاک سے پیشانی کا مسح نہ کرتے۔ تو قبول ہونے والی دعا کی طرح آسمان پر نہ چلے جاتے ۰

ہمارا اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب نصاریٰ نے آپ کو صلیب پر چڑھانا چاہا۔ تو آپ غائب ہوگئے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔ کہ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (انہوں نے انہیں (عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ اسے تو خدا اپنی طرف اٹھا کر لے گیا ۰

(۳۸ و ۳۹) اعتصام۔ تمسک کرنا۔ چنگل مارنا۔ اقتراب۔ نزدیک ہونا۔ لوان پیٹ

حوت ۔ مچھلی ؛

ترجمہ ۔ یوسف علیہ السلام اگر آپ کی مہربانی کے دھاگے سے تمسک نہ کرتے (آپکی مہربانی کے دھاگے پر پنجہ نہ مارتے) اور یونس علیہ السلام اگر آپ کے قرب کی درگاہ کی نزدیکی تلاش نہ کرتے۔ تو ابد تک یہ تو (یونس علیہ السلام) مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتے۔ اور قیامت تک وہ (یوسف علیہ السلام) عذاب کے قیدخانہ میں رہتے ؛

یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی نے قید کر دیا تھا۔ مشہور قصہ ہے ۔ یونس علیہ السلام کفار کے ڈر سے بھاگے اور ایک کشتی میں بیٹھ گئے ۔ وہ کشتی غرقاب میں پھنس گئی ۔ کشتی والوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ہے جو اپنے آقا سے بھاگ آیا ہے ۔ قرعہ ڈالنے پر حضرت یونسؑ کا نام نکلا۔ جنہیں دریا میں پھینک دیا گیا ۔ وہاں آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔ اور تیسرے دن کنارے پر اگلا ۔ قرآن شریف میں ہے ۔ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ (اور یونس علیہ السلام بھی پیغمبر تھے) جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف گئے ۔ پس قرعہ ڈالا ۔ پس دھکیلے ہوؤں میں ہو گئے ۔ پھر ان کو مچھلی نگل گئی ۔ اور وہ بڑے نادم تھے) ؛

(۴۰) ۔ حسن المآب ۔ عمدہ جائے بازگشت ؛

ترجمہ ۔ آسمان جہاں کہیں عاجز آجاتا ہے ۔ آپ ہی سے پناہ مانگتا ہے ۔ کیوں نہ ہو ۔ آپ کا آستانہ اچھا ملجا و ماوٰے ہے ؛

(۴۱) ۔ آپ کی پسندیدہ ذات کے سامنے عقل کو سوائے آمنا و صدقنا کہنے کے کوئی چارہ نہیں ۔ کیونکہ مچھر عقاب کے سامنے طاقت کی لاف کیسے مار سکتا ہے ؛

(۴۲ و ۴۳) ۔ اے شہنشاہ آپ کے سخاوت کرنے والے ہاتھ کے سامنے سمندر کا یہ چوڑا میدان سیراب ہے ۔ اگر یہ زریں گنبدوں والا خیمہ (آسمان) آپ کی ذات کی میخ سے مضبوط طنابوں والا نہ ہوتا ۔ تو اسے یہ بلندی کہاں نصیب ہوتی ؛

(۴۴) ۔ اگر آپ آگ کے تر ہونیکا حکم دیں تو فوراً ہی آگ کی ماہیت بدل جائے ؛

(۴۵) ۔ اور اگر آپ زمین و آسمان کے تغیر و تبدل کا حکم دیں تو یہ (آسمان) اس (زمین) کی طرح ساکن ہو جائے ۔ اور وہ (زمین) اس (آسمان) کی طرح حرکت میں آجائے ؛

۱۰ ۔ (۴۶) ممکن الوجود ۔ ایسا وجود جس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہو ۔ مخلوق ۔ واجب الوجود

وہ ہستی جو اپنے قیام میں کسی غیر کی محتاج نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ ؛

ترجمہ۔ نہ ہی آپ کو ممکن الوجود کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی واجب الوجود۔ لیکن اتنا کہہ سکتے ہیں کہ (خدا نے اپنی ذات کے بعد آپ کو منتخب کیا ہے ؛

(۴۷)۔ جب آپ بجلی جیسی رفتار والے براق پر سوار ہوتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام ایک ہاتھ سے آپکی باگ پکڑتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے آپکی رکاب تھامتے ہیں ؛

(۴۸) اے شاہِ زمانہ جب سے شبیب آپ کی تعریف میں موتی برسانے والا ہُوا ہے تب سے اسکے افکار کی روشنی سے سورج بھی (شرم کے) پردے میں چھپ گیا ہے۔

(۴۹)۔ ہشت باب۔ ہشت خلد ؛

ترجمہ۔ جو شخص آپ کی مدح کے دیباچے سے ایک باب بھی لکھے۔ تو قیامت کے روز خدا تعالیٰ اسکے لئے آٹھوں بہشتوں کے دروازے کھول دیگا ؛

(۵۰) اب میں آپ کے اصحابہ کرام کی دعا پر اپنا کلام ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے مدح کی حد حساب سے باہر ہے ؛

(۵۱ و ۵۲) جب تک اس نورانی آفتاب کی چمکتی ہوئی مشعل سے دن کی مجلس ہر صبح کے وقت اس طرح روشن ہوتی رہے جس طرح رات چاند سے ہوتی ہے تب تک قیامت تک آپ کے دم بھرنے والوں کے بخت کا ستارہ سورج کے نور اور شہاب (ٹوٹنے والا ستارہ) کے جسم سے بھی زیادہ روشن رہے ؛

قصیدہ ۷

صاحب اختیار حسین خاں کی تعریف میں

(۱) مرغِ زار۔ زخمی پرندے۔ ایسے پرندے جو موسم خزاں کا صدمہ اُٹھائے ہُوئے ہیں۔ مرغزار۔ چراگاہ ؛

ترجمہ۔ بہار آرہی ہے (جس وجہ سے) پھولوں کے درختوں سے بلبلوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ اور ہر وقت چراگاہوں سے خزاں کا صدمہ اُٹھائے ہوئے پرندوں کی آوازیں آتی ہیں ؛

(۲)۔ ارغنون۔ ایک قسم کا باجہ۔ آرگن۔ صلصل۔ قمری۔ دراج۔ تیتر ؛

ترجمہ۔ گویا ہر شاخ اور پتے پر ارغنوں (باجہ) بندھا ہُوا ہے۔ کیونکہ چکور۔ قمری۔ تیتر اور سارسوں کی آوازیں آرہی ہیں ؛

(۳)۔ جب پھول کی خوشبو باغ سے آتی ہے۔ تو جان کے مغز میں ایک قسم کا ولولہ اور جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جب پرندوں کی آواز شاخوں سے آتی ہے تو دل کا پرندہ (خوشی میں آکر) اُڑتا ہے ؛

(۴)۔ بلبلوں کا شور۔ سارسوں کی آواز اور قمری کے نالے کبھی پھول۔ کبھی درخت سرو۔ اور کبھی چنار سے آرہے ہیں ؛

(۵)۔ **غلمان**۔ دربانانِ جنت۔ بہشت کے خدمتگار جو نوعمر لڑکے ہونگے۔ **ساحت** میدان۔ فراخی ؛

ترجمہ۔ چونکہ باغ میں حوریں اور غلمان (خوبصورت معشوق) قطار در قطار آرہے ہیں۔ اس لئے تو کہیگا کہ باغ کی سطح بہشت کی مانند ہے ؛

(۶)۔ کوئی گلِ لالہ ہاتھ پر رکھ کر کہتا ہے۔ کہ اسکی بناوٹ تو شراب کے پیالے جیسی ہے اور کوئی پھول پر تحسین وآفرین کہتا ہے۔ کہ اس سے معشوق کی خوشبو آرہی ہے ؛

(۷)۔ کوئی بے ریش معشوق کے ساتھ باغ کی طرف آرہا ہے۔ اور کوئی شراب کا پیالہ لئے نہر کی طرف جارہا ہے ؛

(۸)۔ کوئی تو باغ کو دیکھ کر بے تامل مرحبا کہنے لگتا ہے۔ اور کوئی چنبیلی کو سونگھ کر خداوند تعالیٰ کی کاریگری پر حیران ہوتا ہے ؛

(۹)۔ **پائے کوفتن**۔ رقص کرنا۔ ناچنا۔ **بخ بخ**۔ کلمہ انبساط۔ واہ واہ ؛

ترجمہ۔ کوئی تو گل لالہ کے پاس کھڑا رقص کر رہا ہے۔ کہ ادہو ہو کیسا عمدہ رنگ ہے اور کوئی پھول کو دیکھ کر وجد میں آجاتا ہے کہ واہ واہ اس میں تو یار کی خوشبو آتی ہے

؎ اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری ؛

۱۱۔ (۱۰)۔ کوئی سبزے پر لوٹ ہو رہا ہے اور کوئی گل لالہ پر رقص کر رہا ہے۔ کوئی تو حواس باختہ ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو کبھی ہوش آجاتا ہے ؛

(۱۱)۔ ہر طرف سے ارگن۔ سارنگی۔ اور بانسری کی آواز آتی ہے۔ اور ہر کوچہ سے بربط۔ طنبور اور تاروں کی آوازیں آرہی ہیں ؛

(۱۲)۔ کوئی تو یہاں بیٹھا بانسری بجا رہا ہے۔ اور کوئی وہاں بیٹھا شراب پی رہا ہے ہر طرف سے واہ واہ۔ اوہ اوہ۔ ہائے ہائے کی ہزاروں آوازیں آتی ہیں۔
(۱۳)۔ ہر جگہ جشن اور جوش پایا جاتا ہے اور قدم قدم پر شرابی ملتے ہیں۔ جب موسم بہار آتا ہے۔ تو غالباً کسی کو بھی ہوش نہیں رہتا۔
(۱۴) **سنبلستان**۔ ایسی جگہ جہاں بہت سا سنبل اُگا ہوا ہو۔ "ستان" جگہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے گلستان۔ خارستان۔
ترجمہ۔ شاید کہ سنبلستان میں میرے معشوق نے اپنی زلفیں کھول دی ہیں۔ کہ سنبل سے میرے مغز میں بے اختیار جان (معشوق کی خوشبو آرہی ہے۔
(۱۵)۔ خبردار اے میرے ساقی مجھے لگاتار شراب دئے جا۔ پیالے تو بھی پی اور مجھے بھی پلا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں حالت خمار طاری نہ ہو جائے (خمار سے پہلے ہی میں اور شراب پی لوں۔ تاکہ خمار کی نوبت ہی نہ آئے۔
(۱۶)۔ ریاکاری کی وجہ سے میرے ایام زندگی سیاہ ہو گئے۔ اب تو مجھے ریاکاری کو جلا دینے والا پانی (شراب) دے۔ تیری جان کی قسم کہ خواہ ریاکاری کے دو سو خرمن۔ (کھلیان) بھی ہوں۔ تو ایک جَو کی بھی قیمت نہیں رکھتے۔
(۱۷)۔ کیا تو نہیں جانتا کہ سرسبز جگہ بیٹھ کر شراب کی کیا لذت آتی ہے۔ خصوصاً پھر اس وقت جبکہ باغوں سے کستوری جیسی خوشبو آرہی ہو۔
(۱۸)۔ ان شرابیوں کی قسم جو معشوقوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب پیا کرتے ہیں۔ کہ معشوقوں کے بغیر آب کوثر بھی میرے لئے ناخوشگوار ہے۔
(۱۹)۔ ایک میٹھے (خوبصورت) معشوق کے ساتھ شراب تلخ پینی چاہتا ہوں (ایسی شراب) جس کے نشے سے **عقل** دیوانی ہو جائے۔ اور پہاڑ اور جنگل بھی بیقرار ہو جائیں۔
(۲۰)۔ **شنگ**۔ شوخ۔ غارتگر۔ **حصار**۔ قلعہ۔ چونکہ متقدمین کے دور میں بالعموم نوعمر تُرک فوج میں بھرتی ہوتے تھے۔ اس وجہ سے تُرک سے مراد معشوق لیتے ہیں اور اسی مناسبت سے فوجی ساز وسامان ان کے لئے استعارہ کے طور پر لے آتے ہیں۔ چنانچہ یہاں حصار بھی اسی مناسبت سے آیا ہے سے ہمی آرند ترکان از یلغار زہر پردہ مردم دیدن

ترجمہ میرا دل ایک شوخ اور غارتگر معشوق نے لوٹ لیا ہے۔ کہ ویسا نہ تو ختن میں کوئی معشوق ہوگا۔ اور نہ قلعوں میں کوئی تُرک ہوگا۔

(۲۱) جب ہوا اس کی سیاہ زلفوں کو اسکے رخساروں پر بکھیرتی ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین کو لوٹنے کے لئے زنگیوں کی سپاہ آرہی ہے (چین کے لوگ سفید رنگ اور زنجبار کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں)۔

(۲۲) جس وقت وہ اپنی پیچدار زلفوں کی لٹوں کو کھولتا ہے۔ تو میرے دماغ میں تتار کی کستوری کے قافلے کے قافلے آسماتے ہیں۔

(۲۳)۔ اس کی جان کی قسم کہ جب میں کاکل اور گیسو دیکھتا ہوں تو جہان گویا میری آنکھوں میں افعی اور سانپوں سے پُر ہو جاتا ہے (اسکی زلفیں سانپ کی طرح بل کھائے ہوئے ہیں)۔

(۲۴)۔ جب میں اسکے لب چوستا ہوں۔ تو میرے لب ہندوستان (جہاں کی شکر مشہور ہے) بن جاتے ہیں۔ اور جب میں اس کا رنگین چہرہ دیکھتا ہوں۔ تو میری آنکھیں قندھار (جہاں کا رنگ مشہور ہے) بن جاتی ہیں۔

(۲۵)۔ اگر وہ مجھے اپنا چہرہ دکھائے۔ تو میں باغ کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔ اور اگر وہ میری گود میں آبیٹھے تو میں دوستوں سے بھی کنارہ کش ہو جاؤں۔

(۲۶) جب وہ اپنی بل کھائی ہوئی زلفیں لیکر میری گود میں آبیٹھتا ہے تو میں اپنی گود کو زہریلے بچھوؤں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں (زلف کو نیش عقرب سے تشبیہ دی ہے)۔

(۲۷)۔ جب کبھی میری آنکھیں اسکے چہرہ سے پھسل کر اسکی زلفوں پر جا پڑتی ہیں تو تمام دنیا میری آنکھوں میں دھوئیں اور شراروں سے پر معلوم ہوتی ہیں۔

(۲۸)۔ اسکے خال۔ خط۔ زلف۔ پلکوں۔ ابرو۔ اور گیسوؤں کی وجہ سے جہان میری آنکھوں میں مشتِ غبار کی طرح تیرہ و تاریک معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۔ (۲۹)۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیا رمز ہے کہ جب میں اسکا چہرہ اور زلفیں دیکھتا ہوں تو میری دنیا میں دونو جہان کبھی روشن اور کبھی تاریک معلوم ہوتے ہیں (چہرہ دیکھنے سے روشن اور زلفیں دیکھنے سے سیاہ)۔

(۳۰)۔ اہواز۔ خوزستان میں ایک شہر ہے۔ جہاں بچھو بہت ہوتے ہیں۔ اور زلف کو کجی دُم اور سیاہی رنگ کی وجہ سے بچھو سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ جب اسکی پیچدار زلفیں اسکے چمکدار چہرہ پر پڑ جاتی ہیں تو اسکا چہرہ اہواز کی طرح ہوتا ہے جہاں بچھو بہت پیدا ہوتے ہیں اُسکا چہرہ شہر اہواز سے مشابہ ہے جس سے بچھو پیدا ہوتے ہیں۔

(۳۱)۔ اس کی کمر کا بال (باریک کمر) رات دن ایک بھاری پہاڑ (سرین) کو کھینچے پھرتا ہے۔ گویا وہ میری طرح ہے۔ کہ باوجود اس قدر لاغری کے بردبار (بوجھ اُٹھانے والا متحمل مزاج) ہے۔

(۳۲)۔ قاآنی کے لب اسکے لبوں کی تعریف کرتے وقت بنگال کی مانند ہوتے ہیں۔ جہاں کہ مصری۔ قند۔ اور شکر پیدا ہوتی ہے۔

(۳۳)۔ خبردار اے سروقد خوبصورت معشوق مجھے ایسی مصفی شراب دے۔ گویا وہ (شراب) کوہِ طور کی روشنی ہے (جو موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے واپس آتے وقت دکھائی دی تھی)۔

(۳۴)۔ تو مجھے کہتا ہے کہ جب میں تیرا سراپا دیکھوں تو تیری تعریف کروں۔ تو سر سے پاؤں تک مجسم تعریف ہے۔ تعریف تیرے کس کام آئیگی ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ۔ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(۳۵)۔ جب تو کہتا ہے۔ کہ میں معشوقوں کے لئے باعثِ فخر ہوں۔ تو مجھے غصہ آتا ہے تو تُو خوبصورتی میں معشوقوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ تجھے اس فخر سے عار آنی چاہیئے۔

(۳۶)۔ میں تجھے پھول کہوں یا چاند کہوں۔ میں تیری تعریف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں حیران ہوں کہ تیری کیا تعریف کی جائے جو زیبا ہو۔

(۳۷)۔ تو جب میرے گھر آتا ہے۔ تو میرا گھر باغ کے لئے بھی باعث رشک بن جاتا ہے اور اگر موسم خزاں میں تو باغ میں آئے تو (تیرے حسن کی وجہ سے بہار آجاتی ہے)۔

(۳۸)۔ غریب۔ مسافر۔ تبار۔ خاندان۔ کنبہ۔

ترجمہ۔ وہ مسافر جو تجھ سے جدا ہو کر جائے اپنے شہر میں بھی روتا ہے کیونکہ اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کنبہ اور خویش داتا رب سے علیحدہ ہو کر مسافرت میں جا رہا ہے یعنی مسافرت کی حالت میں اگر کوئی تجھ سے مانوس ہو جائے تو اپنا گھر بھی اُسے پردیس معلوم ہوتا ہے۔

(۳۹)۔ (اپنے گھر کی نقاشی کے لئے) ہم کسی نقاش یا مصور کے مرہونِ منت کیوں ہوں۔ کیونکہ جب تو گھر میں آتا ہے تو گھر نقش و نگار سے پُر ہو جاتا ہے۔

(۴۰) اے میرے معشوق عید نوروز کی صبح ہے۔ اور آج بوسے کا دن ہے۔ اسلام میں ہر عید پر یہ (بوسہ کی) رسم سنت ہے ؞

(۴۱)۔ کیا تجھے یاد ہے۔ کہ آج سے دو ماہ پیشتر میں مستی کی حالت میں تجھے کہہ رہا تھا؛ کہ جب عید نوروز آئیگی تو ہماری بھی بوس وکنار کی باری آئیگی ؞

(۴۲)۔ (اور تو) مسکراتا تھا۔ اور بڑی دبی زبان سے کہتا تھا۔ کہ میری عید تو تب ہی ہوگی۔ جب صاحب اختیار (امر ممدوح) آئیگا ؞

(۴۳)۔ (کون صاحب اختیار) ملک جمشید کا امیر کہ جب وہ مجلس میں بیٹھتا ہے (تو اسکی سخاوت کی وجہ سے) دنیا والوں کی قسمت دائیں بائیں سے اڈی چلی آتی ہے ؞

(۴۴)۔ جب وہ غصہ کے وقت اکیلا ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ تو اس کے دشمن کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری دنیا ہی سوار ہو کر آرہی ہے ؞

(۴۵) غصّہ کے وقت اسکی پلکیں دشمنوں کی آنکھوں میں ایسی گڑتی ہیں۔ جیسے رستم کے تیر اسفندیار کی آنکھوں میں گڑ گئے تھے۔ اسفندیار جسے روئیں تن بھی کہتے ہیں۔ مشہور ہے۔ کہ اسکے جسم میں تیر اثر نہیں کرتا تھا۔ اور رستم نے اسکی آنکھوں میں تیر مار کر اُسے ہلاک کیا تھا ؞

(۴۶)۔ کوکنار۔ پوست ؞

ترجمہ۔ (فتنہ و فساد) اسکے عدل کے ڈر سے ایسا سوتا ہے۔ کہ گویا بیدار ہی نہیں ہوگا۔ گویا اس (فتنہ و فساد) کی آنکھوں میں پوست کی خاصیت آجاتی ہے ؞

(۴۷)۔ جب میں تحریر سخن کے وقت اسکے غصّہ کو یاد کرتا ہوں میرے قلم، دوات، اور کاغذ کے چاروں طرف تاریکی اور قہر آجاتا ہے۔ مار = قہر۔ ظالم ؞

(۴۸)۔ جب میں اسکے دشمن کو جلانے والی تلوار کی تعریف زبان پر لاتا ہوں تو میرے مُنہ سے دوزخ کی طرح جلتے ہوئے شرارے نکلنے لگتے ہیں ؞

(۴۹)۔ جب میں اسکے گھوڑے کی چال کا خیال دل میں لاتا ہوں۔ تو دنیا کی فضا میری نظر میں تمام گرد و غبار سے اٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے ؞

(۵۰)۔ جب میرا قلم اسکے زر نچھاور کرنے والے ہاتھوں کی تعریف لکھنے لگتا ہے میرے اشعار کے دیوان کے اوراق مطلا ہو جاتے ہیں ؞

(۵۱)۔ جب میں اسکے (سخی) ہاتھ اور طبیعت کی باتیں کرتا ہوں۔ تو تو خیال کریگا۔ میرے دائیں بائیں بادل اور سمندر اکٹھے ہو جاتے ہیں ؛

(۵۲)۔ **اضائت** ۔ روشنی ۔ درخشندگی ۔ **منقبت** ۔ اوصاف حمیدہ کا بیان کرنا ؛

ترجمہ۔ جب میں درخشندگی میں اسکی روشن طبیعت کی تعریف کرتا ہوں۔ تو چمکتے ہوئے سورج کی روشنی عاریتہً میری آنکھوں میں آجاتی ہے ؛

(۵۳)۔ جب میں قلم سے اسکے اخلاقِ حمیدہ کی باتیں کتاب میں لکھتا ہوں تو میرے دیوان کے تمام نقش (حروف) قندہار کے نقش و نگار جیسے ہو جاتے ہیں (قندہار کے باغات مشہور ہیں)؛

(۵۴)۔ رمح ۔ نیزہ ۔ **پیکاں** ۔ تیر یا نیزہ کا پھل ؛

ترجمہ ۔ اس کے بعد اسکے نیزے کے ڈر سے اسکے دشمن کی آنکھوں میں پلکوں کی بجائے بھالے اور نیند کی بجائے کانٹے چبھتے ہیں۔ یعنی ڈر کے مارے سو نہیں سکتے ؛

(۵۵)۔ ایک دانا نے کہا ہے کہ جو خون پینے والا ہو وہ کمزور اور لاغر ہوتا ہے۔ جس کا مجھے اب یقین ہوا ہے۔ کیونکہ اسکی تلوار خونخواری کے باوجود لاغر اور نحیف ہے ؛

(۵۶)۔ اسکی لڑائی کے دن ساکنانِ مشرق و مغرب کے کانوں میں ہر طرف سے الامان کی آواز آتی ہے ؛

(۵۷)۔ زر و سیم کان سے اور موتی سمندر کی تہ سے اس شوق سے باہر نکل رہے ہیں کہ اس کا سخی ہاتھ بخشش کرے ؛

(۵۸)۔ لڑائی کے دن اسکی تلوار کے جوہر داں سے چونکہ خون جوش مارنے لگتا ہے اس لئے گویا تمام دنیا کا میدان یاقوت (سرخ رنگ) کی کان بن جاتا ہے۔ تمام زمین سرخ ہو جاتی ہے ؛

(۵۹)۔ ایک حساب داں نے کہا۔ کہ میں کسی دن اسکی سخاوت کو شمار کر لوں گا۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن تک وہ شرمندگی کے باعث سر ہی نہیں اٹھا سکیگا ؛

(۶۰)۔ لڑائی کے دن جب وہ اپنے سخی ہاتھ کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بادل پہاڑ کے اوپر ہو۔ یعنی اس کا ہاتھ بلحاظ سخاوت بادل ہے۔ اور گھوڑا بلحاظ بلندی پہاڑ ہے ؛

(۶۱)۔ ملک آفرینش۔ دُنیا۔ حزم۔ پختہ کاری استقلال۔ دوراندیشی۔ جیش۔ لشکر۔
ترجمہ۔ دنیا کیلئے اسکے استقلال کے سوا اور کوئی قلعہ (جائے پناہ نہیں) کیا یہ واقعی فنا کے لشکر کی
اگر اسکے حزم کے محکم حصار میں آجائے غم جیشِ فنا۔ اس راہ بدل اضافت ہے یعنی چہ غم جیشِ فنا۔
(۶۲)۔ اے آسمان جیسی قدر والے اور فرشتوں جیسے صدر رکھنے والے ہر سال بہار
اس لئے آتی ہے۔ کہ تیرے (خوشبودار) اخلاق حمیدہ کی یادگار دُنیا میں چھوڑ جائے۔
(۶۳) عید کے روز لوگ تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ تو خود عید ہے
جو شخص عید کے دن تجھے مبارکباد کہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔
(۶۴)۔ میری عید تو اُسی دن ہوتی ہے جب میں تیرا روشن چہرہ دیکھ لیتا ہوں۔ دوسری
عیدوں کی تو میرے سامنے کوئی عزت و توقیر نہیں۔
(۶۵)۔ سُن لو جب تک ایک سو کی نسبت چار سو سے جانچنے میں وہ ہو جو کہ دس کی
نسبت چالیس کے ساتھ اور ایک کی چار کے ساتھ ہے۔
(۶۶)۔ تیری دولت کا حساب اس سے بھی بڑھ کر ہو جو حساب میں آسکے اور تیری
عمر کا شمار اس سے بھی زیادہ ہو جو شمار میں آسکے۔
۱۴-(۶۷)۔ اے قاآنی تو خیال کریگا۔ کہ تیرا منہ بحرِ عمان ہے۔ کہ جس سے شاہی موتیوں
کی لڑیاں نکل رہی ہیں۔

قصیدہ ۵

کامیاب امیر نظام الدولہ حسین خاں کی مدح میں

(۱)۔ ٹھیک طور پر کوئی بھی نہیں جانتا۔ کہ موسمِ بہار میں یہ تمام نقش و نگار کہاں سے
ظاہر ہو جاتے ہیں۔
(۲)، نژند۔ ذلیل و خوار۔ پست۔ کم مایہ۔ نغز۔ عجیب۔
ترجمہ۔ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ اس تاریک اور ذلیل سی مٹی سے یہ عمدہ اور
پسندیدہ پھول کیسے نکل آتے ہیں۔
(۳)۔ اگر یہ ریحان اور پھول پانی اور خاک ہی کی نقاشی کی وجہ سے اُگتے ہیں۔

توشور اور بنجر زمین سے کیوں گھاس نہیں اُگ آتی ۔

(۴)۔ وہ کونسا ماہر نقاش ہے جو بغیر کسی دوسرے کی پیروی (مدد) کے بغیر سبب اور آلات کے یہ تصویریں بنا دیتا ہے ۔

(۵)۔ تماثیل ۔ تصاویر ۔

ترجمہ ۔ تو پھر اکس طرح نہ پوچھے کہ یہ تصاویر کہاں سے نکل آئیں ۔ اور کس طرح تو جستجو نہ کرے کہ یہ صورتیں کہاں سے ظاہر ہوئیں ۔

(۶)۔ (اور کس طرح تو نہ پوچھے کہ) باغ میں گلنچر کا منہ کس کے عشق سے زرد ہو گیا ہے، اور گلستاں میں گل لالہ کس کے عشق میں داغدار ہو گیا ۔

(۷)۔ باغ گل ریحان کی وجہ سے بغیر زنگاری رنگ کے کیوں سبز ہیں ۔ اور پہاڑ گل لالہ کی وجہ سے بغیر شنگرف (سُرخ رنگ کا پتھر جس سے سرخ رنگ بنایا جاتا تھا) کے کیوں سُرخ ہے ۔

(۸)۔ ہوا بغیر عنبر کے ایسی عنبر جیسی خوشبو والی کیوں بن گئی ۔ اور بادل بغیر موتیوں کے ایسا موتی برسانے والا کس طرح ہو گیا ۔

(۹)۔ ارغوان ۔ سُرخ رنگ کا پھول ۔ گلر کا پھول ۔ کوکنار ۔ پوست ۔

ترجمہ ۔ گل ارغوان یاقوت کی تسبیح ہاتھ میں کیوں لے لیتا ہے ۔ اور پوست کا ڈوڈہ اپنے سر پر زمرد کا تاج کیوں رکھ لیتا ہے ۔

(۱۰)۔ برق کس کے شوق سے اس طرح قاہ قاہ کر کے ہنستی ہے ۔ اور بادل کس کی جدائی میں اس طرح زار زار روتا ہے ۔

(۱۱)۔ مجوس ۔ آتش پرست ۔ زمزمہ ۔ راگ ۔ گوشوارہ ۔ کانوں میں پہننے کا زیور ۔ بُندے ۔

ترجمہ ۔ بلبلیں کس کے ذوق میں آتش پرستوں کی طرح راگ گا رہی ہیں ۔ اور پھول کے درخت نے دلہنوں کی طرح کس واسطے اپنے کانوں میں بُندے پہن رکھے ہیں ۔

(۱۲)۔ غوّاص ۔ غوطہ زن ۔ رقاص ۔ رقص کرنے والا ۔

ترجمہ ۔ بادل غوطہ زنی نہیں جانتا ۔ مگر موتی کہاں سے لے آتا ہے ۔ ہوا کو رقص کرنا تو آتا نہیں ۔ مگر موسم بہار میں کیوں رقص کرتی ہے ۔

(۱۳)۔ ہوا کو کون کہتا ہے کہ بغیر کسی مطلب اتنی بھاگ دوڑ کر۔ اور بادل کو کون کہتا ہے کہ بغیر کسی سبب کے اتنا برس ؎

ص ۱۵ (۱۴)۔ گل سوری کا چہرہ بغیر اُبٹنے کے اتنا سُرخ کیوں ہو گیا ہے۔ اور سنبل کی زلفیں بغیر کنگھی کے ایسی بل دار کس طرح ہو گئیں ہیں ؎

(۱۵)۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خواجہ جیسا خدا پرست عارف چاہیئے۔ تاکہ خدا کی صنعت اور قدرت کو پہچان سکے ؎

(۱۶)۔ ایران کا مکمل چاند ایمان کا صدر حاجی آقاسی جو خدا کا خاص مرید ہے اور بادشاہ کی مراد ہے ؎

(۱۷)۔ خلاصۂ کلام کل جب آسمان کے سورج نے منہ چھپا لیا۔ تو میرا معشوق خورشید جیسے چہرہ کے ساتھ دروازے سے آنکلا ؎

(۱۸)۔ اسکے دونوں میفروش سرخ لبوں میں اتنا سرور تھا جتنا شراب میں ہوتا ہے وراس کی دونو شرابی آنکھوں میں اتنا خمار تھا۔ جتنا مستی میں ہوتا ہے ؎

(۱۹)۔ سلہ۔ ٹوکرہ۔ پٹارہ ؎

ترجمہ۔ اسکے رخسار حوروں کی ایک بہشت تھی۔ اور اسکا چہرہ نور کا ایک عرش تھا۔ اس کا خط چیونٹیوں کا ایک گروہ تھا۔ اور اسکی زلفیں سانپوں کا پٹارہ تھیں ؎

(۲۰)۔ مفتول۔ پیچیدہ۔ مکول۔ ایسی آنکھیں جن میں سُرمہ ہو ؎

ترجمہ۔ اسکی پیچیدہ زلفوں کی ہر ایک گرہ میں جادو چھپا بیٹھا تھا۔ اور اس کی سُرمگیں آنکھوں میں جادوگر قطار باندھے کھڑے تھے ؎

(۲۱)۔ پرنیاں۔ اطلس۔ پیکر۔ شکل۔ جسم۔ پود و تار۔ تانا بانا ؎

ترجمہ۔ اس کے رخساروں کے ارغوان کے لئے خوبصورتی اور لطافت رنگ و بو تھے۔ اور اسکی شکل کے ریشم کے لئے لطافت اور خوبی تانا بانا تھے ؎

(۲۲)۔ اسکی دونو کافر آنکھوں کی وجہ سے دلوں کے کئی خاندان دردمند تھے اور اسکی دو جادوگر زلفوں کی وجہ سے جانوں کے کنبے بیقرار تھے ؎

(۲۳)۔ اسکی سیاہ زلفوں کا ڈھیر اسکے رخساروں کے گرد ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ایک چاندی کے قلعہ کے اوپر ایک کستوری کا بُرج بنا ہُوا ہو ؎

(۲۴)۔ گویا اس نے اپنی ٹھوڑی میں چاہ یوسف کو چھپا رکھا ہے۔ اور رخساروں پر گویا آسمان کا چاند عاریتہً لیکر باندھ رکھا ہے۔

(۲۵)۔ نہیں میں نے غلط کہا اور غلطی کی کیونکہ میں نے اپنی عمر میں کوئی اُلٹا کنواں اور ایسا چاند جو اپنی جائے گردش کے بغیر ہو نہیں سُنا۔

(۲۶)۔ عنکبوت۔ مکڑی جو جالا تنتی ہے۔ سوسمار۔ گوہ جسے عربی میں ضب کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ مکڑی کے جالے کی طرح اسکی زلفوں کے تار ایک دوسرے میں پھنسے پڑے تھے۔ اور سوسمار کی پیٹھ کی طرح اسکی گُندھی ہوئی زلفوں کے حلقے ایک دوسرے میں اڑے ہوئے تھے۔

(۲۷)۔ اسکی زلفیں شکاری باز کے پنجے کی طرح شکار پکڑنے والی تھیں اور اسکی پلکیں چراگاہ کے شیر کے پنجوں کی طرح جان کا شکار کرنے والی تھیں۔

(۲۸)۔ جب میں نے اسکے لب چومے تو میرا منہ میٹھا ہو گیا۔ اور جب میں نے اس کا خط سونگھا تو میرے دماغ میں کستوری بس گئی (میرا دماغ کستوری برسانے والا ہو گیا)۔

(۲۹)۔ میں اسکے لبوں سے شکر و قند کے بورے کے بورے کھا رہا تھا۔ اور اسکے خط سے میں بار بار کستوری اور عنبر لے جا رہا تھا۔

(۳۰)۔ اس نے کہا کہ میرے لبوں کے دس بوسے لے لے اور زیادہ نہیں میں نے کہا بہت بہتر (بسر و چشم) میں اسکے لب چومتا تھا اور گنتی بھول جاتا تھا۔

(۳۱)۔ ہر چند وہ کہتا تھا۔ کہ دس سے زیادہ ہو گئے۔ لیکن میں اُسے کہتا تھا کہ میں دس کا گننا بھول گیا تو از سر نو شمار کر لے۔

(۳۲)۔ اس نے کہا کیا تو دس دس کر کے سو دفعہ چومنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں میں تو تجھے سو سو کر کے ہزار بار چومنا چاہتا ہوں۔

(۳۳)۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تیرے جیسا حریص عاشق کوئی نہیں دیکھا میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے تیرے جیسا متحمل مزاج معشوق نہیں دیکھا۔

(۳۴)۔ وہ مسکرایا اور کہنے لگا کہ اے شاعر مجھے ڈر ہے کہ تو آہستہ آہستہ ہر بوسہ کے بعد مجھے بغل میں بھی لینے لگے۔

(۳۵)۔ میں نے کہا ہاں میں بادشاہ کا غلام اور امیر کی مدح کرنے والا ہوں میرے بوس و کنار سے تو کس طرح گریز کر سکتا ہے ؏

(۳۶)۔ خلاصۂ کلام ہم ابھی آپس میں تھوڑی بہت باتیں ہی کر رہے تھے کہ نوکر دروازے سے آیا اور کہا کہ اے قاآنی خدا سے شرم کر ؏

(۳۷)۔ شراب اور معشوق کی محبت میں کب تک بیٹھو گے۔ کیا تم اس بات سے غافل ہو کہ کل کی رات آفتاب کے برج حمل میں آنے کی رات ہے اور دربار کا دن ہے ؏

(۳۸)۔ میں نے کہا اے خادم کیا شاہی نوروز آگیا ہے۔ کہنے لگا۔ او ہونا قص پر اٹے اور عاریتی عقل (بیوقوفی) تو دیکھو کہ ابھی تک اتنا علم بھی نہیں) ؏

(۳۹)۔ **پیروزہ**۔ فیروزہ۔ **مرجان**۔ بسّد۔ مونگا۔ **مُل**۔ شراب ؏

ترجمہ۔ سبزہ نے فیروزی لباس پہنا ہے۔ اور گل لالہ مرجان فروش (سرخ) بنا ہُوا ہے۔ سُرخ شراب جوش میں آگئی ہے۔ اور سرخ رنگ کے پھولوں کے (درختوں میں) پھل آیا ہُوا ہے ؏

(۴۰)۔ **شوستر**۔ خوزستان کے ایک شہر کا نام ہے۔ جہاں کا منقش ریشم مشہور ہے ؏

ترجمہ۔ باغ گل لالہ کی وجہ سے شوستر کارخانہ بنا ہُوا ہے اور شاخیں شگوفوں کی وجہ سے چاند اور ستارۂ مشتری سے پر ہیں ؏

(۴۱)۔ اُٹھ اور ذرا باغ کی طرف گذر کر گویا حوروں نے چراگاہوں میں اپنے خوشبودار گیسو بکھیرے ہیں ؏

(۴۲)۔ ہر شاخ کے نیچے ایک ظریف (خوش آواز۔ خوش طبع) دوسرے ظریف کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا ہے۔ اور ہر سرو کے درخت کے نیچے ہم مشرب بیٹھے شراب نوشی میں محو ہیں ؏

(۴۳)۔ **عود**۔ ایک ساز کا نام ہے۔ جسے بربط بھی کہتے ہیں۔ **مزمار**۔ نے۔ بنسری۔ **چنگ**۔ سارنگی ؏

ترجمہ۔ ایک طرف سے تو بربط۔ طنبور۔ بنسری اور سارنگی کی آواز آتی ہے۔ اور ایک طرف سے چکور۔ قمری۔ تیتر اور سارس کی آواز آرہی ہے ؏

(۴۴)۔ **سماع**۔ راگ۔ **شادخوار**۔ آسودہ حال۔ فارغ البال ؏

ترجمہ۔ یہاں صوفی راگ سُن رہا ہے۔ وہاں گویّا گانے میں محو ہے۔ عاشق یہاں خوش بیٹھا ہے۔ وہاں معشوق آرام کر رہا ہے۔

(۴۵)۔ کام۔ تالو۔ لحن۔ راگ۔ آواز۔

ترجمہ۔ آنکھیں تو ساقی کی آنکھوں کو دیکھ رہی ہیں۔ اور مُنہ شراب کے پیالے پر لگے ہوئے ہیں۔ کان مطرب کی آواز اور چہرے معشوق کے چہرہ کے دیکھنے میں محو ہیں۔

(۴۶)۔ بوتہ۔ وہ مٹی کی پیالی جس میں زرگر سونا چاندی پگھلاتے ہیں۔

ترجمہ۔ نرگس کی شکل ایسی ہے۔ جیسے ایک بلور کا پیالہ زرد رنگ کی شراب سے بھرا ہُوا ہو۔ یا چاندی کی چمکتی ہُوئی پیالی خالص سونے سے پُر ہے۔

(۴۷)۔ کبھی تو درختِ سرو کے نیچے چکور شوق میں آکر رقص کرنے لگتا ہے۔ اور کبھی سُرخ پھُول کی شاخ پر بلبل بہت شوق سے ہنستی ہے۔

(۴۸)۔ مرز۔ کشت۔ کھیتی۔ زمین۔ فروردین۔ موسم بہار کا مہینہ۔ جب آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے۔ ماہ بیساکھ۔ آذر۔ رومی مہینے کا نام۔ جو چیت کے مقابل ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ کھیتیاں۔ ماہِ آذر کی بارش کی وجہ سے عدن کے موتیوں سے پُر ہیں۔ اور مغز ماہِ فروردین کی ہوا کے باعث تتار کی کستوری سے بھرے ہُوئے ہیں۔

(۴۹)۔ نوکر گفتگو میں مجھ سے بڑی تند کلامی سے پیش آیا۔ لیکن چونکہ وہ سچا تھا حقیقت میں مَیں اس سے شرمندہ ہُوا۔

(۵۰)۔ عقار۔ شراب۔

ترجمہ۔ میں نے کہا اے خادم میرے سامنے کاغذ اور قلم رکھ دے لیکن پہلے شراب کا پیالہ دے تاکہ میں اپنے دماغ کو تر کر لوں۔

(۵۱)۔ زائندہ رود یا زندہ رود۔ ایک دریا کا نام ہے۔

ترجمہ۔ اس نے کہا تو کب تک شراب پیئے گا۔ مجھے خوف ہے۔ کہ تیرے سامنے تو جام شراب کی بجائے (شراب کا) دریا بھی لے آئیں۔ تو پھر بھی تو کہیگا کہ اور شراب لا

۱۷۔ (۵۲)۔ دوسرے شرابیوں کا حصہ بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ نہ کہ جتنی دنیا میں شراب ہے وہ تیرا ہی حصّہ ہے۔

(۵۳)۔ میں نے کہا اے خادم کیا تو جانتا ہے کہ زبان میرے حلق میں قطع و برید میں

ذوالفقار کی قائم مقام ہے ؛
(۵۴)۔ مجھے شراب دے کیونکہ آج دنیا میں مَیں ہی نظم کا خلّاق (پیدا کرنے والا ملک الشعراء) ہوں (اس فنِ شعر میں) تُو نے مجھے مستی اور ہوشیاری کی حالت میں کتنی بار آزمایا ہوگا ؛
(۵۵)۔ جب میں (شراب کے نشہ سے) مست ہو جاتا ہوں۔ تو عمدہ معانی میرے دل میں حاضر ہو جاتے ہیں (برخلاف اسکے) جب میں ہوشیاری کی حالت میں ہوتا ہوں تو میرے دل سے غائب ہو جاتے ہیں ؛
(۵۶)۔ وہ خادم ناراض ہو گیا۔ اور اس نے دبی زبان سے کہا۔ کہ ٹھہرو اگر آج رات اس نے شراب پی لی تو کل اُسے امیر پھانسی پر چڑھا دیگا ؛
(۵۷)۔ سرجوش۔ نتھری ہُوئی شراب۔ بہت تیز ہوتی ہے ؛
ترجمہ۔ وہ جان بوجھ کر شراب خانے گیا۔ اور مٹکے کے سرجوش سے ایسی شراب لایا کہ جس کے عکس سے زمین لالہ کی کھیتی بن گئی ؛
(۵۸)۔ وہ ایسی شراب تھی کہ اگر اس کا ایک گھونٹ تو زمین پر چھڑک دے۔ تو (زمین) مستی کی وجہ سے ساتوں آسمانوں پر پتھر پھینکنے لگ جائے ؛
(۵۹)۔ خلاصۂ کلام جب میں نے دو شراب کے پیالے پی لئے۔ تو قلم اُٹھایا۔ اور ایک دو گھنٹوں ہی میں یہ قصیدہ غرّا (روشن) کہہ دیا ؛

قصیدہ نمبر ۲

نواب فریدوں مرزا کی تعریف میں

(۱)۔ کل رات جب یہ نیلے رنگ کی سیپی (آسمان) ستاروں کے موتیوں سے پُر ہوئی۔ تو ایک آدمی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا۔ کون ہے۔ اس نے کہا میں ہوں۔ دروازہ کھول ؛
(۲)۔ دلدل کردن۔ تیزی سے چلنا دَلْدَلَۃٌ رفتن دلدلۃ علی الارض ذھب ومرّۃ علی الارض بیقرار ہونا ؛
(۳)۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور دوڑتا بھاگتا پریشان ہوتا ہُوا گیا۔ تاکہ اس کا نام

دریافت کروں اور اسکے حال کا پتہ چلاؤں۔

(۳)۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ چور ہے۔ فقیر ہے یا کیا ہے۔ بغیر کسی باعث کے تو تو مسافروں کی طرح دربدر مارا مارا نہیں پھرتا۔

(۴)۔ وہ میرے اس جواب سے غصہ میں آگیا اور آواز دی کہ اے بے ادب۔ میں رہزن نہیں ہوں کہ آدھی رات کو ہر کوچہ و بازار میں پھروں۔

(۵)۔ دروازہ کھول تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میں کون ہوں (تاکہ تو) میرے قدموں پر جان قربان کر دے۔ مجھے سر آنکھوں پر بٹھائے۔ اور قصہ مختصر کرے۔

(۶) شنا کردن۔ تیرنا۔ عنا۔ تکلیف۔ رنج۔ غم۔

ترجمہ۔ اس آشنا کی آواز سن کر میں تو غم کے سمندر میں تیرنے لگا شرمندگی کی وجہ سے میری جان رنج میں تھی۔ اور حیرت کے باعث میرے ہوش فکر میں تھے (ٹھکانے نہ تھے)

(۷)۔ ناگہاں مجھے کپکپی لگ گئی۔ اور میں سر کے بل گر پڑا کیونکہ مجھ سے یہ بھاری غلطی ہو گئی تھی جس سے مجھے خطرہ کا بھی اندیشہ تھا کہ ناراض ہو کر چلا ہی نہ جائے)۔

(۸)۔ احتضار۔ حاضر کرنا۔ محتضر۔ اسم مفعول۔ خوی۔ عرق۔ پسینہ۔

۸۔ ترجمہ۔ میں اندر اور وہ باہر ہم دونو پریشان اور سر جھکائے کھڑے۔ وہ پسینے سے چور تھا۔ اور میں خون میں غرق تھا۔ وہ انتظار کر رہا تھا اور میں حاضر تھا۔

(۹)۔ خلاصہ کلام میں بڑے پیچ و تاب کھا کر بہت جلدی اپنی جگہ سے اٹھا۔ شرمندگی کی وجہ سے میری جان پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ اور حسرت سے میرا جگر خون ہو رہا تھا۔

(۱۰) فرخ۔ مبارک۔ بُوک۔ شاید۔ مگر۔ لیت ولعل۔

ترجمہ۔ میں نے اسکے لئے دروازہ کھولا تو اس کا مبارک چہرہ دیکھا۔ شرم کی وجہ سے اسکا میٹھا جواب لیت ولعل میں تھا۔

(۱۱)۔ ساتگین۔ صراحی۔ مطر۔ بارش۔ گل سوری۔ سرخ رنگ کا پھول۔

ترجمہ۔ ایک تو وہ پسینہ میں غرق تھا۔ شراب کی ایک صراحی لئے ہوئے تھا۔ اسکے جمال پر پسینہ ایسے معلوم ہوتا تھا جس طرح گل سوری پر بارش کے قطرات ہوں۔

(۱۲)۔ توسن۔ سرکش گھوڑا۔ زیم۔ آہوئے سپید۔ آہو بچہ۔ غنج۔ ناز و نخرہ۔ رنی۔ لگاتار دیکھنا۔ ٹکٹکی باندھکر دیکھنا۔ سفر۔ روشن کرنا۔ چمکنا۔ سفر النار اس نے آگ روشن کی۔

ترجمہ۔ اسکی خو آگ کی طرح سرکش تھی۔ اسکا منہ خوبصورتی میں سوسن تھا جب اسکی طرف نگاہ اُٹھائی جائے تو ناز و انداز میں ہرن کا بچہ معلوم ہوتا تھا۔ اور جب وہ اپنا چہرہ چمکائے تو حسن میں مہ کامل دکھائی دیتا تھا۔

(۱۳)۔ اس میں نخرہ بہت زیادہ تھا۔ اور نازکی کوئی حد ہی نہ تھی۔ اسکی زلفیں پیچدار اور گرہ در گرہ تھیں۔ اسکی زرہ جیسی زلفیں کندھوں پر سے لٹک کر کمر تک چلی گئی تھیں۔

(۱۴)۔ وہ روشن چہرے والا۔ سیاہ بالوں والا شیریں زبان اور کڑوی باتوں والا تھا۔ بلحاظ خلقت دشمن بلحاظ چہرہ دوست عمدہ جمال والا اور بلحاظ خصائل بُرا تھا (سخت دل دشنام دہ۔ حسن کا جلوہ دکھا کر مار دینے والا تھا)۔

(۱۵)۔ اسکے گیسو زرہ کی مانند تھے۔ اور قد نیزہ کی طرح (بلند و بالا تھا) مژگاں تیر اور ابرو کمان تھے۔ دل لوہے جیسا اور جسم ریشم جیسا۔ خط جوشن (زرہ) جیسا اور صورت کے لحاظ سے ڈھال تھا۔ حافظ رح ~~

چہ قیامت است جاناں کہ بعاشقاں نمودی • رخ ہمچو ماہ تاباں دلے ہمچو سنگِ خارا

(۱۶)۔ گداز سُرین والا باریک کمر، کم سخن اور بہت کچھ جاننے والا تھا۔ خورشید جیسے چہرے والا۔ زرہ جیسے دہان والا۔ فولاد جیسے دل والا (سخت دل) اور سیماب جیسے جسم والا تھا۔

(۱۷) پژماں۔ پژمردہ۔ حذر۔ پرہیز کرنا۔ بچنا۔ بھاگنا۔

ترجمہ۔ جب وہ گھر آ گیا۔ اور اس نے مجھے اس پژمردگی کی حالت میں دیکھا تو کہنے لگا کہ بغیر کسی وجہ کے تو میری ملاقات سے کیوں پرہیز کرنے لگا (کہ دروازہ نہ کھولا)۔

(۱۸)۔ میں تو چاند ہوں۔ تو اس سیاہ رات میں مجھ سے بے وجہ بھاگ گیا۔ تعجب ہے۔ حالانکہ اندھیری رات میں چاند نظر کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔

(۱۹)۔ آزرم۔ صلح۔ شرم۔ آشتی۔ مدارا۔ آشوب۔ پریشانی۔ تتر۔ ملک تتار۔ ختا۔ ختن۔ ان دونوں ملکوں کے باشندے حسین ہوتے ہیں۔

ترجمہ۔ میں نے کہا کہ اے وہ معشوق کہ تیرا چہرہ ختن کو بھی شرم دلانے والا۔ اور تاتار کو بھی پریشانی میں مبتلا کر دینے والا ہے۔ مجھ سے بھاری غلطی ہوئی (اسے معاف کر کے) اب تجھے رحم کرنا چاہیئے۔

(۲۰)۔ پُر شور و شر۔ ایسی شراب جس میں شور و شر سمایا ہوا ہے۔ نشہ آور شراب

بہل۔ چھوڑ دے **سبو سنگیں کردن** مٹکا بھرنا۔ **ہائے و ہو** فضول باتیں ۔

ترجمہ۔ اس نے کہا کہ اب یہ واہیات باتیں چھوڑ۔ اُٹھ اور مٹکے کو نشہ اور شراب سے پُر کر ۔

(۲۱)۔ ایسی شراب کہ اگر کانٹوں پر گرائی جائے تو ان میں سے بھی سینکڑوں من بید مشک پیدا ہو جائے۔ رنگ میں لعل جیسی خوشبو میں کستوری جیسی۔ زیبائش میں چاند جیسی۔ اور شان میں سورج جیسی ہو ۔

(۲۲)۔ **کرب**۔ سختی۔ رنج۔ **ترح**۔ غم واندوہ۔ **فرح**۔ خوشی مسرّت۔ **نیران**۔ آگ۔ دوزخ

ترجمہ۔ رنج و غم کے دُور کرنیوالی خوشی کی کان اور مسرت کی جان ہے۔ دل کے لیے ریحان پیالے کے لئے روح غم کے لئے (جلانے میں) آگ اور آنکھوں کے نور کا کام دیتی ہے ۔

(۲۳)۔ **بیجادہ**۔ یاقوت سرخ رنگ کا ایک قیمتی پتھر۔ **لُولُو**۔ موتی جسکی جمع لآلی آتی ہے **مستقر**۔ جائے قرار ۔

ترجمہ۔ اسکی خوشبو عنبر اور رنگ گوہر کی مانند ہے۔ وہ ایک تر یاقوت معلوم ہوتا ہے جس کی جائے قرار خشک موتی (پیالہ) ہو ۔

(۲۴)۔ **اہرمن**۔ دیو۔ شیطان۔ **معاصی**۔ گناہ۔ **مغتفر**۔ غفران دادہ شدہ بخشے ہُوئے ۔

ترجمہ۔ عقل کو اس سے تعلق ہے (عقل بڑھانے والی ہے) جان و دل اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اسکے پینے سے شیطان بھی قید ہو جاتا ہے (آدمی کے پاس نہیں بھٹکتا) اور گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں ۔

(۲۵)۔ چونکہ وہ صاف اور رواں (جسم میں جاری ہونیوالی اثر کرنے والی) ہے اسلئے اُسے ظاہر بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور باطن بھی۔ جس طرح کہ بیان میں مضامین اور تصویروں میں باریکیاں پوشیدہ ہوتی ہیں ۔

(۲۶)۔ **بقّ**۔ پشّہ۔ مچھّر ۔

ترجمہ۔ اگر اس شراب کو مچھّر پی لے۔ تو ہاتھی بن جائے۔ اگر ایک ندی میں گر جائے تو وہ (جوش مار کر) دریائے نیل بن جائے۔ اور اگر کہیں ابابیل اُسے پی لے تو مور کو بھی (خوبصورتی میں) مات کر دے ۔

(۲۷)۔ اگر کوئی نادان (صوفی) اُسے پی لے۔ تو چھچھورے پن کی وجہ سے جوش میں آجائے اور خواہ قیامت تک پھر کوشش کرتا رہے۔ اسی کیفیت میں پھنسا رہے جس طرح گدھا کیچڑ میں پھنس جاتا ہے ٭

۱۹ (۲۸) میں اُسی وقت اپنی جگہ سے اُٹھا اور اپنے دل کو غم سے فارغ کیا۔ خوشی کی مجلس آراستہ کی اور ماحضر (جو کھانا موجود تھا) ترتیب دیا (معشوق کے سامنے لا رکھا)

(۲۹)۔ میں نے اسکے لئے رباب۔ سارنگی۔ بانسری۔ نقل۔ کباب۔ جام شراب اور تمام عیش و عشرت کے ساز و سامان تیار کئے ٭

(۳۰)۔ اہلاً و سہلاً۔ مرحبا۔ عرب میں جب کوئی مہمان دور و دراز کا راستہ طے کر کے آئے تو اس وقت یہ تینوں کلمات کہے جاتے ہیں۔ جسکے لفظی معنی۔ اہلاً۔ تو اپنے اقربا کے پاس دور سے آیا۔ سہلاً۔ اور ہماری زمین کو سیراب کیا۔ مرحباً۔ خدا تجھے فراخی بخشے۔ اسکے مقابلہ میں فارسی میں خوش آمدید۔ صفا آوردی ہی ہو سکتا ہے ٭

ترجمہ۔ میں نے اسکی قبا کے بٹن کھول دئے۔ اور کہا کہ اے شیریں لب معشوق خوش آمدی۔ صفا آوردی۔ شراب پی کہ صبح کا وقت ہونے والا ہے ٭

(۳۱)۔ چونکہ تو دل کا آرام محفل کی شمع اور جہان کے عیش کا حاصل ہے۔ اس لئے تیرے وصل سے اچھی اور کیا چیز ہو سکتی ہے ٭

(۳۲)۔ اس بیگانگی (کورا پن) کو سر سے رکھ دے (چھوڑ دے) یہ بیگانگی اچھی نہیں۔ بیٹھ جا۔ تو بھی کھا پی اور ہمیں بھی کچھ کھلا پلا۔ خوشی لا۔ اور غم لیجا ٭

(۳۳)۔ بذلہ۔ لطیفہ۔ دل جستن۔ دل خوش کرنا۔ انگبین۔ شہد ٭

ترجمہ۔ لطیفے سُن بھی اور سُنا بھی۔ دل کو بھی خوش کر اور پھول بھی سونگھ (شراب کی) صراحی بھی پی اور مٹکا بھی۔ اور شہد و شکر بھی کھالے ٭

(۳۴) رخش۔ گھوڑا۔ جہاں۔ جہانیدن سے۔ کودانا ٭

ترجمہ۔ چونکہ یہ جہان گذر جانے والا ہے (فانی ہے) اس لئے غم کے گھوڑے کو باہر دوڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہر و باطن نقشوں میں سے کوئی بھی نشان باقی نہیں رہتا ٭

(۳۵)۔ خوشی و مسرت ہی اچھی چیز ہے۔ کیونکہ فائدہ و نقصان کے نقش سے انسان کی عمر کا درخت جان کی خوشی کے سوا اور کوئی پھل نہ رکھتا۔ خوشی ہی ایک عمدہ

چیز ہے) +

(۳۶)۔ ہمارا حال تو یہی (کہ ہم خوشی مناتے ہیں) ہے۔ جس وجہ سے ہمارا نصیبہ ترقی پر ہے۔ لے معشوق ماہ و سال سے سوائے اس (خوشی) کے ہمارا اور کوئی حصہ نہیں ۵

ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی کایں کیمیائے ہستی قارون کند گدارا

(۳۷)۔ آج میں تیرے وصل سے خوش ہوں۔ کل میں غم کی وجہ سے آگ میں پڑا ہونگا کیونکہ کل میں سفر میں جانے کو تیار بیٹھا ہوں (اپنے ارادہ کا سامان سفر کے لئے باندھ رہا ہوں) +

(۳۸)۔ جب سفر کا نام لیا گیا۔ تو وہ شوخ چشم (معشوق) بہت آزردہ ہوا اور غم سے ایسا پژمردہ ہوا جیسے خزاں میں درخت کی شاخیں مرجھا جاتی ہیں +

(۳۹) چہرۂ سلیمانی۔ مراد آنکھ۔ ہے۔ کلمہ تنبیہہ۔ **از دست و پا رفتن** غصہ میں آنا +

ترجمہ۔ وہ اپنے ہیرے (چہرہ) پر مونگا گھسانے والا بن گیا (اسکا چہرہ سرخ ہوگیا) اور اپنے سلیمانی منکے (آنکھ) سے مرجان پیدا کرنے والا ہو گیا (رونے لگا) بڑے غصے میں آگیا۔ اور (غصے میں) اپنے منہ اور سر پر ہاتھ مار لیئے +

(۴۰)۔ **جزع و فزع**۔ رونا پیٹنا۔ **اسکت**۔ ساکت ہو جا۔ چپ کر۔ **لکع**۔ بندہ نفس۔ ذلیل۔ خوار۔ بے حیا۔ حریص۔ **عذبت**۔ تو نے عذاب دیا۔ دُکھ دیا۔ تکلیف دی۔ **طرف**۔ آنکھ۔ **سہر**۔ بیداری +

ترجمہ۔ وہ بہت رویا پیٹا اور آہ و زاری کی۔ اور کہنے لگا کہ اے حریص چُپ رہو۔ تو نے (مفت میں ہی) میری آنکھوں کو بیداری کی تکلیف دی +

(۴۱)۔ **خیزراں**۔ بید کی چھڑی۔ **چنبر**۔ دائرہ۔ **ضمیراں**۔ ریحان۔ نازبو +

ترجمہ۔ اس نے (پیٹ پیٹ کر) اپنے گل ارغوان (جیسے چہرے) کو گلنجرہ (نیلا) کر لیا۔ اپنے بید (جیسے قد) کو دائرہ کی شکل بنا لیا۔ اپنے پھول (جیسے چہرے) کو ریحان (نیلگوں) بنا لیا۔ اور اپنے یاقوت (جیسے رخساروں کو) موتیوں (جیسے آنسوؤں) سے آزردہ کر لیا +

(۴۲)۔ **دہ ہلال**۔ مراد ہاتھ۔ دس انگلیاں۔ **پرتاب کردن**۔ اڑا دینا۔ پھینک دینا

ناچخ - تیر نیزہ ۔

ترجمہ - سر سے ٹوپی اتار کر پھینک دی اور اپنے دس ہلال (جیسی انگلیوں) ا(چاند جیسے منہ) کو آزردہ کیا۔ (نوچ لیا) اسکی ہر نگاہ میں سینکڑوں خنجر اور ہر ایک نظر میں ہزارہا تیر تھے ۔

(۴۳) **عبہر** - گل نرگس **بیختن** - چھاننا - بیزد - مضارع ۔

ترجمہ - اس نے اپنے پھول (جیسے چہرے) پر موتی گرائے - اور اپنے چاند (جیسے رخساروں) پر عنبر (جیسے خوشبودار آنسو) جھاڑے - اور اپنی نرگس (جیسی آنکھوں) سے ترمروارید (جیسے آنسو) برسائے ۔

(۴۴) - اسکے دل کے تنور سے ایسا (غم کا) پانی جوش مارنے لگا - کہ جسکے سامنے طوفان بھی شرمندہ تھا اور وہ غصہ میں آکر (نوح علیہ السلام کی طرح لگاتار رب لاتذر کہہ رہا تھا)

تنور - طوفان - نوح - رب لاتذر - بہت مناسبت سے لایا ہے - حضرت نوحؑ نے کفار سے تنگ آکر دعا مانگی تھی - کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا - کہ اے خدا زمین پر کافروں کا کوئی گھر نہ چھوڑیو - جب پر انہیں کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تھا - اور طوفان کے آنیکی علامت یہ بتائی گئی تھی - کہ جلتے ہوئے تنور میں سے جب پانی شعلے مار کر نکلنے لگے - اس وقت تم معہ احباب کشتی میں سوار ہو لینا - تنور کی مناسبت سے شاعر نے یہ الفاظ بھی لایا ہے - گویا معشوق بھی غصہ میں آکر یہی کہہ رہا تھا - کہ اے خدا کسی کو زندہ نہ چھوڑیو ۔

(۴۵) - میں نے اس سے کہا کہ تو ایسے کیوں ہو گیا - اس نے کہا جا چپ رہو تو مجھے بہت دکھ دیتا ہے - اور مجھ سے برے الفاظ بھی کہہ دیتا ہے ۔

(۴۶) - میں تجھے ہر وقت حریص آدمی کی طرح کسی نہ کسی چیز کا مشتاق ہی دیکھتا ہوں اور غافل آدمیوں کی طرح تو آگے پیچھے سے پریشان حال اور سراسیمہ ہی رہتا ہے (تجھے اپنے آگے پیچھے کا کوئی پتہ نہیں) ۔

۲۰ (۴۷) - **اختراع** - ایجاد کرنا - **اتباع** - نقش قدم پر چلنا - پیروی کرنا ۔

ترجمہ - کبھی کوئی پیشہ اختیار کر لیتا ہے - کبھی کسی طریقہ کا پیرو بن جاتا ہے - اپنے برے اعمال کی وجہ سے خدا سے ڈر - اور پوری طرح پرڈر ۔

(۴۸) - نہ ہی تو عارف ہے - نہ پرہیزگار - نہ شرابی نہ پاکدامن - نہ نیک بخت نہ بدبخت

نہ انجام سوچنے والا۔ اور نہ گذشتہ افعال پر (نادم) نظر ڈالنے والا ؎

(۴۹)۔ **بہل**۔ چھوڑ۔ ہلیدن مصدر۔ **بحل کردن**۔ معاف کرنا۔ **حضر**۔ شہر میں رہنا۔ ضد سفر ؎

ترجمہ۔ اپنی اس (سفر کی) آرزو کو ترک کردے ورنہ میں تجھے معاف نہیں کرونگا۔ مجھے معلوم ہے اگر تونے شہر سے (سفر کے لئے) سامان باندھ لیا تو شرمندہ ہوگا ؎

(۵۰)۔ ابھی تجھے اس تھوڑے سے روپیہ کے لئے سفر کرنے، سفر کی تکالیف برداشت کرنے اور اپنے جان و دل کو دکھ دینے کی کیا ضرورت پڑی ؎

(۵۱)۔ **خیل**۔ گلۂ اسپاں۔ **رمہ**۔ گلہ گوسفنداں۔ **دمدمہ**۔ فریب۔ چاپلوسی۔ مکر و حیلہ ؎

ترجمہ۔ گھوڑوں۔ بھیڑوں وغیرہ (کے حاصل کرنے) کے لئے اتنی ہائے ہائے اور چاپلوسی کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ دنیا میں یہ چیزیں بھی نہیں رہینگی اور دنیا کی بھی اتنی قدر و قیمت نہیں ؎

(۵۲)۔ **کام**۔ مقصد۔ **خاور**۔ مشرق۔ **باختر**۔ مغرب ؎

ترجمہ۔ میں مانتا ہوں۔ کہ سفر سے تیرے مقاصد پورے ہو جائینگے۔ اور خورشید کی طرح تو نامور ہو جائیگا۔ اور صبح سے لیکر شام تک تو مشرق و مغرب میں پھر جائیگا۔ (مشرق و مغرب میں مشہور ہو جائیگا ؎

(۵۳)۔ کیا تجھے اس تکلیف کا خیال نہیں آتا۔ کہ تو ایک ایسے (آدمی کی) درگاہ سے جدا ہو جائیگا۔ جسکو خدا نے تمام منصف بادشاہوں پر فتحمندی عطا فرمائی ہے ؎

(۵۴)۔ **سمک**۔ مچھلی۔ پرانے زمانے کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ زمین کے نیچے ایک مچھلی ہے۔ اور اس پر بیل کھڑا ہے۔ جس نے سینگوں پر زمین اٹھا رکھی ہے۔ دوسرا مصرعہ اس طرح چاہیئے ؎ باخلق و کردارے ملک باخلق دیدار بشر ؎

ترجمہ۔ شاہ آفریدوں کی زمین سے لیکر آسمان تک اسکی شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ اخلاق حمیدہ اور افعال عمدہ کے لحاظ سے فرشتہ ہے۔ اور خلقت کے لحاظ سے لوگوں کی زیارت گاہ ہے ؎

(۵۵)۔ **راستیں**۔ راست رو۔ **جود**۔ سخاوت۔ **شمر**۔ چھوٹا تالاب۔ جوبچہ ؎

ترجمہ۔ مبارک اور راست رو بادشاہ ہے جسکی آستینوں میں (سونے چاندی کی) کانیں ہیں۔ اسکی قدر کے مقابلے میں آسمان بھی زمین ہے۔ اور سخاوت کے سامنے سمندر بھی ایک چھوٹا

ساتا لاب ہے۔

(۵۶)۔ **منکوب**۔ نکبت دادہ شدہ۔ ذلیل کیا ہُوا۔ عاجز کیا ہُوا۔ **قہرمان**۔ زبردست حاکم۔

ترجمہ۔ چاروحدیں (ساری دنیا) اسکے حکم کی مغلوب (محکوم) ہیں۔ دیو اور درندے اسکے قہر کے عاجز کئے ہوئے ہیں۔ نیک و بد پر حکومت کرنے والا۔ اور نیکی اور بدی پر زبردست حاکم ہے۔

(۵۷)۔ **کیا**۔ بادشاہ۔ **ازکیا**۔ جمع زکی۔ ذہین۔ پرہیزگار۔ قابل آدمی۔ **مطاف**۔ طواف کرنے کی جگہ۔

ترجمہ۔ دنیا اور مخلوق کا بادشاہ ہے۔ اسکا محل بڑے بڑے آدمیوں کے طواف کی جگہ ہے۔ جنت اسکے اخلاق کے سامنے ایک گھاس اور دوزخ اسکے قہر کا ایک شرارہ ہے۔

(۵۸) **عین**۔ آنکھ۔ **عون**۔ مددگار۔ **غیث**۔ بادل۔ **غوث**۔ فریادرس۔ **فصل**۔ باب۔ جزوے از کلام۔

ترجمہ۔ زمین کی آنکھ اور زمانے کا مددگار جہان کا بادشاہ اور بڑے بڑے سرداروں کا چاند۔ بخشش کا بادل اور امن کا غوث ادب کا باب اور ہنر کی جڑ ہے۔

(۵۹)۔ **دہش** دادودہش۔ **نہی**۔ نہادن میں سے۔ **سہا**۔ بنات النعش کے دوسرے ستارے کے پاس ایک چھوٹا سا ستارہ ہوتا ہے۔ **مدر**۔ کلوخ۔ ڈھیلا۔

ترجمہ۔ دادودہش میں وہ بہتری کی کان ہے۔ اور زرداری میں شان وشوکت کا دریا ہے۔ خورشید اسکی صائب رائے کے سامنے سہا اور یاقوت اسکی سخاوت کے سامنے ڈھیلے ہیں۔

(۶۰)۔ **مذبوح**۔ ذبح کیا گیا۔ **رمح**۔ نیزہ کا بھالا۔ **مرجوح**۔ مغلوب۔ عاجز۔ درماندہ۔ کمزور۔ **مطروح**۔ ذلیل کیا ہُوا۔ پھینکا ہُوا۔

ترجمہ۔ (زمین کے نیچے کی) مچھلی بھی اسکی تلوار کی مذبوح ہے۔ آسمان اسکے نیزے سے مجروح ہے۔ فرشتے اسکے اخلاق کے سامنے مغلوب ہیں۔ اور شکر بھی اسکی شیریں زبانی کی پرے پھینکی ہوئی چیز ہے۔

(۶۱)۔ اسکا غصہ دوزخ کی طرح جان کو کاٹنے والا۔ اسکی محبت جنت کی طرح جان کو تقویت دینے والی ہے۔ قضا اسکے حکم کی تابع اور تقدیر اسکے حکم کی پیرو ہے پہلے مصرعہ میں قہر کی بجائے مہر چاہیئے۔

(۶۲)۔ **حرم**۔ حدودِ کعبہ جہاں کسی جاندار کو تکلیف دینا گناہ عظیم ہے۔ **سقر**۔ دوزخ۔ ارم۔

بہشت شداد۔

ترجمہ۔ دنیا اس کے عدل کی وجہ سے حرم بنی ہوئی ہے۔ اسکے عہد میں بخشش وکرم رائج ہوگئی ہے۔ بہشت اسکے اخلاق کا ایک باب۔ اور دوزخ اسکی تلوار کی ایک چمک ہے۔

(۶۳)۔ اے وہ شخص کہ چاند اور سورج کی طرح تیری تلوار نے خشک و تر کو فتح کر لیا ہے اور اے وہ شخص کہ صبح کی روشنی کی طرح تیری شہرت بحر و بر کو گھیرے ہوئے ہے۔

(۶۴)۔ **خنگ** ۔ گھوڑا ۔ ہبا ۔ گرد وغبار ۔ ہدر ۔ مباح۔

ترجمہ۔ تیرا گھوڑا ہوا ہے۔ اور اس ہوا کے سامنے دشمنوں کے جسم گرد وغبار کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ اور تیری تلوار دریا ہے اور اس دریا کو ظالموں کا خون مباح ہے۔

(۶۵)۔ **گوان** ۔ بہادر پہلوان۔ تو ہر ایک پلید پر قہر کرنے والا۔ ہر ایک شہر پر زبردست حاکم۔ ہر ایک امین پر مہربان اور ہر زمین میں مشہور ہے۔

۲۱۔ (۶۶)۔ جس دن تیرے بہادروں کی تلوار سے زمین سے ارغواں (سرخ رنگ) اگتا ہے۔ اور نیزے کی نوک سے اس طرح خون جاری ہوتا ہے جس طرح کہ نشتر لگنے سے چلتا ہے۔

(۶۷)۔ **قندز** ۔ سمور ۔ اود بلاؤ کی کھال۔

ترجمہ۔ خون اور گرد کی وجہ سے زمین کی سطح چینیوں کے کپڑوں جیسی ہو جاتی ہے جس کپڑے کی آستین اطلس اور استر سمور کا ہو۔

(۶۸)۔ **شل** ۔ چھوٹا نیزہ۔

ترجمہ۔ بھالوں۔ تلواروں اور نیزوں کی وجہ سے جو لگاتار برستے ہیں اور جہانستان تیروں کی وجہ سے جو دشمنوں کے دلوں پر کارگر ہوتے ہیں۔

(۶۹)۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) کہ خدائے آسمان نے دنیا میں سوائے خنجر۔ تلوار۔ نیزہ۔ تیر اور کلہاڑے کے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ شعر نمبر ۶۶ سے لیکر نمبر ۶۹ تک قطعہ بند ہیں۔

(۷۰)۔ **عجین** ۔ گندھا ہوا ۔ **اہل کین** ۔ دشمن۔

ترجمہ۔ چونکہ دشمنوں کی جان خاک راہ کے ساتھ گندھ جاتی ہے۔ اس لئے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا زمین کی مٹی بھی جانداروں کی طرح جان رکھتی ہے۔

(۷۱ تا ۷۴)۔ **شکردن** ۔ توڑنا ۔ **جان شکر** ۔ جان کو توڑنے والی ۔ **حک کردن** چھیل دینا ۔ **مفر** ۔ بھاگنے کی جگہ ۔ **مناص** ۔ جائے پناہ ۔ **مقر** ۔ جائے قرار ۔ **قصاص** بدلہ لینا

ترجمہ۔ جب تو گھات سے نکلتا ہے اور اپنی پانی جیسی (صاف چمکدار) تلوار کے ڈنگ اور جان کو توڑ دینے والی تلوار کی نوک سے خون کے دریا جاری کر دیتا ہے۔ تیرا نیزہ آسمان تک (کی مخلوقات کو) پھاڑ دیتا ہے اور تیری تلوار زمین کے نیچے کی (مچھلی تک کو کاٹ دیتی ہے۔ اور مخلوق کی زندگی کے نقش کو یہ (تلوار) تو نیچے سے اور وہ (نیزہ) اوپر سے تراش دیتے ہیں۔ تو تیرا دشمن ہر قدم پر جان کے خوف کے مارے کہتا ہے۔ کہ خوب مجھے دارالعدم اور دوزخ کی آگ نصیب ہوئی۔ اور قصاص کے خوف کے مارے (یہ بھی) کہتا ہے۔ کہ جائے گریز جائے پناہ۔ نجات۔ خلاصی۔ جائے قیام۔ اور جائے قرار کہاں ہے (مجھے تو کہیں پتہ نہیں ملتا)۔

(۷۵) اے بادشاہ میری ایک التماس باقی ہے۔ ایک دم کے لئے سُن لے۔ کہ آسمان نے مجھے ایک بے بال و پر پرندے کی طرح پنجرے میں ڈال رکھا ہے۔

(۷۶)۔ اقران۔ ہمسر۔ ساتھی۔

ترجمہ۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ ہُوا ہے۔ کہ تو نے مجھے اپنے ہمسروں سے بڑھا دیا ہے۔ تو نے مجھے سونا چاندی خزانہ اور زر و جواہر دئے ہیں۔

(۷۷)۔ خواستہ۔ مال۔ زر و سیم۔

ترجمہ۔ مجھے بغیر سوال ہی کے بہت دفعہ تو نے زر و سیم اور مال بخشا ہے لیکن اب میرا عزم و ارادہ سفر کرنیکا ہے۔

(۷۸)۔ رہی۔ نوکر۔ غلام۔ خطر۔ عزت۔

ترجمہ۔ نہ ہی میرے پاس کوئی گھوڑا ہے اور نہ ہی کوئی نوکر۔ روپے پیسے سے بھی میری جیب خالی ہے میرے سر میں سرداری کا فکر بھی ہے اور میرے دل میں عزت کا ارادہ بھی۔

(۷۹)۔ زر جعفری۔ زر منسوب بجعفر برمکی۔ یا جعفر کیمیا گر۔ ہارون الرشید کے عہد میں جعفر برمکی کی وزارت سے پہلے سکوں میں کچھ کھوٹ ملا دیا جاتا تھا۔ جسے جعفر برمکی نے بند کیا۔ مراد زر خالص۔ عبقری۔ عمدہ کپڑا۔ بربر۔ حبش کے اطراف میں ایک خطہ ہے جہاں کے لوگ ملیح ہوتے ہیں۔ بارہ۔ چار پایہ۔ گھوڑا۔

ترجمہ۔ میں خالص زر عبقری بربری غلام اور راستہ طے کرنے کے لئے کوئی گھوڑا چاہتا ہوں۔

(۸۰)۔ اجرائے۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ گیتی خدا۔ دنیا کا مالک۔ بادشاہ۔

ترجمہ۔ میں بادشاہ سے جس پر دنیا کی جان قربان ہو یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ میرا وظیفہ (آدھا اور زیادہ کردے) ڈیوڑھا کردے ؛

(۸۱)۔ بعدازیں جب کہ بادشاہ کی درگاہ سے میرے عیش کا درخت بار دہ ہوا ہے میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ گاہے گاہے مجھے دربار میں بھی آنے کی اجازت دی جائے ؛

(۸۲)۔ تیرا کام سخاوت کرنا میرا کام تعریف کرنا، تیرا کام عطیہ کرنا، میرا کام دعا دینا تیرا کام بخشش کرنا میرا کام وفاداری کرنا اور تیرا کام (خدا سے) مراد مانگنا اور خدا کی طرف سے فتحمندی (اس مراد کا پورا کرنا) ہے ؛

(۸۳ و ۸۴)۔ **دمن**۔ ایسی جگہ جہاں بول و براز۔ کوڑا کرکٹ پڑا رہے۔ کوڑی **ہالہ**۔ چاند کے گرد جو سیاہ حلقہ ہوتا ہے ؛

ترجمہ۔ جب تک کوڑیوں سے گل لالہ اُگے۔ اور جب تک چمن میں بارش برسے جب تک منہ سے آہ و نالہ پیدا ہو۔ اور جب تک چاند کے گرد ہالہ رہے۔ تب تک تیرے دوست بڑھتے رہیں اور دشمن کم ہوتے رہیں۔ یہ (دوست) تو عزیز ہو اور وہ (دشمن) ذلیل یہ (دوست) تو تندرست اور وہ (دشمن) بیمار یہ (دوست) خوش اور وہ (دشمن) نوحہ گر رہے ؛

۲۲۔ (۸۵)۔ اے قاآنی تیرے ان اشعار اور تیری اس ہنروں بھری گفتگو کی وجہ سے منصف بادشاہ کے سامنے تیرے بازار (لیاقت) کی رونق بڑھ جائیگی ؛

قصیدہ ۷

شہنشاہ اسلام پناہ ناصرالدین شاہ قاچار مرحوم کی تعریف میں

(سارا قصیدہ لف و نشر مرتب پر مشتمل ہے)

(۱)۔ راغ جنگل۔ **دم**۔ تیزی۔ **غو**۔ گرج۔ شور۔ **تندر**۔ رعد۔ گرجنے والی بجلی ؛

ترجمہ۔ بادل کے ترشح۔ ہوا کی تیزی۔ بجلی کی چمک اور رعد کی گرج دنیا کو باغ جنگل پہاڑ اور دروں کی طرف گھسیٹے لارہے ہیں ؛

(۲)۔ **شخ**۔ دامن کوہ۔ **ہوا**۔ خلا۔ جو زمین آسمان کے درمیان ہے۔ **جو**۔ **تل**۔ ٹیلہ **حواصل**۔ پَیْن ؛

ترجمہ۔ دامن کوہ سبوتی کی وجہ سے حواصل کے بازؤں جیسا۔ خلا چاندنی کی وجہ سے

شاہین کی آنکھ جیسا۔ باغ پھولوں کی وجہ سے ہدہد کے تاج جیسا
اور ٹیلے سبزہ کی وجہ سے طوطی کے پروں جیسے ہو رہے ہیں۔

(۳)۔ **اقحوان**۔گل بابونہ۔ **شاہ اسپرم**۔گل ریحان۔ **اسود**۔سیاہ **ابیض** سفید **احمر**۔سرخ۔ **اخضر**۔سبز۔

ترجمہ۔ بادل گل بابونہ۔ لالہ اور ریحان کی وجہ سے تو دیکھیگا۔ کہ خلا سیاہ۔ زمین سفید کوڑیاں سرخ اور باغ سرسبز ہو رہے ہیں رلف ونشر مرتب ہے)۔

(۴)۔ **کہربا**۔زرد رنگ کا ایک پتھر ہوتا ہے جو گھاس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے **شنبلید**۔میتھی کا پھول جو زرد ہوتا ہے **بوستان افروز**۔گل ارغوان۔ **سیسنبر** پودینہ کی قسم کی ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے۔

ترجمہ۔ گل لالہ شنبلید۔ ارغوان اور سیسنبر عقیق۔ کہربا۔ مرجان اور فیروزے کی مانند ہیں۔

(۵)۔ **ہائم**۔سرگشتہ۔ **لوشا**۔ایک مصوّر کا نام ہے۔ **ارژنگ**۔چین کا ایک مصوّر تھا۔ نقش ونگار والی کتاب کو بھی کہتے ہیں۔ **مانی**۔مشہور چینی نقاش۔ **آذر**۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد جو بت تراشا کرتے تھے۔

ترجمہ۔ کیا لوشا کیا ارژنگ کیا مانی اور کیا آذر سب خداوند تعالیٰ کی صنعت دیکھنے میں محو ہیں اور حیران وسرگشتہ اور ششدر ہو رہے ہیں۔

(۶)۔ اب سنبل۔شمشاد۔ باغ اور بوستان کی وجہ سے۔ چمن بازیب کوڑیاں با تمکنت زمین خوبصورت اور زمانہ زیور والا بن گیا ہے۔

(۷)۔ باغ کے صحن جنگل کے اطراف۔ سرو کے نیچے اور نہر کے کنارے پر چہل قدمی کر۔ اپنے مقاصد کو حل کر۔ جام شراب پی۔ اور ساغرمے چڑھا جا۔

(۸)۔ **وتیرہ**۔خصوصاً **شنگول**۔شوخ۔زعنا۔ **شنگ**۔ شنگول۔

ترجمہ۔ بالخصوص۔ ایک شوخ۔ رعنا۔ چلبلے اور بے پرواہ معشوق کے ساتھ جو باتیں کرنیوالا۔ خوش آواز۔ افسونگر اور حیلہ باز ہو دشراب پینا کیسا پر لطف ہوتا ہے)۔

(۹) چنبیلی جیسی عادت والا (ہمیشہ خندہ پیشانی) چنبیلی جیسی خوشبو والا چنبیلی جیسے چہرے والا۔ اور چنبیلی جیسی پیشانی والا۔ پری جیسی طبیعت والا۔ پریزاد: پری جیسے

چہرے والا اور پری جیسی شکل والا ہو۔

(۱۰)۔ بر۔ جسم۔ فر۔ زیبائش۔ حسن۔ طوبیٰ۔ بہشتی درخت۔ خد۔ رخسار۔

ترجمہ۔ اسکا جسم ریشم جیسا۔ حسن عمدہ۔ قد طوبیٰ اور رخسار سے جنت ہوں جسم روشن خط زرہ۔ چہرہ گلشن اور لب شکر جیسے میٹھے ہوں۔

(۱۱)۔ بالاکش۔ کشیدہ قامت۔ سیما۔ پیشانی۔ ناز۔ درخت سرو یا صنوبر۔

ترجمہ۔ کشیدہ قامت۔ کشادہ پیشانی۔ دلکش بالوں والا اور آگ جیسی خو والا ہو۔ ہرن جیسی آنکھوں والا۔ سرو جیسے قد والا بہشت جیسے رخساروں والا۔ عنبر جیسے خد والا ہو۔

(۱۲)۔ میرے چاندی کے سرو (معشوق) جیسا (ہو) جو چہرے بالوں۔ رخسار اور لبوں کے لحاظ سے۔ روشن چاند۔ تاریک رات۔ گل سوری اور سرخ رنگ شراب اسکے پاس موجود ہے۔ یعنی اسکا چہرہ روشن چاند۔ بال سیاہ رات۔ رخسارہ گل سوری۔ اور لب سرخ شراب جیسے ہیں۔

(۱۳)۔ اسکے ہاتھ (مہندی کی وجہ سے) رنگین۔ دل پتھر جیسا خط کستوری جیسا اور لب میٹھے ہیں۔ عادت میں سرکش سبز سوسن جیسا۔ چہرہ گلشن جیسا اور جسم سنگ مرمر کی طرح (سفید) ہے۔

۲۲۳۔ (۱۴)۔ ہاروت و ماروت۔ دو فرشتے ہیں۔ یہاں ہاروت سے مراد آنکھیں۔ اور ماروت سے مراد زلفیں ہیں۔ آب۔ آبداری۔ چمک۔ گلبرگ۔ پھول کی پتی۔ مراد رخسار۔ مرجان۔ مونگا۔ مراد لب۔

ترجمہ۔ اسکے دونو ہاروت۔ اور دونو ماروت دونو پھول کی پتیاں اور دونوں مرجان نیند سے پیچ و تاب۔ اور آبداری اور شکر سے پُر ہیں۔

(۱۵)۔ مجھے اسکے غم و اندیشہ اور فکر و خیال میں جینا دوبھر ہو رہا ہے۔ دونو پاؤں کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں (مصیبت میں مبتلا ہوں) دل میں خواہش اور سر میں حرص ہے۔

(۱۶)۔ کفتن۔ ترکیدن۔ پھٹنا۔ تفتہ۔ طپیدہ۔ چنبر۔ دائرہ۔ حلقہ۔

ترجمہ۔ اس کے عشق سے انار۔ آگ۔ سانپ اور اژدہے کی طرح میرا جگر پھٹ گیا ہے۔ دل تپ رہا ہے جسم سُن ہو رہا ہے (بے حس ہو رہا ہے) اور قد حلقے جیسا ہو گیا ہے۔

(۱۷)۔ طلوع۔ رغبت۔ اطاعت۔ ازبر کردن۔ یاد کرنا۔

ترجمہ۔ لیکن پھر بھی میں اس سے خوش ہوں کہ سال و ماہ بلکہ صبح و شام۔ بڑی رغبت اور میلان سے بادشاہ کی تعریف کو ازبر یاد کر لیتا ہے۔

(۱۸) تخت و تاج اور دین و دولت کی آرائش ناصر الدین شاہ جو کہ ناموری کا متلاشی حکومت کرنے والا - چاندی برسانے والا اور سونا بخشنے والا ہے ؛

(۱۹) - شاہی اصل - شاہی نسل - شاہی نام اور شاہی طور طریقے والا ہے - فرشتوں جیسی طبیعت - فرشتہ خو فرشتہ شکل اور دیکھنے میں بھی فرشتہ معلوم ہوتا ہے ؛

(۲۰) - دشمنوں کو دید کرنے والا - فتحمند - ہنر کا متلاشی اور ہنرمند ہے ؛ عطیہ دالا - دولت بخشنے والا صبا کے گھوڑے والا آسمان جیسی قدر والا اور سخاوت کو شائع کرنے والا ہے ؛

(۲۱) - یال - گردن - بال - کندھے سے لیکر پہنچے تک کا حصّہ ؛

ترجمہ - قوی حال - مضبوط گردن والا - مضبوط بانہوں والا - اور قوی بازو ہے - جہاں جو - جہان کا فاتح - جہاں کا رکھنے والا - جہان کا منصف ہے ؛

(۲۲) - طایع - فرمانبردار - نوکر ؛

ترجمہ - ایسا بادشاہ ہے کہ بڑی رغبت - خود بخود - جان اور دل سے - قضا تابع - تقدیر قرض دار - فرشتے خادم اور آسمان نوکر ہے ؛

(۲۳) محارک - جمع معرکہ - بلارک - فولادی تلوار ؛

ترجمہ - حقیقت کا پڑھنے والا - باریکیوں کا سمجھنے والا - معرکوں کو تلاش کرنے والا - اور شمشیر زن ہے - آسمان کے سے مرتبے والا - بڑے سرمائے والا - ہما کے سے سائے والا - اور مبارک شان و شوکت والا ہے ؛

(۲۴) - اسکے فضل کے فیض - زیادہ بخشش - عمدہ اخلاق اور خوبصورتی کی وجہ سے اس کا دل صاف اسکا ہاتھ کفایت کرنے والا - اسکا دم شفا دینے والا - اور اس کا چہرہ روشن ہے ؛

(۲۵) مفتون - فریفتہ - مکنون - پوشیدہ - شعف - فریفتہ - مضمر - پوشیدہ ؛

ترجمہ - تو اپنی رصائب) رائے - فکر - طبیعت اور دل کی وجہ سے ہمیشہ اس پر عقل کو فریفتہ ہنر کو چھپا ہوا - پھڑکتے ہوئے مضامین اور بزرگی پنہاں دیکھیگا ؛

(۲۶) عصب - پٹھے ؛

ترجمہ - واہ واہ - تیرے دشمن کے تن - بدن - آنکھوں اور جسم پر اسکے پٹھے زنجیر - رگیں تلوار - پلکیں تیر - اور بال نشتر ہیں ؛

(۲۷) - حسام - تلوار ؛

ترجمہ۔ تیری شان و شوکت۔ بخت و اقبال کی تلوار کے لئے بھی زیبا ہے کہ آسمان اسکا لوہا۔ تقدیر قبضہ۔ بزرگی صیقل اور فتحمندی جوہر ہو۔

(۲۸ تا ۳۱)۔ **گوپال** گرزآہنی۔ **گوان**۔ بہادراں۔ **سنبیدن**۔ سوراخ کرنا۔ **اشہب**۔ سبزہ گھوڑا۔ **ابرش**۔ گھوڑا۔ **ادہم**۔ سیاہ گھوڑا۔ **اشقر**۔ سرنگ رنگ کا گھوڑا **گاز**۔ قینچی۔ **کورہ**۔ بھٹی۔ **تبر**۔ کلہاڑا۔ **پتک**۔ ہتھوڑا۔ **سندان**۔ اہرن۔ **آہنگر**۔ لوہار۔

ترجمہ۔ جس روز لوگوں کے کان۔ ہوش۔ جان۔ اور دل کو نقارے کا شور۔ گھوڑوں کی رفتار گرز کا سر۔ اور تلوار کی دھار پریشان کر دیتے ہیں۔ اور تیر۔ تلوار۔ گرز اور بہادروں کے گوپال کے ڈر سے تھنا سرگشتہ۔ تقدیر حیران۔ زمانہ عاجز اور زمین بیقرار ہو جاتی ہے۔ اور تیرا سبز گھوڑا اپنے سُم۔ ابلق اپنی دُم۔ سیاہ اپنی رفتار اور سرنگ اپنے نعل سے پتھروں کو کھرچ دے۔ گرد اُڑائے۔ خاک گرائے اور زمین میں سُوراخ کر دے تو اس دن بلا قینچی۔ دشمنوں کے جسم لوہا۔ نیزے آگ زمین بھٹی۔ کلہاڑا ہتھوڑا۔ ڈھال اہرن۔ جانیں دھونکنی اور موت لوہار بن جاتی ہے۔

(۳۲)۔ **نبرد**۔ لڑائی۔ **تف**۔ لعاب دہن۔

ترجمہ۔ دلیر۔ لڑائی۔ جنگ۔ فتنہ اور فساد کے لئے صفوں میں جاتے ہیں تو ان کے منہ (غصے سے) جھاگ آجاتے ہیں۔ ہاتھ میں نیزے اور ڈھالیں سر پر ہوتی ہیں۔

(۳۳-۳۴)۔ **ضرغام**۔ شیر۔ **خفتان**۔ زرہ کے اوپر کا لباس۔ چلتہ۔ مغفر۔ خود۔

ترجمہ۔ تو ببر شیر۔ چیتے۔ ہاتھی اور شیر کی طرح گھات سے نکلتا ہے (اس حالت میں کہ) ہاتھ میں تلوار جسم پر خفتان۔ بدن پر زرہ اور سر پر خود ہوتا ہے۔

(۳۴)۔ تیرے نیچے چالاک چست۔ زبردست۔ تیز۔ پہاڑ اُڑا دینے والا۔ زمین کو ٹ دینے والا۔ راستہ طے کرنے والا۔ قوی ڈیل ڈول کا سیاہ گھوڑا ہوتا ہے۔

(۳۵)۔ **سرین**۔ رانیں۔ **ساق**۔ پنڈلیاں۔ **کیف**۔ بازو۔ **سطبر**۔ موٹا۔

ترجمہ۔ اسکی رانیں۔ سُم۔ پنڈلیاں۔ سینہ۔ بازو اور کمر۔ موٹی سخت۔ باریک فراخ۔ فربہ اور پتلی ہے (لف و نشر مرتب)۔

(۳۶)۔ **اندام**۔ جسم۔ **شراع**۔ بادبان کشتی۔ **زورق**۔ کشتی۔ **بلط**۔ چپو۔ **عرشہ** کشتی کے اوپر جو بیٹھنے کے لئے جگہ ہوتی ہے۔ اس کی دُم۔ جسم۔ ایال۔ بازو۔ زین اور رکاب

بادبان کشتی - چپو - عرشہ اور لنگر ہیں ۔

(۳۷) - اسکے پاؤں ہوا - سُم آہن - جسم بادل اور رفتار طوفان ہے - اسکے منہ کا جھاگ برف - طبیعت بارش - دوڑ بجلی اور آواز گرج جیسی ہے ۔

(۳۸) - گیو - بہادر پہلوان - نیو - سردار شجاع - صفدر - صفیں چیرنے والا بہادر ۔

ترجمہ - ایک ہی حملے - جنگ - ارادے اور جنبش سے تو سینکڑوں دیو - پہلوان - بہادر اور صفیں چیرنے والے دلیروں کو کمند میں لے آتا ہے ۔

(۳۹) - ناورد - معرکہ - لڑائی - رزم - لڑائی ۔

ترجمہ - تو ایک ہی معرکے - لڑائی - حملے اور جنبش میں سینکڑوں ہاتھی - شیر - ببر شیر - اور اژدہے چیر دیتا ہے ۔

(۴۰) - برز - شان و شکوہ - قارن - رستم کا ہمعصر ایک پہلوان تھا - بیژن - رستم کا بھانجا جس پر افراسیاب کی لڑکی منیژہ عاشق تھی - بہمن - اسفندیار کا لڑکا تھا - نوذر - منوچہر کے لڑکے کا نام ہے ۔

ترجمہ - تیرے تیر - تلوار - گرز - اور شان و شکوہ کے ڈر سے قارن نیزہ - بیژن ڈھال - بہمن - کمان اور نوذر پیٹی اتار کر جنگل میں پھینک دیتے ہیں ۔

(۴۱) - نالی - نے - بانسری - مزمر - بربط - ایک ساز کا نام ۔

ترجمہ - اے بادشاہ درد - غم - رنج - اور مصیبت کی وجہ سے قاآنی کا قد سارنگی - جسم تار - سانس بانسری اور دل بربط بن گیا ہے ۔

(۴۲) - اگر تیرے فیض - فضل - سخاوت اور بخشش سے اسکے بعد - اسکے درخت امید کی جڑیں اور جڑوں کی شاخیں اور شاخوں سے پتے اور پتوں سے پھل نکلے تو زیبا ہے ۔

(۴۳) - محیط - سمندر - آمہ - دوات ۔

ترجمہ - تیری تعریف - مدح اور شکر یہ ادا نہیں کر سکتے ہیں (خواہ) سمندر دوات - درخت قلمیں - آسمان کاغذ اور جہان دفتر بھی بن جائے ۔

(۴۴ و ۴۵) - خبردار جب تک پانی سے نمی پیدا ہوتی رہے - آگ سے گرمی پیدا ہو - زمین سے پھول اگیں - اور آندھی سے کوڑا کرکٹ اُڑے - تب تک تیرے حاسد - دشمن بدگو اور بداندیش کے سر پر خاک - آنکھوں میں پانی (آنسو) لبوں پر آہ اور دل میں آگ بھری ہے ۔

(۴۶)۔ کجک۔ ہاتھی کے سر پر مارنے کا آلہ۔ آنکس۔ نجک بمبدل و مخفف ناچخ یعنی بھالا۔
خسک۔ خارخسک۔ گوکھرو کا کانٹا جو گول اور کئی نوک والا ہوتا ہے۔
خنک۔ سخت پتھریلی زمین۔ صحیح خسک گوکھرو کی شکل کے کانٹے لوہے کے بناتے ہیں اور فوج عدو کے راستہ میں بکھیر دیتے ہیں۔
ترجمہ۔ سال و ماہ بلکہ صبح و شام تیرے مرتبے کے دشمن کے سر پر آنکس (دل میں بھالا اسکے لئے) گوکھرو کا تکیہ اور خاروں کا بستر ہو۔

قصیدہ ۸

(۱)۔ جب میں نہر کے کنارے کسی سرو کے قد کو دیکھتا ہوں۔ تو اس سرو قد (معشوق) کی یاد میں میری گود میں (آنسوؤں کی) نہر جاری ہو جاتی ہے۔
(۲)۔ میری گود میں اس غیرت کے مارے (آنسوؤں کی) نہر جاری ہو جاتی ہے کہ غیر آدمی اُسے گود میں لیتا ہے اور میں اس سے علیحدہ ہوں (کنارے پر ہوں)۔
(۳)۔ جب تک بارش نہ برسے باغ میں ضیمران (ریحان) نہیں اُگتے لیکن وہ (معشوق) اب روتا ہے اسکے باغ (چہرہ) پر ضیمران اُگ آیا ہے (خط نکل آیا ہے)۔
۲۵ (۴) اسکے چہرے پر سرخ آنسو اس طرح پڑے ہیں جس طرح گل لالہ کی پتی پر اوس ہو۔ اسکا سبز خط رخساروں پر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ ہو۔
(۵)۔ اس لالہ کی یاد مجھے ہالہ کی طرح کبڑی پیٹھ والا بنائے رکھتی ہے اور اس ہالہ (خط) کی فکر مجھے گل لالہ کی طرح (داغ دل) کئے ہوئے ہے۔
(۶)۔ بعد ازیں میں ماہ نو کی بجائے تلوار (یا) سبزہ ہی دیکھا کرونگا۔ میرا سبزہ معشوق کا خط اور میرا چاند یار کے ابرو ہیں۔
(۷)۔ اے میرے معشوق خدا نے تیرے منہ اور بالوں کو جو اکٹھا کیا ہے۔ گویا نور اور تاریکی اور رات دن کو ملا دیا ہے۔
(۸)۔ اگر مور و مار کے پیدا کرنے والے خدا نے سانپ کو بہشت سے نکال دیا تھا تو تیرے بہشت جیسے چہرے پر یہ سانپ جیسے بال کیوں ہیں۔ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے ساتھ سانپ۔ طاؤس۔ گندم وغیرہ بھی جنت سے نکال دئے گئے تھے۔
(۹)۔ تیرا خط چیونٹیاں ہیں اور بعض زلفیں سانپ ہیں اور میں اس سانپ اور چیونٹیوں سے

جب تک میرا جسم مور و مار کی غذا نہ ہو جائے (مر نہ جاؤں) نہیں باز آؤنگا ؛

(۱۰)۔ **قلاب** ۔ منقلب کرنے والا ۔ بدل دینے والا ۔ لوہے کا کانٹا جسکا سر کوئی چیز لٹکانے کے لئے مڑا ہوا ہو ۔ دغا باز ۔ **شعر** ۔ بال ۔ **شعریٰ** ۔ ایک ستارے کا نام ۔ **پروین** ۔ چھوٹے چھوٹے ستارے جو اکٹھے ہوتے ہیں ؛

ترجمہ ۔ میرے شعر روح کو تبدیل کر دینے والے (ترقی دینے والے) اور تیرے بال دل کو دغا دینے والے ہیں میرے شعر پروین کی لڑیوں جیسے ہیں اور تیرے بال ستارہ شعری کی طرح ہیں ؛

(۱۱) میرے شعر چلتے ہوئے پانی کی طرح (سلیس و رواں) ہیں اور تیرے بال جان کے لئے تب و تاب کا باعث ہیں ۔ یہ (شعر) روانی رکھنے والے اور وہ (بال) بلدار ہیں ؛

(۱۲) میرے شعر چمکتے ہوئے ستارے اور تیرے بال سیاہ رات ہیں ۔ ستاروں کا نور سیاہ رات ہی میں ظاہر ہوتا ہے (اسی طرح تیرے بالوں کی تعریف میرے شعروں ہی سے ہے) ؛

(۱۳)۔ میرے شعروں سے تو رسول اکرمؐ کی شرع کے نشانات ظاہر ہیں اور تیرے بالوں سے خدا کی صنعت کے آثار نمایاں ہیں ؛

(۱۴)۔ **انبان** ۔ تھیلا ۔ **شعیر** ۔ جو ۔ **شعار** ۔ نیک عادات ؛

ترجمہ ۔ باوجود ان اشعار کے میرا تھیلا جو سے بھی خالی ہے اور ایسے بالوں کے باوجود تیرا جسم نیک عادات سے خالی ہے ؛

(۱۵)۔ **مویہ کردن** ۔ رونا ۔ گریہ وزاری کرنا ۔ **ہمت** ۔ سخاوت ؛

ترجمہ ۔ میں اس طرح رو رہا ہوں جس طرح کہ دریا فخر امت (ممدوح) کی بخشش سے روتا ہے اور تو اس طرح گریہ وزاری کرتا ہے جس طرح کہ کانیں بڑے صدر کی سخاوت سے روتی ہیں ؛

(۱۶)۔ دولت کا مایہ کامل ۔ دین کا صدر ۔ ہدایت کی پشت اور فتحمندی کا چہرہ ہے ۔ قوم کا خورشید شان و شوکت کا آسمان بخشش کی کان اور پہاڑ جیسے وقار والا ہے ؛

(۱۷)۔ **سمین** ۔ موٹا ۔ مرغن ۔ **نزار** ۔ لاغر ۔ کمزور ؛

ترجمہ ۔ اس کا قلم لاغر ہے ۔ لیکن عدل کے بازو اس سے توانا ہیں ۔ اسکا بخت فربہ ہے لیکن دشمن کے پہلو اس سے کمزور ہیں ؛

(۱۸)۔ اسکا چہرہ دین کا خورشید اور اسکی رائے ملک کا سورج ہے ۔ ملک اس (رائے) کی وجہ سے خرم بہشت اور دین اس (چہرے) کی وجہ سے مبارک بہار بنا ہوا ہے ؛

(۱۹)۔ **جودی**۔ وہ پہاڑ جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی۔ **مجد**۔ بزرگی ۔

ترجمہ۔ اسکا دادا بزرگیوں کا پہاڑ اور چچا سخاوت کا بحرِ عمان ہے اور وہ خود سخاوت اور بخشش میں کوہ جودی اور بحرِ عمان کی یادگار ہے ۔

(۲۰)۔ اسکی سخاوت ایک ایسا دریا ہے کہ بحرِ عمان اسکی ایک موج ہے اور اس کی رائے ایک ایسا درخت ہے کہ چمکتا ہوا سورج جسکا پھل ہے ۔

(۲۱)۔ **پود**۔ تانا۔ **طیلسان**۔ چادر۔ **پرنیاں**۔ ریشم ۔

ترجمہ۔ اسکی رائے ایسا ریشمی کپڑا ہے کہ سورج اس کا تانا ہے۔ اور اسکی رائے ایک ایسی چادر ہے کہ آسمان اسکے تار ہیں ۔

(۲۲)۔ **صخرۂ صمّا**۔ ٹھوس پتّھر۔ **ساحت**۔ میدان۔ سطح ۔

ترجمہ۔ اسکی محبت ٹھوس پتھر سے بھی چنبیلی اگا سکتی ہے۔ اور اس کا قہر دریا کی سطح سے غبار پیدا کر سکتا ہے ۔

(۲۳)۔ ملک ترکستان کا مددگار اور عربی دین (اسلام) کا ناصر۔ تمکنت کے قطب کا سکون اور ملک کے آسمان کی جائے گردش ہے ۔

(۲۴)۔ قوم کی آنکھ کی روشنی۔ دولت کے جسم کی جان۔ بینائی کے باغ کی بہار اور عقل کی شاخ کا پھل ہے ۔

(۲۵)۔ **سریر**۔ تخت۔ **سوار**۔ کنگن۔ یارہ ۔

ترجمہ۔ شان وشوکت کی مجلس کا تخت۔ بزرگی کی جان کا سرور۔ ہمت کے جنگل کا شاہسوار اور عزت کے ہاتھ کا کنگن ہے ۔

(۲۶)۔ **یمین**۔ دایاں ہاتھ۔ **یُمن**۔ برکت۔ **یسار**۔ بایاں ہاتھ۔ **یُسر**۔ آسانی فراخی۔ امارت ۔

ترجمہ۔ آسمان باوجود اس قدر طاقت کے تیرے مرتبے سے برکت حاصل کرتا ہے۔ اور دریا باوجود اس قدر ثروت اور مال کے تیری سخاوت سے امارت چاہتا ہے ۔

(۲۷)۔ **آصف** حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام ہے۔ **دستور**۔ وزیر۔ **بحار** بحر کی جمع ہے ۔

ترجمہ۔ تیرا چچا وہ آصف کی سی رائے والا وزیر ہے جو اپنی باریک بین فکر سے دریاؤں سے مچھلیوں کو بھی خشکی کی طرف کھینچ لیتا ہے ۔

(۲۸)۔ رؤیں دژ سنگین قلعہ۔ ایسا قلعہ جسکی دیواریں کانسی کی ہوں۔ منایا۔ اموات ؎
ترجمہ دشمن اگر اس کے خوف کے مارے سنگین قلعے میں بھی چلا جائے۔ تو اس بات سے غافل ہے کہ موت کے سامنے سنگین قلعہ کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ قرآن شریف میں ہے
اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (جہاں تم ہوگے موت تمہیں آئیگی۔ خواہ تم سنگین قلعوں ہی میں ہو) ؎
(۲۹)۔ آسمان کا جسم اسکے مرتبہ کے محل کی ایک اینٹ ہے۔ اور زمانہ اسکے ملک کے دوران کا ایک لمحہ ہے ؎
(۳۰)۔ ام القریٰ بستیوں کی ماں مراد مکہ معظمہ۔ شیر یزداں حضرت علی علیہ السلام ؎
ترجمہ۔ ملک اسکی بدولت اپنے آپ بڑھ رہا ہے (فخر کر رہا ہے) اور قلم کو اس پر ناز ہے جس طرح کہ مکہ معظمہ کو رسول اکرمؐ اور ذوالفقار کو حضرت علیؑ پر ناز ہے ؎
(۳۱)۔ اگر حاسد اس سے گریز کرتا ہے تو اسکے لئے کوئی شرم کی بات نہیں۔ اور اگر دشمن اس سے بھاگتا ہے تو اُسے کوئی عار نہیں ؎
(۳۲)۔ مہر رخشا کی بجائے مہر رخشاں چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے مصرع میں مشک بویاں چاہیئے مرمود جسکی آنکھیں دکھتی ہوں۔ مزکوم جس شخص کو زکام ہو۔ انزجار علیحدہ ہونا ؎
ترجمہ۔ سورج چمکتا ہے لیکن آشوب چشم کا مریض اس سے پرہیز کرتا ہے کستوری خوشبو دیتی ہے لیکن زکام زدہ آدمی اس سے بھاگتا ہے ؎
(۳۳)۔ اگر ابوجہل منکر ہو جائے تو رسول اکرم کا کیا۔ اور اگر شیطان دشمن ہو جائے تو حضرت علی کے لئے باعث عار نہیں ؎
(۳۴)۔ محرور جس شخص کو گرمی ہو۔ گرمی زدہ۔ مدقوق۔ دق زدہ ؎
ترجمہ۔ شہد میٹھا ہوتا ہے۔ لیکن گرمی زدہ آدمی اُسے پسند نہیں کرتا مصری میٹھی ہوتی ہے لیکن دق کا مریض اُسے ہضم نہیں کر سکتا ؎
(۳۵)۔ عطشان۔ پیاسا ؎
ترجمہ۔ اے خدا کیا یہ انصاف ہے کہ میں اس فضیلت اور ہنر کے باوجود اس سے اس طرح جدا ہوں۔ جیسے پیاسا چشمہ سے ؎
(۳۶)۔ میں کوئی آسمان تو نہیں کہ اسکے محل میں میرا گذر نہ ہو سکتا ہو۔ اور میں کوئی زمانہ تو

نہیں کہ اسکے صدر پر میر اگذر نہ ہو (اس شعر میں تعریف بھی ہے اور اپنی در بار سے دوری بھی بیان کر دی ہے یعنی اسکا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آسمان اور زمانہ وہاں تک پہنچ نہیں سکتا)۔

(۳۷)۔ میں کان تو نہیں پھر مجھے ایسا ذلیل کیوں رکھتا ہے اور میں دریا تو نہیں مجھے اس طرح خوار کیوں رکھتا ہے۔

(۳۸)۔ اس کا محل دنیا ہے لیکن میرے لئے شش جہات میں جگہ نہیں ہے۔ اسکی سخاوت بحر عمان جیسی ہے لیکن جہان میرے لئے فاقوں کی وجہ سے تیرہ و تار ہو رہا ہے (ناقدری کی شکایت کر رہا ہے)۔

(۳۹)۔ اگر میں روتا ہوں تو عقل کہتی ہے کہ اے بیوقوف اسکی امر و نہی پر آسمان کو کوئی اقتدار نہیں (یعنی اُسی نے تجھے اتنا تنگ کر رکھا ہے)۔

(۴۰)۔ **کیوان** ۔ ستارہ زحل جو ساتویں آسمان پر ہے اور مجازاً ساتویں آسمان کو بھی کہتے ہیں ۔ **بلید** ۔ کُند ذہن۔

ترجمہ ۔ اور اگر میں اس وجہ سے ساتویں آسمان پر بھی جا کر روؤں تو وہم کہتا ہے۔ کہ اے کُند ذہن۔ زمانے کا اسکے امر و نہی میں کوئی اختیار نہیں۔

(۴۱)۔ نہیں میں نے غلط کہا۔ وہ تو بخشش کا بادل ہے۔ میں ہی بنجر اور شور زمین ہوں شور زمین بارش سے کہاں سرسبز ہوتی ہے۔

۲۷۔(۴۲)۔ وہ تو بخشش کرتا ہے لیکن آسمان مہربان نہیں ہوتا۔ وہ انعام دیتا ہے۔ لیکن میرا نصیبہ ہی موافق نہیں (کہ مجھ تک نہیں پہنچتا)۔

(۴۳)۔ کانٹا اگر عنبر نہیں بنتا تو اس میں بادل کا کوئی قصور نہیں۔ خاک اگر گوہر نہیں بنتی تو سورج کا کیا گناہ ہے۔

(۴۴)۔ سبزہ اس قابل نہیں کہ وہ باغ میں چنبیلی بن جائے۔ اور کانٹے میں اتنی قابلیت نہیں کہ باغ میں چنار بن جائے۔

(۴۵)۔ ابر نیسان قطرات گراتا ہے لیکن سیپی کی طرح کوئی تمیز چاہیئے کہ قطرہ قیمتی موتی بن جائے۔

(۴۶)۔ یہ حکایت اصل حال پر مبنی ہے شکایت نہیں کیونکہ خلوص کی وجہ سے پرورش یافتہ پرورش کرنے والے کی شکایت نہیں کر سکتا۔

(۴۷)۔ اگر شیر خوار بچہ دودھ کیلئے روتا ہو تو تُو نے کبھی کسی کو کہتے سُنا ہے کہ بچّہ ماں کی شکایت کرتا ہو۔

(۴۸)۔ **شاکی**۔ شکایت کرنے والا۔ **افتقار**۔ فقیر ہونا۔ مفلس ہونا۔

ترجمہ۔ اگر کوئی فقیر اپنی مفلسی سے آدھی رات کے وقت خدا کے سامنے روئے تو معاذ اللہ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی شکایت کرتا ہے۔

(۴۹ و ۵۰)۔ جب تک نیک کا نام اور نیکی کی رسوم کے بغیر کوئی نام اور کوئی رسم برقرار نہ رہ سکے تب تک اسکی ہیبت دشمن کو پامال کرنے والی اور سخاوت مال کی دشمن رہے اسکی دولت ہمیشہ رہے اور دشمن پھانسی پر لٹکا رہے۔

قصیدہ ۹

بہرام کے سے رعب والے معتمد الدولہ منوچہر خاں کی تعریف میں

(۱)۔ نیک شگون۔ خوشحالی اور کامیاب نصیب سے۔ ملک جم (ایران) سے میں اصفہان کے ارادہ پر سوار ہوا۔

(۲)۔ میری رانوں کے نیچے ایک ایسا گھوڑا تھا۔ کہ خدا نے اوہام کو بھی اس کی رفتار سے پیدا کیا تھا (وہم سے بھی تیز رفتار تھا)۔

(۳)۔ ٹیلے کاٹنے والا۔ پہاڑوں کو طے کرنے والا۔ جہاں گرد اور تیز رفتار تھا۔ کم سونے والا۔ (نہ آرام کرنے والا) طاقتور۔ زمین کو اُڑا دینے والا۔ اور راستہ طے کرنے والا تھا۔

(۴)۔ کہ ناگہاں پیچھے سے میرا معشوق آنسو برسانے والی آنکھوں اور کستوری گرانے والی زلفوں کے ساتھ آگیا اور میری باگ پکڑ لی۔

(۵)۔ اس نے اپنے چاند (چہرہ) کے نیچے ایک خالص چاندی کا سرو بلند کر رکھا تھا۔ (مراد قد) اور پھول کی پتی (چہرے) پر گھسی ہوئی کستوری کے تار چھوڑ رکھے تھے۔

۲۸-(۶)۔ اسکے بال خوشبو میں سنبل۔ چہرہ رنگ میں پھول۔ قد لطف میں طوبیٰ اور رخسار سے چمک دمک میں آگ جیسے تھے۔

(۷)۔ اسکے مجعد گیسو بہشت کے ہمسائے اور اسکی خوشبودار زلفیں بہار کی آرائش تھیں۔

(۸)۔ اسکے لب بغیر آفتاب کی مدد کے آبدار تھے۔ اور اسکی آنکھیں بغیر پوست کے اثر کے خواب آلود تھیں۔

(۹)۔ اس نے اپنے سہرو (جیسے قد) پر چاند (جیسا چہرہ) رکھ چھوڑا تھا۔ اور چاند

(جیسے چہرے) پر اُبٹنہ (ملا ہُوا) تھا۔ چہرے پر گویا ستارے لگے ہُوئے تھے۔ اور پیٹھ پر پہاڑ (یعنی سرین) باندھ رکھے تھے ؛

(۱۰)۔ اسکے چہرہ کی (ستارہ) زہرہ کے لئے چاند اور سورج بھی خریدار بن کر کھڑے ہُوئے تھے۔ اور اسکے خط کی حسرت میں جھوٹے موتی (جو سیاہ ہوتے ہیں) اور کستوری سوگوار تھے ؛

(۱۱)۔ اسکے بالوں اور چہرے میں زنگ اور روم کے قیدیوں کی طرح قطار در قطار داغ کھائے ہُوئے دل تھے ؛

(۱۲)۔ اس نے اپنے گیسو کھولے تو میرا مغز عنبر کی خوشبو سے بند ہو گیا جب اس نے اپنے (حسلرے) دکھائے تو میری آنکھیں گل لالہ کی کھیتی بن گئیں ؛

(۱۳)۔ میں نے اسکی زلفوں پر پنجہ مارا تو ان کے تار تار سے سارنگی کے تار کی طرح آہ و نالہ کی آوازیں آئیں (کئی عاشق پھنسے پڑے تھے) ؛

(۱۴)۔ اُن زلفوں کا جونسا شکن میں کھولتا تھا اس میں سے کئی ہزار عاشقوں کے دل مسلسل نیچے گرتے تھے ؛

(۱۵)۔ اس معشوق کی دونوں زلفوں کے پیچ و تاب اور حلقہ کے باعث میری تمام اُنگلیاں زرہ کی طرح گرہ در گرہ ہو گئیں ؛

(۱۶)۔ نارسیدہ۔ نا پہنچے ہوئے۔ یعنی آتے ہی۔ **طبلہ طبلہ**۔ ڈبوں کے ڈبے مراد کثرت ؛

ترجمہ۔ خلاصۂ کلام اس نے آتے ہی شکوہ و شکایت شروع کر دی۔ اور کستوری کے ڈبوں کے ڈبے اسکے رخساروں پر پریشان ہونے لگے ؛

(۱۷)۔ اور اس نے کہا کہ تو نے یاروں دوستوں کو بھی یاد نہ کیا۔ کیا باوفا یاروں کی صحبت کا یہی حق ہے ؛

(۱۸)۔ بھئی کیا واقعہ پیش آگیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ بغیر کسی وجہ کے تو نے میرے نازک دل کو شکستہ کیا۔ اور شہر سے اسباب باندھ لیا دیار کی بجائے بار چاہیئے) ؛

(۱۹)۔ اس نے یہ کہا اور اولوں (آنسوؤں) سے گل لالہ کی پتیوں (جیسے چہرے) کو چھپا لیا اور اسکی نرگس (جیسی آنکھوں) سے پھول (جیسے چہرے) پر انار کے دانے (جیسے آنسو) گرنے لگے ؛

(۲۰)۔ **بیجادہ۔ یاقوت۔ مزیدن۔ چوسنا** ؛

ترجمہ۔ اس نے اپنے شکریں ہیرے (جیسے دانتوں) سے یاقوت (جیسے لبوں) کو کاٹا اور قیمتی

موتی (جیسے دانتوں) سے یاقوت (جیسے لبوں) کو کاٹا غصہ اور غضب میں لبوں کو دانتوں کے نیچے دبا لیتے ہیں ۔

(۲۱)۔ اس نے اپنے دس ہلالوں (ناخونوں) سے اپنے چاند (چہرے) سے مریخ پیدا کر دیا۔ یعنی کھرونچ کے خون نکال لیا۔ اور خون دیدہ اور اپنی دس انگلیوں کو گریہ خونیں کے پونچھنے میں لال کر لیا۔ **مریخ**۔ بوجہ سرخی رنگ کنایہ از خون ۔

(۲۲)۔ اس نے مہرۂ سلیمانی (جیسی آنکھوں) سے سیماب کا دجلہ چنبیلی (جیسے منہ) پر باندھا۔ اور آنسوؤں سے اس نے ہیرے کے ٹکڑے گود میں گرائے ۔

(۲۳)۔ میں نے کہا اے معشوق تو نہ رو اور اپنے بالوں کو پریشان نہ کر کیونکہ مجھے خوف ہے کہ رونے سے تو کمزور ہو جائیگا ۔

(۲۴)۔ تیرے آنسو ستارے ہیں اور تیرا چہرہ سورج۔ کسی نے نہیں دیکھا کہ جہاں سورج ہو وہاں ستارے بھی ظاہر ہوں ۔

۲۹ (۲۵)۔ میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے کہ نہر کے کنارے سرو اُگا کرتے ہیں۔ لیکن میں نے یہ نہیں سُنا تھا۔ کہ سرو سے نہر پیدا ہُوا کرتی ہے ۔

(۲۶)۔ پروین دن کو دکھائی تو نہیں دیتے۔ لیکن تجھے کیا ہو گیا کہ اب اپنے دن (جیسے چہرے) پر پروین کے خوشہ (جیسے آنسو) نثار کر رہا ہے ۔

(۲۷)۔ تو اپنے نورانی چاند (جیسے چہرے) کو کھُو (جیسی زلفوں) سے کیوں چھُپا رہا ہے۔ اور نور برسانے والے سورج (جیسے رخساروں) پر سیارے (جیسے آنسو) کیوں بکھیر رہا ہے ۔

(۲۸)۔ ہاں میں داؤد علیہ السلام کی زرہ اور سلیمان علیہ السلام کی مُہر کی قسم کھاتا ہوں جس سے مراد تیری زلفیں اور چمکدار لب ہیں ۔

(۲۹)۔ کہ سوائے صدر بزرگوار کی آستان بوسی کے جو کچھ جہاں میں ہے تیرے عشق میں چھوڑ دونگا ۔

(۳۰)۔ زمانے کا سردار معتمد الدولہ جو رعب و داب کا دیباچہ اور اقتدار کا سرنامہ ہے ۔

(۳۱)۔ ایسا صدر ہے کہ اسکے بائیں ہاتھ سے آسمانوں کو کئی برکتیں حاصل ہیں۔ ایسا مکمل چاند ہے کہ اسکے دائیں ہاتھ سے زمانے کو کئی آسانیاں حاصل ہیں ۔

(۳۲)۔ جو چیز دنیا میں ہے زندگی ہی سے فخر حاصل کرنے والی ہے سوائے اسکی ذات کے جس سے زندگی کو فخر حاصل ہے ۔

(۳۳)۔ اگر شورزمین پر اسکے مُنہ کا سُورج چمکے تو شورزمین سے کانٹوں کی بجائے خورشید اُگیں۔

(۳۴)۔ آسمان نے زمانے میں کوئی ایسا نا امید نہیں دیکھا جسے اسکے عام فضل نے امیدوار نہ کیا ہو۔

(۳۵)۔ خود زمانہ اسکی سلطنت کے عہد میں ختم ہو جائیگا یعنی قیامت تک اسکی سلطنت رہیگی اور جہاں اسکی شان و شوکت کی زیبائش سے عزت حاصل کریگا۔

(۳۶)۔ زمانہ اسکے شاملِ عدل پر پنجہ مارنے والا (مدد حاصل کرنے والا) ہے اور دنیا کا انحصار بھی اسکی کامل ذات پر ہے۔

(۳۷)۔ اے وہ شخص کہ آسمان کی طرح تیرے رعب کا محل بغیر کسی نقص کے ہے اور اے وہ شخص کہ مخلوقات کی طرح تیری سخاوت کی لہریں بے شمار ہی ہیں۔

(۳۸)۔ جسم کے لئے تیری محبت کی خواہش عمر کی طرح نافع ہے۔ اور جان کے لئے تیرے قہر کی زہریلی ہوا ناگوار ہے۔

(۳۹)۔ عقل کی ذات کی طرح تیرے مرتبے کا پایۂ جہاتِ ستہ سے بالاتر ہے اور روح کے فیض کی طرح تیری سخاوت کا سرمایۂ بے شمار ہے۔

(۴۰)۔ تیرا خرچ آسمان کی گردشوں کی طرح بے قیاس ہے۔ اور تیرا فضل زمانے کے طور طریقوں کی طرح بے حساب ہے۔

(۴۱)۔ **سد**۔ دیوار۔ رکاوٹ۔ **حصن**۔ قلعہ۔ فصیل۔

ترجمہ۔ دشمن کے سامنے تیری تلوار ایک لوہے کی دیوار ہے۔ اور تیری دوراندیشی ملک کے گرد ایک لوہے کی فصیل ہے۔

(۴۲)۔ **کتف**۔ کندھے۔ **کتان**۔ السی کا کپڑا جو چاند کی روشنی میں پھٹ جاتا ہے۔

ترجمہ۔ تیرا عدل چاند کے کندھوں پر کتان کی رسی رکھ سکتا ہے اور تیری دوراندیشی پانی کے گرد آگ کا حصار بنا سکتی ہے۔

(۴۳)۔ **آبخور**۔ پانی پینے کی جگہ۔ **قفار**۔ چٹیل میدان۔ میدان بے آب و گیا۔

ترجمہ۔ تو بغیر کہے ہوئے بچے کی آرزو کو رحم میں جانتا ہے اور بغیر دیکھے ہوئے بے آب گیاہ میدانوں میں وحشیوں کے پانی پینے کی جگہ جانتا ہے۔

۳۰ (۴۴)۔ تیری بخشش کے وقت زمین سے سونے کے درخت پھوٹ نکلتے ہیں اور تیری مہربانی کے دن پانی سے خوشبودار بخارات اُٹھتے ہیں۔

(۴۵)۔ تیرے دشمن کا زمانے میں ترقی کرنا محال ہے۔ سوائے اسکے کہ وہ خاک بن جائے اور اس کی خاک غبار بن جائے ؛

(۴۶)۔ اے وہ شخص کہ تیری اطاعت کی زمین پر آسمان بھی سجدے کرتا ہے اور اے وہ شخص کہ ملک کا دارومدار تیری انگوٹھی کے نگینے میں ہے ؛

(۴۷ - ۴۸ و ۴۹)۔ ایک بار میرا ارادہ ہوا کہ دیوان میں تیری جان توڑنے والی تلوار کی تعریف میں چند اشعار لکھوں لیکن میں نے ابھی تیری تلوار کا نام بھی نہیں لکھا تھا۔ کہ میرے قلم کی نوک سے ایسی آگ نکلی جس کے شرارے آسمان تک پہنچے۔ اسکی تعریف سے میرے کاغذ بھی جل گئے اور میں اپنے آبدار شعروں سے اس پر پانی چھڑک رہا تھا ؛

(۵۰)۔ اگر ملک حبش (زنجبار) میں تیری تلوار کا آفتاب برآمد ہو۔ تو حبشیوں کے جسم سے سیاہی دُور ہو جاوے ؛

(۵۱)۔ ایک روز تیر[illegible] لیدہ کی نسیم میرے مغز پر چلی۔ تو میرا دامن اور گود تاتاری نافوں سے پُر ہو گیا ؛

(۵۲)۔ جب میں تیری سخاوت کا نام اپنی زبان سے لیتا ہوں۔ تو میری زبان سے خوشے کے خوشے موتیوں کے اور ڈھیروں کے ڈھیر دیناروں کے گرتے ہیں ؛

(۵۳)۔ جب میں تیری مجلس کی تعریف کرتا ہوں۔ تو میرے لبوں سے سارنگی کی آواز بانسری کے نغمے اور تاروں کی آواز نکلتی ہے ؛

(۵۴)۔ تیری ہمت پہاڑ ہے اور دریا کی طرح لہریں مارنے والی ہے اور تیری رحمت دریا ہے جو پہاڑ کی طرح پائدار ہے ؛

(۵۵)۔ **مقر**۔ جائے قرار۔ **کند آور**۔ بہادر۔ پہلوان ؛

ترجمہ۔ تیری تلوار پر جو بخت کی محافظ ہے۔ آفرین ہے کہ جس سے دولت و دین کی بنیاد مضبوط ہے ؛

(۵۶)۔ کبھی تو عقل کی طرح بڑے بڑے سرکشوں کا سر اسکا جائے قرار ہوتا ہے اور کبھی روح کی طرح بہادروں کے جسم میں اس کا قرار ہے ؛

(۵۷)۔ اگر اُسے ملک الموت کہوں تو تعجب نہیں۔ کیونکہ وہ عزرائیل کی طرح جانوں کا شکار کرتی ہے ؛

(۵۸)۔ اسکے جوہروں کی چیونٹیوں کے سوا جو کینے میں اژدہا کو بھی مار دینے والی ہیں۔ زمانے میں سانپ کھانے والی چیونٹیاں کسی نے نہیں دیکھیں ؛

(۵۹) ویح کلمہ ترحم وتحسین۔ چار باغ۔ اصفہان کے ایک باغ کا نام ہے ہشت خلد جنات ثمان
ترجمہ۔ اصفہان کے چار باغ کا کیا کہنا ہے کہ تیری کوشش نے اب اسکی یہ حالت کر دی ہے کہ اُسے ہشت خلد سے عار آتی ہے۔ یعنی تیری کوشش نے اُسے آٹھوں بہشتوں سے بہتر بنایا کہ اب وہ جنات موعود سے گھن کھاتا ہے۔

(۶۰)۔ ساحت۔ میدان۔ ازہار۔ جمع زہر۔ شگوفے کلیاں۔ ثمار۔ جمع ثمر پھل۔ جنان اول بمعنی دل و ثانی جمع جنت (جنان و باغ کے درمیان بجائے واو اضافت چاہیئے)۔
ترجمہ۔ اس باغ کا میدان (ہشت خلد باغ) ہر قسم کے شگوفوں اور ثمردار درختوں کی وجہ سے بہشت کے دل کیلئے داغ ہے۔

(۶۱)۔ باغ زرشک۔ ممدوح کے باغ کا نام۔ زرشک۔ ایک دوائی ہوتی ہے جس کے چھوٹے چھوٹے دانے رنگ میں سرخ اور مزہ میں ترش ہوتے ہیں۔ مقوی جگر ہے۔
ترجمہ۔ جب تک تو باغ زرشک میں رہتا ہے تب تک بہشت بھی رشک کے مارے اپنا منہ زرشک کی طرح خونیں آنسوؤں سے سُرخ رکھتی ہے۔

(۶۲)۔ زرشک دوا سے خون صاف ہو جاتا ہے مگر تیرے باغ زرشک کے رشک سے آسمان کے دل میں اُس کا خون سیاہ ہو گیا ہے۔

۱۳۱۔ (۶۳)۔ اے صدر اور اے آقا اس سال تیرے بغیر میری جان دردمند جگر خون اور دل زخمی رہا ہے۔

(۶۴)۔ خدا کا شکر ہے کہ پھر میں نے اپنے دل کے مقصد کے مطابق تجھے نعمتمند اور بانصیب قدر کے صدر پر دیکھا ہے۔

(۶۵ و ۶۶)۔ جب تک خاص و عام آدمی کبھی بلند اور کبھی پست ہوں اور جب تک بوڑھے جوان کبھی عزیز اور کبھی ذلیل ہوں۔ تب تک تیرے خیر خواہوں کے چہرے سے پھول کھلتے رہیں۔ اور تیرے دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے چبھتے رہیں۔

(۶۷ و ۶۸)۔ ہفت ہشت کردن۔ دشمنی کی باتیں کرنا۔ کید۔ مکر و فریب۔ سہ روح۔ موالید ثلاثہ۔ دو چار [illegible]۔ مقابلہ کرنا۔
ترجمہ۔ جب تک چار سولہ کا چوتھا اور تین نو کا تیسرا حصہ ہے۔ اور جب تک سات چودہ کا آدھا اور دو چار کا جذر ہے۔ تب تک جو شخص تیرے ساتھ دشمنی کی باتیں کرے جہان میں اسکی تینوں روحیں (موالید ثلاثہ) نو آسمانوں کے مکر و فریب سے لڑتی رہیں۔

قصیدہ نمبر ۱

معراج نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت میں

(۱)۔ ایک رات جو روشنی میں آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھی اور اس کے آسمان پر سہیل اور ثریا چمک رہے تھے۔

(۲)۔ وہ رات جوانی کے ایام کی طرح خوشی پیدا کرنے والی تھی۔ اور صبح وصال کے خصائل کی طرح جان کو تر و تازہ کرنے والی تھی۔

(۳)۔ نجوم ۔ جمع نجم۔ سنگ شرر۔ چقماق۔

ترجمہ۔ ایسی رات تھی کہ زمین بھی ستاروں کے نور سے اس طرح بیحد روشن تھی جیسے گل لالہ کے سرخ پتوں کی طرح چقماق سے شرارے نکل رہے ہوں۔

(۴)۔ اس رات نے خوشحالی میں بہشت کی حالت کا پتہ دیا تھا۔ اور وہ رات تر و تازگی میں بہار سے بھی بڑھ کر تھی۔

(۵)۔ ایسی رات تھی کہ نور کے فیض اس سے ظاہر ہو رہے تھے۔ اور ایسی رات تھی۔ کہ اجرام سماوی کی سعادت اس میں چھپی ہوئی تھی۔

(۶)۔ ایسی رات تھی کہ اس نیلوفری آسمان سے پروین کے ستارے اس طرح ظاہر ہو رہے تھے۔ جیسے نیلوفر کی شاخ سے سات نرگس کے پھول نکلے ہوں۔

(۷)۔ اس رات چاند کے گرد ستاروں کا اس طرح ہجوم تھا۔ جیسے کنگھی کرنیوالی عورتیں نئی دلہن کے گرد جمع ہوں۔

(۸)۔ ام ہانی حضرت علی علیہ السّلام کی بہن کا نام ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن تھیں۔ اُمّی۔ ان پڑھ۔ مشکوئی۔ حرم سلطانی۔

ترجمہ۔ اس رات اُمّی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ہانی کے گھر کو اپنے چہرہ مبارک اور لبوں سے رشک جنت کوثر بنا دیا۔ یعنی آپ اُمّ ہانی کے ہاں تشریف لے گئے اور وہیں آرام فرمایا۔

(۹)۔ پیک۔ قاصد۔ حلقہ۔ دائرہ ایسا مجمع جہاں لوگ دائرہ کی صورت میں بیٹھے ہوں۔ در وازہ کی کنڈی۔

ترجمہ۔ کہ ناگہاں خداوند کریم کے مبارک قاصد یعنی جبرائیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے

دروازے پر آکر کُنڈی کھٹکھٹائی۔

(۱۰)۔ **سر حلقہ**۔ مجلس کا سردار۔ صدر۔ **انام**۔ مخلوق۔

ترجمہ۔ اس کنڈی کی آواز سے خلقت کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے اُٹھے اور دائرے کی طرح آپنے اپنے پاؤں اور سر میں تمیز نہ کی یعنی بہت جلد بھاگے بھاگے تشریف لے گئے۔

۳۲۔ (۱۱)۔ **ماسوی**۔ ماسوی اللہ۔ وہ اشیا، جو خدا تعالیٰ کے سوا دنیا میں ہیں۔ تمام مخلوق۔

ترجمہ۔ آپنے دائرہ کی طرح اپنے دل کو مخلوق کی یاد سے خالی کر دیا۔ تاکہ فنا کے گریبان کے حلقہ سے سر نکالیں (تمام مخلوق کو چھوڑ دیا)۔

(۱۲)۔ اس امکان کے حلقہ (دنیا) میں کوئی ایسا مقام نہیں ہوگا۔ کہ جس سے دھاگے کی طرح آپنے حلقے میں سے گزر نہ کیا ہو یعنی دنیا کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جسکو آپ نے چھوڑ نہ دیا ہو۔ جس طرح ایک دائرہ سے دھاگے کو گذارتے جائیں تو وہ اسکو چھوڑ کر آگے نکلجاتا ہے۔

(۱۳)۔ جب آپنے اپنا دل حلقہ امکان (دنیا) سے دائرہ کی طرح خالی کر لیا۔ تو آپنے چاند کے چہرے پر اپنے تر عنبر سے حلقے ڈال دئے۔ یعنی اپنے بال سنوارے۔

(۱۴)۔ اور جبرائیلؑ سے فرمانے لگے۔ کہ اے خدا کے امین بتا کہ خداوند تعالیٰ کا کیا پیغام لایا ہے۔

(۱۵)۔ آپ کو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا۔ کہ اے پاک پیغمبر۔ آپ خود ہی پیغام دینے والے اور خود ہی پیغام لانے والے ہیں۔

(۱۶)۔ **منہی**۔ خبر دینے والا۔

ترجمہ۔ بات دل سے زبان پر اور زبان سے دل میں اُتر جاتی ہے اور اس راستہ میں زبان محض فرمانبردار خبر دینے والی ہے (اسی طرح آپ بمنزلہ دل کے ہیں اور میں بمنزلہ زبان کے ہوں)۔

(۱۷)۔ اگرچہ آئینہ ہر شخصی صورت سے خالی ہوتا ہے لیکن کسی شخصیت ہی کی وجہ سے وہ شخصیت کو ظاہر کر سکتا ہے (ورنہ خالی ہے)۔

(۱۸)۔ **فرغر**۔ چھوٹا حوض چھوٹی نہر پہلے شعر کی تائید میں کہہ رہا ہے۔ خاکیست کی جگہ خالیست پڑھو۔

ترجمہ۔ نہر میں پانی آدمی ہی کی وجہ سے جاری ہوتا ہے۔ پھر اس میں کیا مضائقہ اگر نہر کا پانی آدمی سے خالی ہو یعنی انسان نہر میں نہ پائے جائیں مگر نہر بنائی ہوئی تو آدمی ہی کی ہے۔

(۱۹)۔ پھل سے شگوفے نکلتے ہیں اور شاخوں سے بھی۔ لیکن خلقت کا یہ خیال ہے۔ کہ شگوفہ سے پھل پیدا ہوتا ہے۔

(۲۰) ۔پھل درخت کے تنے میں پوشیدہ ہوتا ہے لیکن شاخ پر آکر ظاہر ہوتا ہے۔ اب آپ تو تنہ ہیں اور میں تنے کی شاخ اور خدائی حکم اسکا پھل ہے۔ پہلا مصرعہ اس طرح چاہیئے ؎
ثمر نہفتہ باصل است و آشکار ز فرع الخ

(۲۱)۔ اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ اپنی حکایت مجھ سے سنیں۔ تو میرے حق نما آئینے میں دیکھئے۔ شعر نمبر ۱۷ والے مضمون سے متعلق ہے۔

(۲۲) میرا آئینے جیسا دل آپ کی ذات کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے آپکی حکایات اس سے ادھوری رہ جائینگی۔ یعنی آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے۔

(۲۳) لے سردار میں تمام فرشتے اور کل زمین و آسمان کے رہنے والے۔ آپ ہی کی ذات کا مظہر ہیں۔ حدیث میں ہے لَوْ لَاکَ لَمَا خلقت الْاَفْلَاکَ یعنی اے رسول اگر تو نہ ہوتا۔ تو دنیا پیدا نہ ہوتی۔ آپ ہی کے طفیل سے افلاک وغیرہ پیدا کئے گئے۔

(۲۴)۔ خواہ چھوٹے بڑے ہزار آئینے رکھے ہوں۔ ان ہزار آئینوں میں ایک ہی تصویر ہزار قسم کی دکھائی دیگی۔ یعنی اگر ایک شیش محل میں چلے جائیں تو ایک آدمی کی ہزار ہا تصاویر مختلف رنگوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح دنیا کی مخلوقات سب آپ ہی کا ظہور ہے۔

(۲۵)۔ وہ ایک صورت ہی عین ہزار دکھائی دیتی ہے۔ اگرچہ حقیقت میں ہزار نہیں ہوتی۔ البتہ ظہور میں مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اصلیت میں متفق ہیں۔

(۲۶)۔ ایک ہی ساقی ہوتا ہے اور ہر لحظہ ایک نئی مجلس میں ہوتا ہے۔ ایک ہی معشوق ہوتا ہے۔ اور ہر لحظہ ایک نئے زیور میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

(۲۷)۔ **معبر**۔ جائے عبور۔ گذرنے کی جگہ۔ راستہ۔ **براق**۔ وہ سواری جس پر حضرت محمدؐ سوار ہوکر معراج کو تشریف لے گئے تھے۔

ترجمہ۔ اب مجھے بات کرنے کی مجال نہیں۔ آپ براق پر سوار ہوں۔ کیونکہ آپ کے انتظار میں بہت سی آنکھیں راہ تک رہی ہیں۔

(۲۸) **پیک وحی**۔ جبرائیل علیہ السلام۔ **بیت المقدس**۔ شام میں ایک مسجد ہے۔ جس کی بنیاد حضرت داؤد علیہ السلام نے رکھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے اتمام تک پہنچایا۔ اکثر انبیاء علی نبینا و علیہم الصلواۃ والسلام کا قبلہ بھی رہا ہے۔ لیکن یہاں مراد مسجد الحرام سے ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے اور جسے مسجد نبوی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے

شعر میں مسجد اقصےٰ سے مراد مذکورہ بیت المقدس ہے۔

ترجمہ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی طرح براق پر سوار ہو گئے اور پہلے آپ جبریل علیہ السلام کی طرح بیت المقدس پر سے گذرے۔

مسجد اقصیٰ بیت المقدس جو شام میں ہے جس کا پہلے شعر میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۲۹)۔ وہاں سے پھر آپ مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے وہ (جبرئیل علیہ السلام) انبیاء کی روح (رسول اکرم علیہ السلام) کے خدا کی طرف لیجانے کے رہبر ہوئے قرآن شریف میں ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ الخ

ترجمہ۔ پاک ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی۔ وہ خدا سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۳۲۔ (۳۰)۔ آپ نے ہر فرشتے پر آسمان اور ہر ستارے کا مرتبہ بڑھا دیا۔ سرمایہ بخش دیا۔ اور روشنی عطا فرمائی (لف ونشر مرتب ہے)۔

(۳۱ تا ۳۳)۔ **سدرہ**۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ بیرون کا درخت۔ ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے۔ جہاں بیری کا درخت ہے اور جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حد ہے۔ یعنی وہاں تک حضرت جبریل جا سکتے ہیں۔ اسکے آگے مقام لاہوت شروع ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں۔ کہ دنیا کے متعلق تمام کاروبار از ابتداء تا انتہا اس بیری کے پتوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ **خطیر**۔ بزرگ۔ **حریم**۔ چار دیواری۔

ترجمہ۔ راستے میں جبریل علیہ السلام مقام سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے۔ جس طرح کہ نظر کا قاصد عقل کے قاصد سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ تو رسُول اکرمؐ نے ان سے کہا کہ اے قدس کے بزرگ پرندے۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ کو تو نے اپنا جائے قرار بنا لیا (اور میری ہمراہی چھوڑ دی)، تو جبریلؑ نے جواب دیا کہ اے وصال کی چار دیواری کے محرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر یہاں سے ذرا بھی اُوپر اُڑوں تو میرے شہپر جل جائینگے۔ اسی مضمون کو سعدی علیہ الرحمۃ نے ادا فرمایا ہے کہ ؎

اگر من بقدرے فرا تر پرم ۔۔۔ فروغِ تجلے بسوزد پرم

(۳۴)۔ لا سے یہاں لامکان مراد ہے۔ **افسر**۔ تاج۔

ترجمہ۔ آپ ہی ہیں جو لی مع اللہ کے محل میں جگہ رکھتے ہیں (جا سکتے ہیں) اور آپ ہی ہیں جو لامکان کا تاج اپنے سر پر رکھتے (یعنی لامکان میں بھی جانا آپ ہی کا حصہ ہے) حدیث شریف میں ہے کہ لِی مَعَ اللہِ وقت لا یَسعُنِی فیہ ملک مقرب ولا نبیٌ مُرسَلٌ۔ کبھی میں اللہ کے ساتھ ایسے وقت ہوتا ہوں۔ جبکہ کوئی نبی مرسل اور مقرب فرشتہ تک نہیں آ سکتا۔

(۳۵)۔ آپ بادشاہ بنانے والے ہیں۔ اور ہم بادشاہ ہیں۔ آپ بادشاہ ہیں اور ہم غلام آپ آفتاب ہیں اور ہم چاند اور آپ چاند ہیں اور ہم ستارے ہیں۔

(۳۶)۔ آپ بھی اپنی ہستی کو یہیں چھوڑ جائیں۔ اور فنا کی مجلس کا ارادہ کر کے اس دلہ بقا سے درگذر کریں۔

(۳۷)۔ رفرف۔ نام مرکب کا جس پر رسول کریم صلعم شب معراج سوار ہوئے تھے طاق براق

ترجمہ۔ عقل کے براق کو چھوڑ دیں اور عشق کے رفرف پر سوار ہو جائیں۔ کیونکہ عشق کی روشنی کے سامنے عقل کا کوئی نام و نشان بھی نہیں رہ سکتا۔

(۳۸)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم براق کی پیٹھ سے اُتر کر رفرف پر سوار ہو گئے۔ جس طرح کہ ایک پرندہ نیچے کی شاخ سے اوپر کی شاخ پر ہو بیٹھے۔

(۳۹)۔ سدرۃ المنتہیٰ سے پھر آپ ایک ایسے مقام پر چلے گئے جہاں کہ آپ کا جسم جان سے اور جان جسم سے بیگانہ تھا۔

(۴۰)۔ صعود۔ اوپر چڑھنا۔ ہبوط۔ نیچے اُترنا۔

ترجمہ۔ ایسی بلندی پر آپ چڑھ گئے۔ جہاں سے آپ اُترے تھے (یعنی جہاں سے دنیا میں آئے تھے) اور ایسے ملک کی طرف رجوع ہوئے جہاں سے سفر کر کے آئے تھے۔

(۴۱)۔ سدرۃ المنتہیٰ سے آپ سو حصّے (بہت زیادہ) اوپر چلے گئے۔ اِس لئے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جا کر لامکان کے گریبان سے سر نکالیں۔

(۴۲)۔ نقطۂ امر۔ (جو چیز کہ خداوند تعالیٰ سے بغیر سبب کے پائی جائے اور اسکا اطلاق مقابل میں ملکوت کے ہوتا ہے) دو کمان کے دائروں نے حکم ربّی کے ملنے کی جگہ پر خط پرکار کی طرح دونوں طرف سے اپنا سر بڑھایا۔ یعنی آپ خدا سے اس قدر قریب ہو گئے جس طرح کمان کے دو دائرے ایک دوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے

کرُ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔ پھر قریب ہُوا اور اُتر آیا۔ پس دو کمان یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوگیا۔ دوسرے مصرعہ میں پرگنا پرگار کا مخفف ہے۔

(۴۴)۔ آپ ایسے عالم میں چلے گئے جہاں کوئی اسم ورسم نہ تھا۔ اور ایسی مجلس میں چلے گئے جہاں خواب اور خوراک کی کوئی حاجت نہ تھی۔

(۴۴)۔ عاشق ومعشوق کا وجود متحد ہوگیا۔ جس طرح کہ آنکھ کی روشنی کا اتحاد بینائی کی ذات سے ہوتا ہے۔

(۴۵)۔ سوفسطائی۔ ایک فرقہ کا نام ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ خدا انسان کے جسم میں آجاتا ہے۔ اتحاد حلولی ہے کہ خدا انسان کے جسم میں نفوذ کر جائے۔ ہدر۔ باطل۔

ترجمہ۔ آپ کا خدا سے جو اتحاد تھا وہ اتحاد حلولی نہیں تھا جو سوفسطا کی رائے ہے۔ اور جو عقل مند آدمیوں کے نزدیک فضول۔ بکواس اور باطل ہے۔

(۴۶)۔ ایسے وجود کا کہ جبکی ہستی وصف علاوہ ہستی موصوف کے کوئی اور چیز نہیں ہے یعنی صفات خدا عین ذات خدا ہیں۔

(۴۷)۔ ہستیٔ موصوف اور وصف میں فقط اِتنا ہی فرق ہے۔ کہ وجود کے لحاظ سے متفق ہیں۔ اور فکر کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۴۸)۔ اصل اور حقیقت اور فرع ومجاز ایک ہی چیز ہے۔ عین اور ہویت اور تیغ اور جوہر ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ اسی طرح آپکی ذات اور خدا کی ذات ایک ہی ہے۔

صد ۳۴ (۴۹)۔ کمال اور نقصان نے ایک ہی مقام سے ظہور کیا اور واجب الوجود اور ممکن الوجود نے ایک ہی گریبان سے سر نکالا یعنی آپ خدا سے ملاقی ہوئے۔

(۵۰)۔ سونے اور چاندی کے ٹکڑے ایک ہی خزانہ میں مل گئے اور سورج اور چاند کی چمک ایک ہی کھڑکی سے ظاہر ہوئی۔

(۵۱)۔ ناظر ومنظور ایک ہی تکیہ پر ہو بیٹھے۔ اور عاشق ومعشوق ایک ہی بستر پر سو گئے۔

(۵۲)۔ دو آفتاب ایک ہی مطلع سے چمکے اور دو چاند ایک ہی مشرق سے درخشندہ ہوئے۔

(۵۳)۔ دو بادشاہ ایک ہی تخت پر متمکن ہوئے اور دو معشوق ایک ہی چادر میں چھپ گئے۔

(۵۴)۔ میں نے سُنا ہے کہ اس رات رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کے پیچھے سے حضرت علی علیہ السّلام کی آواز سُنی۔

(۵۵)۔اور دوسری بات یہ کہ وہاں سے واپس آتے وقت آپ پر ایک تیز دانتوں والے اور اژدہا کو پھاڑنے والے شیر نے حملہ کر دیا یہ روایت محض فضول ہے۔کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔خوش عقیدہ لوگوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔جن سے سوائے اسلام کی بدنامی کے کوئی فائدہ نہیں۔نعوذ باللہ(اقبال)۔

(۵۶)۔شیر کے حلق میں سلیمان (یعنی آپ) نے انگوٹھی دیدی۔اور وہاں سے آنے کے بعد حضرت علی کو یہ بات بتائی۔

(۵۷)۔خاتم المرسلین کی اس گفتگو سے حیدر کرار (حضرت علی) نے اپنی لعل کی انگوٹھی (دہن مبارک) سے بہت شکر گزائی (یعنی حضرت علی ہنسنے لگے)۔

(۵۸و۵۹)کرّار۔بار بار حملہ کرنے والا حضرت علی کا لقب ہے۔**بشیر**۔خوشخبری دینے والا۔رسول اکرم کا لقب ہے۔

ترجمہ۔جان بخش تبسّم کے بعد حضرت علی نے وہ انگوٹھی کہ آسمان بھی انگوٹھی کے دائرے کی طرح اسکی شرم سے دائرہ کی صورت میں ہو جائے (جھک جائے) اپنی جیب کی کان سے نکالی اور موتی کی طرح خاتم المرسلین۔لوگوں کو خوشخبری دینے والے رسول پر نثار کر دی۔

(۶۰)۔میں علی علیہ السلام کی تعریف سے اپنی زبان بند کر لیتا ہوں۔اس خوف سے کہ مسلمان مجھے کافر نہ کہنے لگیں (یعنی میں انکی تعریف کرتے کرتے اپنی زبان سے کوئی کفر کا کلمہ نہ کہہ بیٹھوں)۔

(۶۱)۔میں آل رسول کا مداح ہوں۔اور میرا حاسد گدھا ہے۔اگر وہ ہزار ناز نخرے بھی کرے تو اُسے نہ خرید۔(اسکی کوئی قدر نہ کر)۔

(۶۲)۔**فسار**۔باگ ڈور۔**چنبر**۔دائرہ۔طوق۔**چدار**۔وہ رسی جس سے گدھے۔یا گھوڑے کی دو ٹانگیں باندھی جاتی ہیں۔

ترجمہ۔مجھے گدھوں کی دشمنی کا کوئی ڈر نہیں۔کیونکہ گدھے کا علاج تو باگ ڈور دو طوق اور ایک رسی ہے۔

(۶۳)۔اس دلکش صحیفے پر میں نے فارسی نظم کی بجائے اپنے قلم کی نوک سے نقدی اور موتی گرائے ہیں۔

(۶۴)۔میں نے اپنے یاجوج جیسی طبیعت رکھنے والے دشمن کے سامنے اس عمدہ قصیدہ سے سکندر کی دیوار بنادی ہے۔

(۶۵)۔ **چگامر**۔ قصیدہ۔ **نغز**۔ عمدہ ؛

ترجمہ۔ اگر یہ میرا عمدہ قصیدہ بادشاہ قبول کرلے۔ تو میں اسے سونے کے کاغذ پر چاندی کے پانی سے لکھوں ؛

(۶۶)۔ اگر میرے حاسد کو پسند نہ آئے تو نہ سہی۔ اس میں شاعر اور شعر کا تو کوئی گناہ نہیں ؛

(۶۷)۔ بلکہ اسکی اکھڑ طبیعت اور کج فطرتی کا گناہ ہے کہ معانی کی خوبی اُسے نظر نہیں آتی ؛

۳۵۔ (۶۸)۔ اس خدا کی قسم جو بادبہار کی کوشش سے ٹھوس پتھر سے سُرخ لال اگاتا ہے ؛

(۶۹)۔ اس زبردست خدا کی قسم جو ابر نیسان کے پستان سے دایہ کی طرح پھُول کے بچّے کے حلق میں دودھ ٹپکاتا ہے ؛

(۷۰)۔ **فلک**۔ کشتی ؛

ترجمہ۔ اور اس خدا کی قسم کہ جس کے اوصاف سے آسمان کی کشتی بغیر بادبان کے چلتی ہے اور زمین کی کشتی بغیر لنگر کے کھڑی ہے ؛

(۷۱)۔ بادشاہ کی جان کی قسم۔ کون بادشاہ ہ کہ جسکے ایک جسم میں خدا نے دو نوجہان پیدا کئے ہیں (دونو جہان کی خوبیاں اس میں ہیں) ؛

(۷۲ و ۷۳)۔ **خدیو**۔ آقا۔ مالک۔ بادشاہ۔ **پیرایہ**۔ آرائش ؛

ترجمہ۔ کہ اگر جہان کا بادشاہ اس قصیدہ پر جو ہنر کی دلہن کی آرائش ہے۔ توجہ نہ کریگا۔ تو پھر میں اپنے قلم سے دیوان میں شعر نہیں لکھا کرونگا۔ اور اپنے قلم سے کاغذ پر ہرگز شعر نہیں لکھونگا ؛

(۷۴ و ۷۵)۔ **خواجہ تاش**۔ ایک مالک کے دو غلام ہوں تو ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے کے لئے خواجہ تاش ہوتا ہے۔ سعدی ؎

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم　　　بندۂ بارگاہِ سلطانیم

محامد۔ حمد۔ **ہجا**۔ ہجو۔ بُرا کہنا۔ **رہی**۔ غلام۔ نوکر۔ مرہون منت ؛

ترجمہ۔ میں نے سُنا ہے کہ چند ایک غلاموں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ بندہ نے آپ کی ہجو پر کمر باندھ رکھی ہے۔ میں اس بات کا انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ تیری تعریف میں میری ناقص مدح تمام ہجو ہی معلوم ہوتی ہے ؛

(۷۶)۔ جو مدح ممدوح کے لئے زیبا نہ ہو۔ میرے مذہب میں سینکڑوں ہجوں سے

بھی بڑی اور بد تر ہے ۔

(۷۷)۔ کر۔ بہرا آدمی ۔ مزمر ۔ بربط ۔ بانسری ۔

ترجمہ ۔ اندھا آدمی خورشید کے چشمہ کی کس طرح تعریف کر سکتا ہے ۔ اور بہرا آدمی بانسری کے نالوں کے اوصاف کیسے سُن سکتا ہے ۔

(۷۸ تا ۸۰)۔ راح شراب ۔

ترجمہ ۔ جب تک جسم کو روح سے گریز نہ ہو ۔ اور ہمیشہ جب تک مست آدمی کو شراب سے نجات نہ ہو ۔ تب تک دنیا کے دل میں تیرا حکم اس طرح رہے جس طرح جسم میں روح ہوتی ہے اور جہان کے جسم میں تیرا فرمان اس طرح رہے جس طرح پیالہ میں شراب ہوتی ہے ۔ تیری خدمت کی خواہش روح کی طرح خوشی بخشنے والی اور تیری درگاہ کا شکر یہ شراب کی طرح غم دُور کرنے والا رہے ۔

قصیدہ ۱۱

فردوس میں تکیہ لگانیوالی امیرزادی فاطمہ سلطان امیر دیوان کی لڑکی کا مرثیہ

(۱)۔ ہر موسم بہار میں زمین سے پھول اُگا کرینگے لیکن یہ ایک ایسا پھُول چلا گیا ہے کہ اب وہ سو بہاروں میں بھی نہیں آئیگا ۔

۳۶ ۔ (۲)۔ یہ ایک ایسا پھُول گیا ہے کہ آج سے لیکر قیامت کے دن تک اُسی کا گُل آب ہماری تر آنکھوں سے جاری رہیگا ۔

(۳)۔ یہ ایسا پھُول گیا ہے کہ باوجودیکہ ابھی غنچہ ہی تھا اپنے دونوں غنچوں (لبوں) سے ہر ایک کو ہزار شکر کے بورے دیا کرتا تھا (بڑا شیریں زبان اور میٹھی باتیں کرنیوالا بچہ تھا) ۔

(۴)۔ یہ ایک ایسا پھُول گیا ہے کہ چین کی کستوری کے دو سنبل (زلفیں) رکھتا تھا اور ان دو سنبلوں کے نیچے دو سرخ گُل لالہ (رخسار) چھپائے ہوئے تھا ۔

(۵)۔ او ہو وہ کون تھا ؟ کہاں آیا تھا ۔ کیا اس نے باتیں کی تھیں اور کہاں چلا گیا ۔ کہ جتنا میں دیکھتا ہوں ان چاروں باتوں کا پتہ نہیں چلتا ۔

(۶)۔ وہ کیا شمع تھی کہ بغیر روشن ہوئے بجھ گئی اور کیا شعلہ تھا کہ بغیر بلند ہوئے بیٹھ گیا ۔

(۷)۔ وہ کیوں صبح کے ستارے کی طرح بغیر نکلے ہی غروب ہو گیا۔ اور صبح صادق کی طرح ابھی آیا بھی نہیں تھا۔ وہ کیوں رخصت ہو گیا۔

(۸)۔ زمین کی سیپی سے ایک ایسا موتی باہر گر پڑا جسکی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں کی سیپیاں موتیوں سے پُر ہو رہی ہیں (آنسو برسا رہی ہیں)۔

(۹)۔ بزرگی کے آسمان سے ایک ایسا ستارہ (ٹوٹ کر) گر پڑا۔ کہ اس ستارہ کی وجہ سے خلقت کی جان چنگاریوں سے پُر ہو رہی ہے۔

(۱۰)۔ وہ اپنے حسن کی خوبیوں میں سُورج اور چاند کی تصویر تھی۔ جب وہ مر گئی۔ تو گویا سُورج اور چاند مر گئے۔

(۱۱)۔ اپنی خوش کلامی اور گفتگو میں عقل و ہنر کا دارومدار تھی۔ جب وہ مر گئی تو گویا عقل و ہنر مر گئے۔

(۱۲)۔ موت کے تھپڑوں سے اس کا چہرہ نیلا ہو گیا۔ اور یہ تعجب ہے کہ پھول بنفشہ بن جائے یا گل لالہ نیلوفر ہو جائے۔

(۱۳)۔ اس نے زندگی میں اپنے حسن اور مرنے کے وقت غم سے، دو حالتوں ہی میں جہان کو تہ و بالا کر دیا۔

(۱۴)۔ میرا خیال ہے کہ خدا نے جہان پر یہ ایک عذاب نازل کیا ہے کیونکہ اس کی جدائی ہزاروں عذابوں سے بدتر ہے۔

(۱۵)۔ اس کے چہرے نے جہان پر ایک بہشت کا دروازہ کھول رکھا تھا۔ جب اس کا چہرہ چھپ گیا تو گویا وہ دروازہ بند ہو گیا۔

(۱۶)۔ اس نے بہشت میں جا آرام کیا۔ اور اپنے خصائل سے بہشت کے باغ میں ایک اور بہشت کا اضافہ کر دیا۔

(۱۷)۔ یہ نہ کہو کہ بہشت کی وجہ سے اسکے حسن کا زیور بڑھ جائیگا۔ بلکہ یوں کہو کہ وہ اپنے چہرے سے بہشت کی آرائش کو دوبالا کر دے گی۔

(۱۸)۔ یہ کیا خبر تھی اور یہ قاصد کہاں سے آ گیا۔ کاش وہ نہ آتا اور یہ خبر نہ دیتا۔

۳۷۔ (۱۹ تا ۲۱) معاذ اللہ یہ خبر ٹھیک نہیں ہو گی۔ میں حیران ہوں کہ یہ میں کس طرح مان لوں۔ شگفتہ پھول ایکدم کس طرح شاخ سے گر پڑا۔ اور چودھویں کا چاند ایک دم کس طرح نظر سے گم ہو گیا۔ تازہ بہار ایک منٹ میں کس طرح خزاں بن گئی۔ اور ایک ہوا کے جھونکے

سے پھلدار درخت کے تمام پھل کس طرح گر پڑے ۔

(۲۲)۔ کیا تم نے کبھی یہ سُنا ہے کہ گل لالہ بغیر کھلے ہی پژمردہ ہو جائے۔ اور کیا یہ سنا ہے کہ نرگس بغیر آگے ہی مرجھا جائے ۔

(۲۳)۔ اے امیرزادی ہم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگ تیرے غلام ہیں۔ تجھے کس نے کہا کہ بغیر نوکروں کے سفر کرے ۔

(۲۴)۔ تو کہ تیری سخاوت کا نفع مور و مار تک پہنچا تھا ہمارے سر پر خاک پڑے ہائے افسوس کہ ہم نے تجھے مور و مار کے سپرد کر دیا ۔

(۲۵)۔ تو کہ تیری بخشش سے دشمن و دوست خوش تھے۔ ہماری دوستی دیکھ کہ ہم نے دشمن کی طرح تجھے اپنے ہاتھ سے کھو دیا ۔

(۲۶)۔ اگر تیرے جانے سے پہلے گئے ہوئے (مرے ہوئے) خوش ہیں تو کیا فائدہ کہ تیرے پس ماندگاں کے جگر میں داغ پڑ گئے ہیں ۔

(۲۷ تا ۲۹)۔ باپ ابھی اسی فکر میں تھا کہ اس ملک سے تجھے ہزار تحفے شوق سے بھیجے تجھے کس نے کہا کہ درخت کی لکڑی سے تو اپنا تعویذ بنا۔ اور تجھے کس نے کہا۔ کہ راستے کی خاک سے اپنا تاج بنا ۔

(۳۰ و ۳۱)۔ باپ ابھی دشمنوں کے برخلاف تیرا بستر چاندی اور تیرا تکیہ سونے کا بنانا چاہتا تھا۔ لیکن تجھے کس نے کہا کہ قبر کی تختی کا تکیہ اور قبر کی خاک کا بستر بنا لے ۔

(۳۲)۔ باپ نے ابھی تیرے لئے طوق اور پٹکا نہیں بنایا تھا۔ کہ موت کا ہاتھ تیرا طوق اور قبر کا طاق تیرا پٹکا بن گیا۔ پہلے طوق کے بعد واؤ چاہیئے ۔

(۳۳)۔ بجائے اسکے کہ تو رعب داب کے تخت پر بیٹھے۔ افسوس ہے کہ تیرا جسم تختے پر پڑا ہوا ہے ۔

(۳۴)۔ بر۔ جسم۔ حریر۔ ریشم۔ بُرد۔ چادر ۔

ترجمہ۔ بجائے اسکے کہ تیرے جسم پر ریشمی لباس پہنائیں۔ افسوس ہے کہ تیرے جسم کو چادر کا کفن پہنایا گیا ۔

(۳۵) بجائے اسکے کہ تو اپنا سر زریں تکیہ پر رکھے۔ افسوس ہے کہ لحد کی اینٹوں پر تو سر رکھے ہوئے ہے ۔

(۳۶)۔ افسوس ہے کہ تیری ان زلفوں پر جو خود عنبر جیسی خوشبو رکھتی تھیں مردوں کا کافور چھڑکا گیا ہے ۔

(۳۷)۔ اے عرش کے کبوتر اگر تو پنجرے سے آشیانے کی طرف اڑ گیا ہے۔ تو رنج سے مت رو۔ (یعنی دنیا تیرے لئے ایک پنجرہ ہی تھا)۔

(۳۸)۔ خدا تجھے رسول اکرم کی گود میں جگہ دے۔ کیونکہ چاہے مرزا بنی خاں تمہارے باپ ہوں چاہے نبی علیہ السلام بات ایک ہے ۔

(۳۹)۔ اگر تو اپنے باپ کی گود سے علیحدہ ہو گئی ہے تو غم نہ کر۔ کیونکہ تیری جگہ بہرحال رسول اکرم کی گود ہے ۔

۳۸۔ (۴۰ تا ۴۲)۔ اے بزرگوار امیر تو نے خدا کے بندوں کو بغیر مانگنے کے بہت دفعہ ہزاروں خزانے اور موتی دئے ہیں۔ اگر خدا نے تجھ سے ایک گوہر لے لیا ہے تو رنجیدہ نہ ہو۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ دانشور حکیم (خدا) تجھ سے رنجیدہ ہو جائے۔ کہ جب تو نے ایک گوہر جو خدا نے تجھ سے لینا چاہا نہ دیا۔ تو تو اپنے غلاموں کو کیوں کر بغیر مانگے بے حساب گوہر دے دیتا ہے ۔

(۴۳)۔ اور دوسرے تو یہ بھی جانتا ہے۔ کہ خدا ہر ایک پر ماں سے بھی ہزار درجہ بڑھ کر مہربان ہے ۔

(۴۴)۔ اگر ہم حوادث کی ہزار مائیں گن لیں۔ تو ہم تمام اسی خدا سے صادر ہونے والے ہیں۔ اور وہ خالق ہے ۔

(۴۵)۔ لیکن قضا و قدر کا حکم یہی ہے۔ کہ زمانے میں ہم رنج و غم کے سوا کچھ نہ دیکھیں ۔

(۴۶)۔ ہماری راحت کو غم پر ہی رکھا گیا ہے۔ لیکن ہم غافل ہیں اور ہمارا عیش موت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ہمیں کوئی پتہ نہیں ۔

(۴۷)۔ کبھی ہم یہ طعنہ دیتے ہیں کہ منصف خدا کیوں ہم پر ظلم کرتا ہے اور کبھی یہ شکایت کرتے ہیں کہ نیکی پیدا کرنے والا خدا ہمیں تکلیف کیوں دیتا ہے ۔

(۴۸ تا ۵۲)۔ **شریان**۔ رگِ جندہ۔ **فصاد**۔ فصد کھولنے والا۔ **زخمہ**۔ مضراب جسے انگلی پر چڑھا کر سارنگی یا ستار بجاتے ہیں۔ **خنیاگر**۔ رقاص۔ ناچنے والا۔ ناچا۔

ترجمہ۔ اگرچہ خدا نے ہماری عقل کے امتحان کے لئے آدمی کے وجود ہی میں

سینکڑوں مثالیں رکھ دی ہیں (لیکن یہ ایک بین مثال ہے) کہ کیا علاج کے وقت طبیب کی کڑوی دوائی طبعی طور پر ہمارے حلق میں شکر کا مزا نہیں دیتی؟ اور کیا رگ شریان جو ہمارے جسم کا رشتہ (اس سے مضبوط) ہے۔ اس میں ہم فصد کھولنے والے کو مزدوری دے کر نشتر نہیں لگواتے؟ شراب سے کڑوی کوئی چیز نہیں ہوتی جسے ہم بڑے ذوق شوق سے پی جاتے ہیں۔ تاکہ اسکی تلخی طبیعت میں مٹھاس کا پھل لائے۔ ہم سارنگی کی نیچے اونچے سُروں سے کہاں رقص میں آسکتے ہیں۔ اگر اس پر رقاص (قوال) مضراب نہ لگائے۔

(۵۳)۔ لیکن چونکہ مسرتِ اُخروی ہماری آنکھوں سے نہاں ہے۔ اس لئے ہم موت کی خاصیت نہیں جانتے اور اس سے ڈرتے ہیں۔

(۵۴)۔ ہم دنیا کے فانی عیش پر خوش ہیں۔ اور اس بات سے غافل ہیں کہ اس کا فائدہ درحقیقت غم اور اس کا نفع نقصان ہے۔

(۵۵)۔ لکڑی کے گھوڑے پر بچہ بیٹھا ہوتا ہے اُسے کیا علم کہ تخت سلیمان اور رستم بن زال کا گھوڑا کیا ہوتا ہے (زال کا دوسرا نام ہے)۔

(۵۶)۔ گاؤں کا نمبردار جب مزارع کو حکم دیتا ہے۔ اُسے کیا علم کہ خاقانِ چین کیا ہوتا ہے اور قیصر روم کس بلا کا نام ہے۔

(۵۷)۔ عرب جنگل کے تلخ پانی ہی سے وجد میں آجاتا ہے۔ اُسے کیا خبر تسنیم وکوثر کیا چیز ہے۔ (تسنیم وکوثر بہشت کی دو نہریں ہیں)۔

(۵۸)۔ جب مکڑی مکھی کو پکڑ لیتی ہے۔ تو یہ خیال کرتی ہے کہ ایک بڑے بھاری اژدہے کو گویا وہ جال میں کھینچ رہی ہے۔

۳۹ (۵۹)۔ جب بلی چوہوں پر حملہ کرتی ہے۔ تو یہ خیال کرتی ہے کہ گویا سکندر (یعنی خود وہ) نے دارا کے قلب لشکر کو چیر ڈالا ہے۔

(۶۰)۔ سیپ کے کیڑے سامنے اگر کوئی ہاتھی کی کہانی بیان کرے۔ تو وہ بڑا پیچ و تاب کھائیگا اور تمام افسانہ ہی خیال کریگا۔

(۶۱)۔ مکھی اُڑتی ہے تو سیمرغ کو بھی خاطر میں نہیں لاتی۔ گھوڑا دوڑتا ہے تو بادِ صرصر اس کے وہم میں بھی نہیں آتی۔

(۶۱) حبشی جنش میں یہ خیال کرتا ہے کہ اسکا چہرہ خوبصورتی اور زیبائش میں قیصر روم سے خراج تحسین حاصل کرتا ہے ٭

(۶۲) ۔لیکن اگر وہ کہیں سیر کرتے کرتے روم میں چلا جائے۔ تو شرم کے مارے اپنے سر پر چادر ڈال لیگا اسی طرح ہم لوگ دنیوی لذات پر فریفتہ ہیں اور لذائذ اخروی کا ہمیں کوئی علم نہیں ٭

(۶۴) ۔اس بات کے اشتیاق کی ان ہی بزرگوں کو خبر ہوتی ہے جو مصائب کے تیروں کے سامنے اپنے دل و جان کو ڈھال بنا دیتے ہیں ٭

(۶۵) ۔بلا کے معنی عربی میں امتحان (آزمائش) کے ہیں جسکا مطلب یہ ہے ۔کہ خدا اپنے بندے کو بلا میں مبتلا کر کے آزمائش کرتا ہے ٭

(۶۶) ۔جس کے ساتھ بڑی محبت ہو اسکی آزمائش بھی بڑی ہی ہوتی ہے ۔ شان کے مطابق جھنڈا ہوتا ہے اور جسم کے مطابق کپڑا ہوتا ہے ٭

(۶۷) حضرت امام حسین اور حضرت علی کو شہید ہوئے ہزار سال سے زیادہ ہو گئے لیکن ابھی تک ان کا نام منبر پر لیا جاتا ہے ٭

(۶۸) ۔خدا ہر حالت میں خلقت سے پاک ہے۔ لیکن نہایت مہربانی سے خلقت کی رہنمائی کرتا ہے ٭

(۶۹) ۔اگر ایمان اور کفر فائدہ دیتا ہے تو ہمارے ہی لئے ہے۔ خداوند کریم کو کیا کہ ہم مومن ہیں یا کافر ہیں ٭

(۷۰) ۔اگر بہشت اور دوزخ میں فرق ہے تو ہمارے ہی لئے ہے۔ خدا کے نزدیک بہشت اور دوزخ میں کیا فرق ہے ٭

(۷۱) ۔ستارہ چمکتا ہے۔ مگر پاک و پلید اسکے لئے ایک ہی ہیں۔ بارش برستی ہے مگر اس کے نزدیک کانٹا اور درخت برابر ہیں ٭

(۷۲) ۔اگر تیرا مقصد خدا کو خوش کرنا ہے تو اپنی مراد نہ مانگ۔ بلکہ دوست کی رضامندی طلب کر اور اپنی رضامندی چھوڑ دے ٭

(۷۳) ۔اے امیر مجھ سے ایک دانائی کی بات اور سن۔ اگر تیرے ہاتھ سے ایک گوہر چلا گیا ہے تو رنج نہ کر ٭

(۷۴ و ۷۵)۔ تو اپنا مال اپنے ہر ایک نوکر کے سپرد کردیتا ہے اس بہانے سے کہ نوکر امین ہوتا ہے۔ پھر ایسا خدا جسے تو بندوں کا پیدا کرنے والا سمجھتا ہے۔ کیا وہ تیرے مال کی حفاظت میں ایک نوکر سے بھی کم ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ یعنی تو یہی سمجھ کہ یہ گوہر تو نے خدا کے پاس امانت رکھا ہے۔

(۷۶)۔ تو آج قاآنی کی یہ تھوڑی سی نصیحت سن لے کیونکہ کل وہ قیامت کے میدان میں تیرے کام آئیگی۔

قصیدہ ۱۲

مصوّر اور تصویر کی تعریف میں

۷۰ (۱)۔ اس مصور کے جادو بھرے موقلم پر آفرین ہے۔ کہ اپنے فن کی مہارت سے اس نے اس تصویر میں کیسی کیسی باریکیاں نقش کردی ہیں۔

(۲)۔ **تمثال**۔ تصویر۔ **شوی**۔ شوہر۔ خاوند۔ **زال**۔ بوڑھی عورت۔

ترجمہ۔ اگر تو سچ پوچھے تو اس نے ملک کی دلہن اور بخت کے خاوند اور زمانے کی بڑھیا کی تصاویر میں سے یہ تصویر بنائی ہے۔

(۳)۔ ایک طرف سے تو ایسی دلہن معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص اسکی صورت دیکھ لے بے اختیار عاشق ہو جاتا ہے۔

(۴)۔ اسکے جسم سے نزاکت اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرح ریشم سے نرمی اور اسکے چہرے میں لطافت اس طرح پنہاں ہے جس طرح شرارے میں گرمی (دوسرے مصرعہ میں اذکی ہجائے درچاہیئے)۔

(۵) **خیزران**۔ بید کی چھڑی۔ **ضمیران**۔ ریحان۔ **سیما**۔ پیشانی۔

ترجمہ۔ چھڑی کا سا قد۔ ارغوان سے رخسار ہے۔ ریحان کی سی خوشبو اور کستوری کے سے بال ہیں۔ چاند کی سی پیشانی سرو کا سا قد۔ چاند کی سی شکل اور پھول جیسے رخسار ہیں۔

(۶)۔ اسکی آنکھیں نرگس کی آنکھ کی طرح بغیر سرمہ کے ہی دلفریب ہیں اور اس کی زلفیں سنبل کی زلفوں کی طرح بغیر کنگھی کے ہی تابدار ہیں۔

(۷)۔ بغیر عبارت کے راز بیان کرنے والی بغیر اشارے کے راز جو ہے۔ بغیر گفتگو

کے دلفریب اور بغیر تبسم کے جان کو شکار کرنے والی ہے ۔

(۸)۔ بغیر قوالی کے وہ وجد سے ایسی حالت میں ہے جیسے شمشاد بادنسیم سے اور بغیر شراب کے سرور کے رقص سے اس طرح ہلتی ہے جیسے پھول شاخ پر ہلتا ہے ۔

(۹)۔ آسمان میں جو فریب ہے اُسی کی زلفوں سے لیکر امانت کے طور پر رکھا ہے اور مستی میں جو خمار پایا جاتا ہے اُسی کی آنکھوں سے لیکر امانت رکھا ہُوا ہے ۔

(۱۰)۔ اسکی آنکھوں میں گروہ در گروہ فتنے سوئے ہُوئے ہیں اور اسکی زلفوں میں قطار در قطار خالص عنبر ہے ۔

(۱۱)۔ لطافت اور خوبی اسکے قد کے درخت کا پھل ہے۔ ناز اور خوبی اسکے جسم کے ریشم کا تانا بانا ہے ۔

(۱۲)۔ اسکی آنکھوں سے اس طرح جادو نکلتے ہیں جس طرح جنون میں وسواس اور اس کے رخسار سے اس طرح تروتازگی پیدا ہوتی ہے جس طرح بہار سے طراوت ۔

(۱۳)۔ بہار میں تو نے باغ کو دیکھا ہی ہوگا کہ درختوں کو پھل لگتا ہے۔ اسکے قد کے درخت کو دیکھ کہ جس کا پھل باغ ہے (یہاں سرو سے مراد محض درخت ہے کیونکہ سرو کو پھل نہیں لگا کرتا) ۔

(۱۴)۔ جو اس میں خوبی پائی جاتی ہے اگر زلیخا میں پائی جاتی تو یوسف علیہ السلام باوجود اسقدر عصمت کے اس سے نہ بھاگتے (نعوذ باللہ) یوسف علیہ السلام کو جب عزیز مصر نے خرید لیا۔ تو اسکی بیوی زلیخا ان پر عاشق ہوگئی اور یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ مگر خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے آپ اس کے مکر و فریب سے محفوظ ہے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي فِي بَيْتِهَا وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ - قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ - إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ :۔

ترجمہ۔ یوسف علیہ السلام جس عورت کے گھر میں رہتے تھے۔ اس نے انہیں پھسلایا۔ اور دروازے بند کر کے کہا میں تجھے کہتی ہوں ادھر آ۔ آپ نے کہا خدا کی پناہ۔ وہ میرا رب مجھے اچھی جگہ رکھنے والا ہے۔ اور وہ ظالموں کو خلاصی نہیں دیتا ۔

(۱۵)۔ **صرع**۔ مرگی ۔

ترجمہ۔ جس طرح مرگی والا آدمی ماہ نو کو دیکھ کر پریشان ہوتا ہے۔ اسی طرح ماہ نواس کے ابرو دیکھ کر مرگی کے بیمار کی طرح پریشان ہوتا ہے ۔

(۱۶)۔ اور اگر دوسری طرف سے اس ۔۔ پر نظر ڈالی جائے تو ایک ایسا خوبصورت لڑکا معلوم ہوتا ہے۔ جس کا جمال دیکھ کر ہوشیار آدمی کا دماغ بھی پریشان ہوجائے ۔

(۱۷)(۱۸)۔ اسکی آنکھ کے فتنے زمانے کے ظلم کی طرح بے حساب ہیں۔ اور اسکی زلفوں کے پیچ آسمان کی گردشوں کی طرح بے شما ہی ہیں ۔

(۱۹)۔ اس کا منہ معشوق کی خوبصورت پنڈلی کی طرح شہوت انگیز ہے اور اسکی زلفیں ۔۔ کی خوشبودار زلفوں کی طرح عنبر سے ملی ہوئی ہیں ۔

(۲۰)۔ (اسکا چہرہ ایسا ہے) کہ اگر ویسا چہرہ کسی مجلس میں حاضر کر دیں۔ تو شمع پروانے کی طرح بے خود ہو کر اپنے آپ کو اس پر گرا دے ۔

(۲۱)۔ **عجوز**۔ بوڑھی عورت۔ زال۔ **نبی الجان**۔ جنوں کے نبی۔ حضرت سلیمان **قفا**۔ گردن کا پچھلا حصہ۔ گدی ۔

ترجمہ۔ اور اگر اُسے پیچھے سے دیکھا جائے تو ایک بدشکل تندمزاج بڑھیا معلوم ہوتی ہے جو شاید سلیمان علیہ السلام سے زمانے میں یادگار رہ گئی ہے۔ دوسرا مصرعہ اس طرح ہے

کز نبی الجان مانده در زمانه یادگار

(۲۲)۔ **چرک**۔ میل کچیل۔ غلاظت۔ سوسمار۔ گوہ ۔

ترجمہ۔ اسکے بال مکڑی کے جالے کی طرح باریک اور غلیظ ہیں۔ اور اس کا منہ گوہ کے چمڑے کی طرح سیاہ اور پرشکن ہے ۔

(۲۳)۔ **چانہ**۔ ٹھوڑی کی ہڈی۔ ٹھوڑی ۔

ترجمہ۔ اس کی ناک اور ٹھوڑی نے شاید دوسرے اعضا سے موٹاپا چرایا ہے کیونکہ یہ دونو موٹے ہیں اور باقی اعضا لاغر ہیں ۔

(۲۴)۔ چونکہ اسکے رخساروں پر بہت سی جھریاں ہیں۔ اس لئے اگر ایک دفعہ دل اس میں پھنس جائے تو قیامت تک نہیں نکل سکتا ۔

(۲۵)۔ اسکی ٹھوڑی اور ناک نے دل تو یہ خیال کریگا کہ ایک دوسرے کی رقابت

میں لڑائی کے لئے گوئے و چوگان بنا رکھا ہے ؛

(۲۶)۔ نجوی ۔مشورہ ۔ زہار۔ شرمگاہ کے بال ؛

ترجمہ۔ چونکہ ان دونوں ٹھوڑی اور ناک نے آگے کو سر جُھکا رکھا ہے۔ اس سے تو خیال کریگا کہ اسکی ناک ٹھوڑی سے اور اسکی ٹھوڑی موئے زہار سے مشورہ کر رہے ہیں

(۲۷)۔ تمام دنیا میں ایسا بدشکل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو سکتا ہے تو بادشاہ کے حاسد کے سوا اور کوئی نہیں ؛

قصیدہ ۱۳

نواب فریدوں مرزا مرحوم کی تعریف میں

(۱)۔ اے نیک شگون اور مقبول نصیبہ والے معشوق۔ اے مجلس کے ستارۂ زہرہ اور اے محفل کے چاند ؛

(۲)۔ توالب ۔ جمع قالب ۔جسم۔ ہیاکل۔ جمع ہیکل۔ طاقتور جسم ؛

ترجمہ۔ باقی معشوق جسم ہیں اور تو دل ہے۔ دوسرے معشوق محض ڈھانچے ہیں اور تو ان کی روح ہے ؛

(۳)۔ شمائل ۔شکل۔ سلاسل ۔ جمع سلسلہ ۔ زنجیر ؛

ترجمہ۔ تیری شکل کے چاند کے اردگرد تیری دونوں زلفیں ایک عنبر کی زنجیر ہیں ؛

(۴)۔ دل تیری زنجیر (میں پھنسنے کے) مشتاق ہیں۔ اور جان تیری شکل مائل ہے ؛

(۵)۔ تیرے عشق کے غم کی نسبت مجھ کو خون پینا (غم کھانا) آسان ہے لیکن تیرے ہاتھ سے میرا جان بچالے جانا مشکل ہے ؛

۴۲ ۔ (۶)۔ تیرا چہرہ سیاہ زلفوں کے نیچے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے دو کوؤں کے نیچے حواصل ہو ؛

(۷)۔ تیری زلفوں کے سنبل کے نیچے تیرا چہرہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے چاند برج سنبلہ میں آگیا ہو۔ (چاند جب برج سنبلہ میں آتا ہے تو اسکی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے) ؛

(۸)۔ میری آنکھیں آسمان ہیں۔ اور تیرا چہرہ سورج ۔ ایسا سورج جس کو کسی قسم کا زوال نہیں آیا ؛

(۹ تا ۱۱) اے آگ کی سی خو اور لوہے کے سے دل والے تیری زلفوں کے سوا جو رخساروں کے پیچھے ہیں میں نے ایسا سفید سورج نہیں دیکھا جسکے پیچھے پیچھے سایہ جا رہا ہو۔ یہ تیری زلفیں ہی ہیں جو کانوں کی لو کے پاس سے چاہِ ذقن کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔

(۱۲)۔ ہاروت و ماروت۔ دو فرشتوں کے نام ہیں۔ جو سزا کے طور پر چاہِ بابل میں لٹکائے گئے ہیں۔

ترجمہ۔ یا یہ نہیں (بلکہ یہ ہے) کہ صبح کے وقت ہاروت فرشتہ چاہ بابل میں اُلٹا لٹکا ہوا ہے۔

(۱۳)۔ تیری دونوں زلفیں منہ پر دائیں بائیں سے ایسی معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے رات اور دن بالمقابل لٹکائے ہوئے ہوں۔

(۱۴)۔ کفّہ۔ پلڑا۔ معادل۔ برابر۔

ترجمہ۔ ترازو کے دو پلڑوں کی طرح ایک دوسرے سے وزن میں برابر ہیں۔ دوسرا مصرعہ اس طرح چاہیئے ؎ در وزن بیک دگر معادل۔

(۱۵)۔ تیرا چہرہ عادل بادشاہ کی رائے کی طرح رات (زلف) میں سے دن نکالتا ہے۔

(۱۶)۔ اساطین۔ ارکینِ سلطنت۔ ذخرہ۔ ذخیرہ۔ اقران و اماثل۔ ہمسر و شریک۔

ترجمہ۔ ارکینِ سلطنت اور اقبال کا فخر۔ اور اپنے ہمسروں کا ذخیرہ ہے۔

(۱۷)۔ بحرِ خضم۔ ناپید اکنار سمندر۔ ابر ہاطل۔ بہت برسنے والا بادل۔

ترجمہ۔ ایسا حاکم کہ اس کا سخی ہاتھ ناپید اکنار سمندر اور بہت برسنے والا بادل ہے۔

(۱۸)۔ دشتِ نزال۔ میدانِ جنگ۔ لیث۔ شیر۔ نوال بخشش غیث وابل بہت برسنے والا بادل۔

ترجمہ۔ میدان جنگ میں وہ غالب شیر ہے۔ اور بخشش کرنے والے ہاتھ سے وہ بہت برسنے والا بادل ہے۔

(۱۹)۔ حمل۔ اُٹھانا۔ نوافل۔ عطیات۔ نواقل۔ اُٹھانے والے۔ حامل۔

ترجمہ۔ ملکوں اسکے عطیات کے اُٹھانے والے عاجز آگئے ہیں۔ اس قدر اُس کے عطیئے گراں ہیں۔

(۲۰ و ۲۱)۔ محافل۔ جمع محفل۔ نافلہ۔ نماز نفل۔ نوافل عطیات بخشش۔

ترجمہ۔ اے وہ شخص کہ تیری مدح مجلسوں کی زینت اور تیری تعریف محفلوں کی آرائش

ہے۔ اگر نماز نفل فرض نہیں تو نوافل (بخشش) تیری سخاوت پر کیسے فرض ہو گئے (تعجب ہے)۔

(۲۲ و ۲۳)۔ **صوت**۔ آ ز۔ **مجلّی**۔ وہ گھوڑا جو گھوڑ دوڑ میں اول نمبر پر رہے **مؤمل**۔ وہ گھوڑا جو آٹھویں نمبر پر رہے۔

ترجمہ۔ تیری سخاوت کی قبولیت کی آواز سائل کی آواز سے اس طرح سبقت لیجاتی ہے۔ جیسے کہ اول رہنے والا گھوڑا آٹھویں نمبر پر رہنے والے گھوڑے سے سبقت لیجاتا ہے۔

(۲۴)۔ **بدیع**۔ عجیب۔ **بداعت**۔ بدیع ہونا۔

ترجمہ۔ تیرے عجیب (عمدہ) الفاظ بدیع ہونے کی وجہ سے۔ قبائل میں ضرب المثل طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

۴۳۔ (۲۵)۔ تیرے عمدہ آثار آدھی رات کے وقت دور ہی سے تیری شکل سے ظاہر ہوتے ہیں۔

(۲۶)۔ تیری چشم بصیرت میں لوگوں کے اجسام ان کے دل کے بھیدوں پر پردہ نہیں ہیں (یعنی تجھ سے کوئی بھید چھپا ہوا نہیں رہتا)۔

(۲۷)۔ جو زمانے میں نقص تھا وہ تیری ہستی کے پرتو سے مکمل ہو گیا۔ یعنی جب تک تو پیدا نہیں ہوا تھا۔ دنیا نامکمل تھی۔ اب مکمل ہو گئی ہے۔

(۲۸)۔ جب دنیا کا ماحصل تو ہی تھا۔ تو تیری بدولت اب جہان کا انتظام بھی ٹھیک ہو گیا۔

(۲۹)۔ ہاں تیرے ہی وجود سے یہ ماہیت موجود ہوئی ہے۔ کسی فاعل کے فعل سے نہیں ہوئی۔

(۳۰)۔ دربار تیرے وجود کے مقابلہ میں ایک خشک لبوں والا اور خاکسار ساحل ہے۔

(۳۱)۔ **دغا**۔ لڑائی۔

ترجمہ۔ تیرا ہاتھ سخاوت میں حیات جاوید ہے۔ اور تیری تلوار لڑائی میں مرگ ناگہان ہے۔

(۳۲)۔ **سیئب**۔ ٹھوڑی **تبنج**۔ کامیاب ہو گیا۔ **امانی**۔ امیدیں **معاقل**۔ پیچیدہ

اور مضبوط قلعے۔

ترجمہ۔ تیری ٹھوڑی (ہلنے سے) امیدوں کو کامیابی حاصل ہوتی ہے اور تیری تلوار سے پیچیدہ اور مضبوط قلعے فتح ہو جاتے ہیں۔

(۳۳ و ۳۴)۔ اگرچہ معدوم ہو جانے کے بعد وجود کا ہونا عقلمند آدمی کے نزدیک ایک محال امر ہے۔ لیکن تیرا حزم اس سے تین درجے بعد بھی اس معدوم شدہ وجود کو کسی شغل میں مشغول کر سکتا ہے۔

(۳۵)۔ **مشاغل**۔ جمع مشعلہ۔ قندیل۔

ترجمہ۔ تیری رائے سیاہ رات میں قندیل سے بھی زیادہ روشن ہے۔

(۳۶)۔ کسی وقت بھی تیرے کام تجھے کسب دانش۔ سے باز نہیں رکھ سکتے یعنی خواہ کیسے ہی مشاغل میں ہو کسب دانش تیرا کام ہے۔

(۳۷)۔ **رجعت قہقری**۔ اُلٹا پھر جانا۔ دوسرے مصرعہ میں "زیں" کی بجائے "زی" چاہیئے۔

ترجمہ۔ تیرے روکنے سے نازل ہونے والی قضا آسمان کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔

(۳۸)۔ **مفاصل**۔ جوڑ۔

ترجمہ۔ تیرے عدل کی وجہ سے جوڑ بدن میں اس طرح پیوستہ ہو گئے ہیں۔ جس طرح گوشت کے ساتھ چمڑا۔ یعنی انسان کے جوڑوں کی پیوستگی تیری عدالت ہی کی وجہ ہے۔

(۳۹ و ۴۰)۔ **وقف**۔ ٹھہرنا۔ قرآن شریف میں بعض آیات کے ختم ہونے پر ذرا ٹھہرنا پڑتا ہے اُسے وقف کہتے ہیں۔ **فواصل**۔ فاصلے۔

ترجمہ۔ اگر وقف میں آیات قرآنی کی تمیز کے لئے فاصلہ کرنا فرض نہ ہوتا تو تیرے عدل کی پیوستگی اس فاصلے کو بھی درمیان سے ہٹا دیتی۔ یعنی چونکہ تیرا عدل سب کو برابر رکھنا چاہتا ہے۔ اگر قرآن شریف میں آیات کے ختم ہونے پر وقف فرض نہ ہوتا تو اس میں بھی تصرف کر کے سب آیات کو برابر کر دیتا۔

(۴۱)۔ مسجّل۔ قبالہ۔ مہر کردہ شدہ۔ مساجل یساجل بروزن مفاعلہ باہم فخر کرنا۔
ترجمہ۔ جو شخص تیرے بخت کے ساتھ جو کوئی مقابل ہوتا ہے تو وہ اپنی نادانی پر مہر لگا لیتا ہے رجسٹری کر دیتا ہے۔ اسکی نادانی ثابت ہو جاتی ہے۔

(۴۲)۔ جہان جسم ہے تو اس میں روح کی حیثیت رکھتا ہے کہ نہ خارج ہے اور نہ ہی داخل۔

(۴۳)۔ تیری ذات کے ساتھ فضائل پیدا ہوئے ہیں۔ جس طرح جان جسم کے ساتھ اور روح بدن کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔

(۴۴)۔ رتیرا ہاتھ۔ دل۔ کلام اور قلم ہی تیری سخاوت کے بہترین وسیلے ہیں۔

(۴۵)۔ آونگ۔ الگنی۔ وہ رسی جس پر کپڑے سکھانے کے لئے لٹکائے جاتے ہیں۔ یہاں صرف اسکے معنے آویختہ ہیں۔ حمائل۔ آویختہ شدہ۔ تیغ کوہ۔ پہاڑ کی چوٹی۔
ترجمہ۔ تیری تلوار تیرے کندھوں پر لٹک رہی ہے یا پہاڑ کی چوٹی سے اژدہا لٹک رہا ہے۔

(۴۶ و ۴۷) نابغہ ذبیانی اور خاطلہ عرب کے دو مشہور خوش بیان شاعر ہیں۔ چامہ۔ غزل۔ قصیدہ۔
ترجمہ۔ تیری نظم کے سامنے نابغہ ذبیانی کا کلام اور تیرے اشعار کے سامنے خاطلہ کی غزلیں تمام کی تمام ناقص اور بیہودہ ہیں اور شروع سے آخر تک مہمل اور فضول ہیں۔

(۴۸)۔ تیرے دل کی وسعت کی مدد سے آدمی اس حائل سمندر کا دورہ کر سکتا ہے۔
ترجمہ۔ تیرے ضمیر کی وسعت کی مدد ہی سے تدویر حامل کا محیط ہے۔ اس صورت میں دوسرے مصرعہ میں حائل کی بجائے حامل چاہیئے۔

(۴۹)۔ تدویر۔ دُور کرنا اور علم ہیئت کی اصطلاح میں وہ چھوٹے آسمان جو ہر ایک آسمان کے اندر ہیں۔ یعنی ہر ایک فلک چند چھوٹے افلاک یعنی چند مدور اشکال سے مرکب ہے جنکے نام یہ ہیں۔ ممثل۔ مائل۔ جوزہر۔ مدیر۔ خارج المرکز۔ حائل۔ تدویر۔ فلک قمر یعنی پہلا آسمان۔ چار اجزا سے مرکب ہے۔ مائل۔ حامل۔ تدویر۔ جوزہر۔ اور جوزہر باقی تین اجزا کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور فلک عطارد یعنی دوسرا آسمان چار اجزا سے مرکب ہے۔ ممثل۔ مدیر۔ حامل۔ تدویر۔ فلک شمس یعنی تیسرا آسمان دو اجزا سے۔ ممثل۔ خارج المرکز۔ فلک زہرہ و مریخ مشتری اور زحل یعنی باقی چاروں آسمان تین افلاک سے مرکب ہیں۔ ممثل۔ حامل۔ تدویر ذیل کے نقشہ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے۔ فتدبر۔

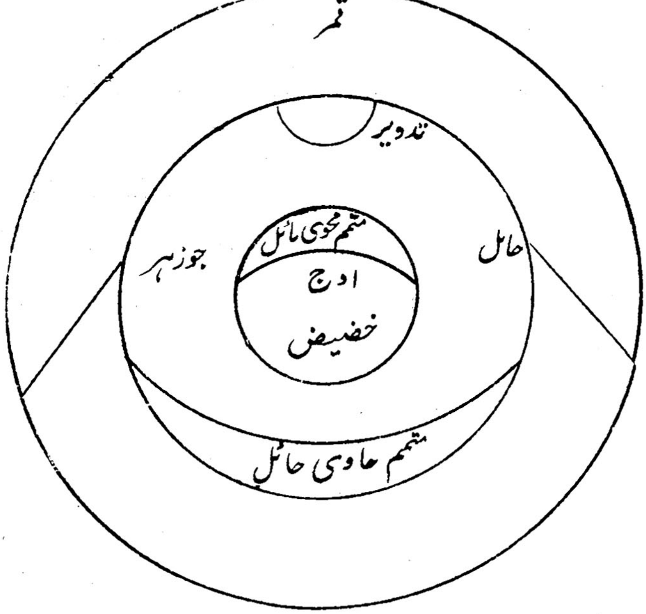

(۴۹)۔ نمبر ۴۹ سے نمبر ۶۰ تک قطعہ بند ہیں۔ مگر میں علیحدہ علیحدہ نمبر دیکر ترجمہ کرتا ہوں۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

ہزاہز۔ گھمسان۔ زلازل۔ جمع زلزلہ۔

ترجمہ۔ جس دن کہ لڑائی کے گھمسان سے زمین و آسمان میں ایک زلزلہ پڑ جاتا ہے۔

(۵۰)۔ نسرین۔ دو گدھ۔ آسمان پر دو شکلیں ہیں اُڑتے ہوئے گدھ کی طرح ایک کا نام نسر طائر ہے جو منطقۃ البروج کے شمال کی جانب ہے۔ چنانچہ احقر کا یہ شعر ہے

ثریا نیز در تحت الثرے گم　　　سمند نسر طائر گشتہ بے سم

دوسرے کا نام نسر واقع جو قطب جنوبی میں واقع ہے۔

ترجمہ۔ تیرے تیر کے عقاب کے ڈر سے آسمان کے نسر طائر اور نسر واقع بسمل ہو جاتے ہیں۔

(۵۱)۔ البیض۔ خود جو لڑائی میں سر پر رکھے جاتی ہے۔ تلوار کو بھی کہتے ہیں مراجل جمع مرجلہ۔ ہنڈیا۔ تغلی۔ جوش مارتے ہیں۔

ترجمہ۔ سروں پر خود آتشبار تلواروں سے اس طرح جوش مارتی ہیں جس طرح کہ ہنڈیا ہو۔

(۵۲) تہتنز - اتہزاز - حرکت کرنا - اسنہ - سنان - عوالی - نیزے - جوّ - خلا - سنابل - سنبلہ - خوشہ - بالی ایک برج کا نام ۔

ترجمہ - نیزوں کے بھالے خلا میں اس طرح حرکت کرتے ہیں - جس طرح کہ خوشے (ہوا میں) ہلا کرتے ہیں ۔

(۵۳) ینحن - نوحہ کرتے ہیں - نوائح - نوحہ کرنے والی عورتیں - یصحن - چیختے ہیں صیحتہ - ثواکل - ثکلہ - وہ عورت جس کا بچہ مر جائے ۔

ترجمہ - وحشی نوحہ کرنے والی عورتوں کی طرح نوحہ کرتے ہیں ..... اور پرندے اس عورت کی طرح جس کا بچہ مر جائے چیختے چلاتے ہیں ۔

(۵۴) رمح - نیزہ کی انی - لیفری - چاک کرتا ہے - طعن - نیزہ زنی - السنہ - زبان - عواذل - جمع عاذل - ملامت کرنے والے - قیس عامری سے

فویلی علی العذّال مایترکونی بغمی اما فی العاذلین لبیب

مجھے ملامت کرنے والوں پر افسوس ہے کہ وہ کیوں مجھے میری حالت میں نہیں رہنے دیتے کیا ان ملامت کرنے والوں میں کوئی دانا نہیں ۔

ترجمہ - نیزے لوگوں کو اس بات پر جمع کر دیتے ہیں کہ وہ نیزہ زنی سے اس طرح حیران ہو جاتے ہیں - جس طرح ملامت کرنے والوں کی زبان سے ملوم آدمی حیران ہوتا ہے ۔

(۵۵ و ۵۶) سناب - سم - مذاکی - مذکی تنومند گھوڑا - ہیاکل - ہیکل - بلند قد گھوڑا - حواضر - حضر - گھر سم - ترتخ - راحت پاتے ہیں - ثری - زمین - تنحط - گر پڑتے ہیں - انحطاط - جناول - جندل - تنومند آدمی زلی - سنگریزے - صیاصی - قلعے ۔

ترجمہ - تیرے تنومند گھوڑوں کے سموں کی آواز سے اور تیرے بلند قد گھوڑوں کے سموں کے پڑنے سے - قلعے زمین پر آرام کرنے لگتے ہیں (گر جاتے ہیں) اور بڑے بڑے تنومند آدمی کنکریوں پر لیٹ جاتے ہیں ۔

(۵۷) - افاعی - جمع افعی - ترن - آواز کرنا - مہوابل - ثواکل - وہ عورت جسکا بچہ مر جائے ۔

ترجمہ - نیزے سانپوں کی طرح آگے بڑھتے ہیں اور کرانیں مرے ہوئے بچے والی عورتوں کی طرح آوازیں نکالتی ہیں ۔

(۵۸) مُنازع - منازعت کرنے والا۔ مُناصل - اسم فاعل از مناصلہ - جنگ کنندہ
ترجمہ - تیرے دشمن جنگجو کے سر میں اور تیرے حاسد جنگجو کے ہاتھوں میں ہوئی۔

(۵۹) - تبیض - سفید ہوجاتا ہے۔ مفارق - فرقِ سر - چندیا۔ تصفر - زرد رنگ ہو جاتے ہیں۔ بطش - پکڑ - انامل - انگلیوں کی پوریں - اگر انامل ہو تو جمع نبل بمعنی جوانمرد۔
ترجمہ - تیرے ڈر سے چندیا سفید ہو جاتی ہے اور تیری سخت گیری سے انگلیاں زرد پڑ جاتی ہیں۔

(۶۰) - مغازل - سوت کاتنے والا - فُلکہ - چرخ کے تکلے پر ایک چھوٹی سی چمڑے کی ٹکیا ہوتی ہے (چمرخ) جسے دمر کا کہتے ہیں۔
ترجمہ - تو دشمنوں کے سر کو اپنے شکار بند میں اس طرح باندھ لیتا ہے - جس طرح سوت کاتنے والا دمر کے سے قریب سوت لپیٹتا ہے۔

(۶۱) - ناحل - لاغر - کمزور - نخیف جسم۔
ترجمہ - تو اپنی نخیف جسم کی تلوار کی مدد سے ملک اور دین کے کمزور بازؤں کو (موٹا) اور قوی توانا کر دیتا ہے۔

(۶۲) - اے بادشاہ کے مکرم چچا - اور اے وہ شخص کہ تیرا خوف موت کی طرح ہولناک ہے۔

۴۵ - (۶۳) - اگر تیرے دل کی قبولیت کے فیض کے لئے یہ عمدہ قصیدہ موافق حال ہو - تو
(۶۴) - شاید پھر لوگ اس کی مدح میں یہ کہیں - کہ پہلے ایسا قصیدہ اور کوئی نہیں لایا (کسی نے نہیں لکھا)۔

(۶۵) - ابوالفضائل - فضیلتوں کا باپ - بڑی فضیلت والا۔
ترجمہ - تیری مہربانی کی وجہ سے زمانے کے لوگ قاآنی کو ابوالفضائل کہتے ہیں۔ در فضل ہے پئے حمایت فضل تو۔

(۶۶ و ۶۷) مطلقات - جمع مطلقہ - وہ عورتیں جنہیں طلاق دی جائے مُحلل - حلالہ کیا گیا - ایک شخص ایک عورت کو تین دفعہ طلاق دینے کے بعد چوتھی دفعہ اسکو اس طرح نکاح میں لاسکتا ہے کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ پھر اس سے طلاق لے - پھر تین دفعہ طلاق دینے والا نکاح کرے - اسی کو حلالہ کہتے ہیں - جلیہ - زیور - عاطل - برہنہ بیکار۔

ترجمہ۔ جب تک مطلقہ عورت کو تین طلاقوں کے بعد حلالہ کے سوا چارہ نہیں۔ تب تک ملک کی دلہن ایک لحظہ بھی تیرے بخت کے زیور سے برہنہ نہ ہو۔

(۶۸ و ۶۹)۔ **منطقہ**۔ منطقۃ البروج۔ وہ دائرہ جس پر بارہ برج واقعہ ہیں۔ **دو نقطہ**۔ نقطۂ اعتدال ربیعی و نقطۂ اعتدال خریفی۔ **معدل**۔ دائرۂ معدل النہار جس کا نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

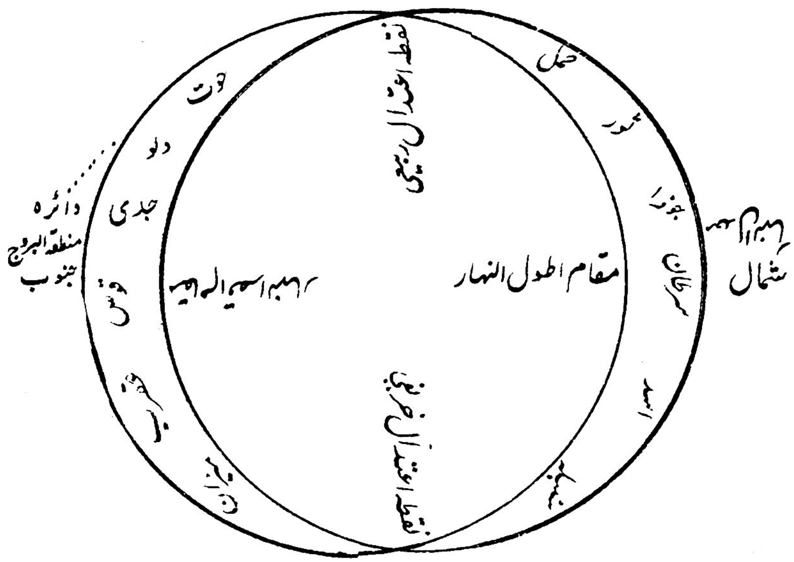

ترجمہ۔ جب تک منطقۃ البروج دو نقطوں میں معدل النہار کے ساتھ ہمیشہ ملتا رہے۔ تب تک تیرے بزرگی کے منطقہ سے شرف کا خورشید کسی اور طرف مائل نہ ہو۔

(۷۰)۔ قیامت تک تجھے عرش سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ تیرا شگون نیک اور تیرا بخت مقبل ہے۔

قصیدہ ۱۴

رستم خاں کی تعریف میں

(۱)۔ جو خوشی میں اس دلکش بزم سے دیکھتا ہوں۔ وہ میں بہار اور باغ کی سیر سے نہیں دیکھتا۔

(۲)۔ وہ خوشی نہ غلمان کی سیر (دیکھنے) اور نہ ہی حوروں کے نظارے نہ ہی بہشت اور نہ ہی ہمیشہ کی عمر سے دیکھ سکتا ہوں۔

(۳)۔ لوگ تو (وہ خوشی) بہشت بریں (اُس جہان) میں جاکر دیکھینگے لیکن میں معشوقوں کی شکل کی بدولت اسی جہان میں دیکھ رہا ہوں۔

(۴)۔ ہزار شکر ہے کہ حاسد دشمنوں کے برخلاف۔ میں دوست کے وصل سے اپنی آنکھوں اور دل کو کامیاب دیکھ رہا ہوں۔

(۵)۔ شراب کے پیالے اور ایک قرابی معشوق کے رخسار کی بدولت میں چاند زہرہ اور خورشید کو ایک دوسرے کے قریب ہی دیکھ رہا ہوں۔

(۶)۔ شہروں میں ہلچل مچا دینے والے معشوقوں کی پلکوں اور ابروؤں کی وجہ سے میں ہر طرف سے غمزہ کے تیر و کمان دیکھتا ہوں۔

(۷)۔ ہلال کی شکل کا پیالہ بے ریش معشوقوں کے ہاتھ میں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ماہِ نو مشرق کے سُورج کے ہاتھ میں ہو۔

(۸)۔ دف کے نالے۔ سارنگی کی آواز اور ستار کے نغمے سے میں اپنے دل میں خوشی۔ بدن میں جان اور جسم میں طاقت دیکھتا ہوں۔

۴۶-(۹)۔ پیالہ۔ شراب۔ ساقی اور مجلس سب کو میں ہلال مشتری چاند اور آسمان خیال کرتا ہوں۔

(۱۰)۔ تاتاری معشوقوں کے کان کی لَو۔ قد اور رخسار کی وجہ سے میں بہت زیادہ پھول شمشاد اور ارغوان دیکھ رہا ہوں (چمن چمن کثرت کے لئے آیا ہے)۔

(۱۱)۔ ہر ایک کے رخساروں پر خوشبودار زلفیں مجھے ایسے معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے دواژدہے گنج شائگان پر بیٹھے ہوئے ہوں (گنج شائگان کی پہلے تشریح ہو چکی ہے)۔

(۱۲)۔ انکی عابدوں کو فریب دینے والی زلفوں کے تاروں میں خلقت کے دل اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے پرندہ آشیانے سے چھوٹ کر پنجرے میں قید ہو گیا ہو +

(۱۳)۔ ان کے چمکدار چہرے اور بٹی ہوئی زلفوں کی وجہ سے میں ہر طرف سے پھول اور سنبل کے تھال دیکھتا ہوں +

(۱۴)۔ **متمائل**۔ رغبت کرنے والا۔ مائل ہونے والا خم ہونے والا۔ **رعشہ** ایک مرض ہے جس سے انسان کے اعضا کانپتے رہتے ہیں +

ترجمہ۔ جب ان کے سُرین دائیں بائیں سے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ تو شوق سے اپنے جسم پر کپکپی اور منہ میں پانی بھرا ہوا دیکھتا ہوں +

(۱۵)۔ **مُو**۔ بال +

ترجمہ۔ اُن بے ریشوں کی کمر اور بال میں میں فرق نہیں پاتا ہوں اس لئے کہ میں اس کے سر سے کمر تک صرف ایک بال دیکھتا ہوں۔ منجملہ فرق صرف ایک بال پاتا ہوں +

(۱۶)۔ **ہفت خوان رستم**۔ جب کیکاؤس کو دیوؤں نے ماژندران کے قلعہ میں قید کر دیا۔ تو رستم اس کے چھڑانے کے لئے سات دن میں وہاں پہنچا۔ راستے میں ہر روز کسی نہ کسی بھاری آفت سے مقابلہ ہوتا۔ مگر وہ سب پر غالب آجاتا **ہفت عضو** بلحاظ ظاہر۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونو ہاتھ اور دونوں پاؤں اور بلحاظ باطن دماغ۔ جگر۔ دل۔ سپرز۔ پھیپھڑا۔ پتّہ (زہرہ) اور معدہ +

ترجمہ۔ ان کی زلفوں کے پیچ و تاب سے جسم کے ہفت عضو میں رستم کی کمند کا سا آشوب اور ہفتخواں کا سا شور و غوغا دیکھتا ہوں +

(۱۷)۔ **فرق**۔ انفصال۔ علیٰحدگی۔ جدائی +

ترجمہ۔ لیکن جب میں تامّل کی آنکھ سے بہت غور کرتا ہوں۔ تو اسکے سر سے کمر تک انفصال و علیٰحدگی دیکھتا ہوں +

(۱۸)۔ **فرقدان**۔ دو ستارے جو قطب کے پاس ہیں +

ترجمہ۔ آنکھ اور دل میں ساقی کے چہرے کے عکس کو میں اس طرح دیکھتا ہوں۔ جیسے سہیل یمنی فرقدان میں آیا ہوا ہوتا ہے +

(۱۹) غزال۔ ہرن۔ ناہید۔ ستارۂ زہرہ۔ توامان۔ وہ بچے جو دو اکٹھے پیدا ہوں۔ جڑواں بچے۔

ترجمہ۔ جب ایک غزل پڑھنے والے غزال نے دف ہاتھ میں لی ہو۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چودھویں کا چاند اور ستارۂ زہرہ اکٹھے ہوں۔

(۲۰)۔ چونکہ ساقی کی پیشانی کا شراب کے پیالے میں پسینہ گرا ہے۔ اس لئے میں شراب کے پیالے کو خوشبو کی وجہ سے گلابدانی خیال کر رہا ہوں۔

(۲۱)۔ ساقی کے سرین۔ کلائی۔ پیشانی اور پنڈلی کو میں ریشم۔ قاقم۔ سنجاب اور اطلس خیال کرتا ہوں (قاقم۔ سفید رنگ کی پوستین ہوتی ہے۔ سنجاب اودبلاؤ کی کھال)۔

(۲۲)۔ دوست کے رخساروں پر سیاہ زلفوں نے سایہ ڈال رکھا ہے۔ وہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ستارے پر سیاہ رات کا سائبان ہو۔

(۲۳)۔ شاید اس نے میری آنکھوں کی پتلیوں میں آکر قرار لیا ہے۔ کیونکہ جس طرف میں منہ اٹھاتا ہوں اسی کو دیکھتا ہوں۔

(۲۴ تا ۲۶)۔ کساد۔ بازار کا مندا پڑ جانا۔ نزہت۔ تروتازگی۔ کاج شمشاد کی قسم کا ایک درخت ہے۔ جس کی شاخوں کو ہاتھ میں لیکر آتش پرست مذہبی گیت گاتے ہیں۔ اور جسے برسم بھی کہتے ہیں۔ غالب ؎

زردشت کیشئے آتش پرستے ۔ برسم گذارے زمزم سرائے

برنس۔ وہ لمبی ٹوپی جو آتش پرستوں کے پیر پہنتے ہیں۔ ناقوس۔ سنکھ۔ طیلسان۔ وہ چادر جو صوفی اوڑھ کر مراقبہ میں بیٹھتے ہیں۔

ترجمہ۔ اُن مغبچوں (معشوقوں) کے چہرہ کے عشق کی وجہ سے جن کے رخساروں پر میں بہشت کی طراوت اور جنت کی سی تروتازگی دیکھتا ہوں۔ اور جس وقت میں ان کے لب اور دانتوں کی نسبت کوئی بات کرتا ہوں تو اپنی زبان شہد اور شکر کی مٹھاس دیکھتا ہوں۔ کاج۔ کلیسا۔ برنس اور ناقوس کا رواج ہو گیا ہے۔ خیمے دستار۔ اور طیلسان کا بازار مندا پڑ گیا ہے۔

(۲۷)۔ اُن کے رخساروں پر بکھیرنے کے لئے میں گلاب۔ عنبر۔ شنگرف۔ اور کیسر مجلس میں علانیہ دیکھ رہا ہوں (وہ گلاب وغیرہ کون ہے)۔

۴۷ - (۲۸)- اپنے آنسو سے گلاب - خون دل سے شنگرف. آہ سے عنبر- اور چہرے سے (جو زرد ہے) زعفران دیکھ رہا ہوں ×

(۲۹)- بالخصوص اس قصیدہ کو کہ جس سے وحشی و پرندے وجد میں ہیں- بادشاہ کی خاص مجلس کے لائق خیال کرتا ہوں +

(۳۰)- بزرگی کا آسمان - رعب و داب کا جہان رستم خاں - کہ جس کے جسم میں مَیں رستم کی جان کو چھپا ہُوا دیکھ رہا ہوں +

(۳۱)- وہ ایسا فرشتہ نسل ہے کہ آسمان کو میں اسکی شوکت کے باغ کا ریحان دیکھتا ہوں +

(۳۲)- زمانے کو میں اسکی سخاوت کے ہما کے مبارک آشیانے میں چند ایک ہڈیاں خیال کرتا ہوں +

(۳۳)- میں اسکے آستانے پر بہت بڑے بڑے سرداروں کی آوازیں سنتا ہوں (یعنی اسکے دروازے پر حاضر رہتے ہیں) اور اسکی آستینوں میں مَیں ایک ناپیدا کنار سمندر کو دیکھتا ہوں +

(۳۴ و ۳۵) تسنیم بہشت کی ایک نہر ہے تنین- راس و ذنب جو محل تقاطع قمر ہیں +

ترجمہ - جب میں مجلس میں اسکے ہاتھ میں پیالہ دیکھتا ہوں - اور جب لڑائی میں مَیں اسکے ہاتھ میں نیزہ دیکھتا ہوں - تو اُسے میں مزے میں جان کو تر و تازہ کرنے والی نہر تسنیم خیال کرتا ہوں اور اسے نیزہ زنی میں جان لینے والا راس و ذنب خیال کرتا ہوں +

(۳۶)- اسکی لڑائی کے دن زمین اور جنگلوں میں زلزلہ دیکھتا ہوں - اور اس کی مجلس کے وقت سمندر اور کانوں کی پریشانی دیکھتا ہوں +

(۳۷)- دخان - دھواں +

ترجمہ - اسکی بخشش کے قریب، جب بخل کے خرمن میں آگ لگتی ہے - تو میں بادلوں کو اُٹھتا ہُوا دھواں خیال کرتا ہوں +

(۳۸)- جہاں اسکی شکل کی باتیں ہوتی ہیں وہاں، جہاں میں دیکھتا ہوں - مجھے باغ و بوستان نظر آتے ہیں +

(۳۹)- میں اس کے جہان نوردارادے کی چلتی کشتی کے لئے ساتوں آسمان کے پردوں کا بادبان دیکھتا ہوں +

(۴۰) حرّاق - بہت جلانے والا - بنان - اُنگلیوں کی پوریں - جانّ - جمع جنّ +

ترجمہ۔ میں اسکے نیزے کو جسم و جان کا جلا دینے والا خیال کرتا ہوں۔ اور اس کی انگلیوں کو انسانوں اور جنّوں کا رزق دینے والا خیال کرتا ہوں ٭

(۴۱)۔ اسکی تعریف کو میں اشعار کی آرائش پاتا ہوں اور اسکی محبت کو جان کا آرام دیکھتا ہوں٭

(۴۲)۔ **خنگ** ۔ گھوڑا۔ ہیجا۔ لڑائی ٭

ترجمہ۔ اے بزرگوار امیر تو ہی ہے کہ جسکے گھوڑے کو لڑائی کے دن میں ہوا کا ہم عناں دیکھتا ہوں ٭

(۴۳)۔ **روز قیام**۔ قیامت کا دن۔ **بہرمان**۔ گل معصفر کسنبہ کا پھول۔ یاقوت سرخ ٭

ترجمہ۔ تیری تلوار کی خونفشانی کی وجہ سے قیامت تک میں میدان جنگ کو یاقوت کا دریا دیکھتا ہوں ٭

(۴۴)۔ تیرے دشمن کی موت تیری فتنے پیدا کرنے والی تلوار سے جانتا ہوں اور تیرے دوست کی آزمائش موتی برسانے والے ہاتھ سے دیکھتا ہوں۔ یعنی تیرے دوست کی یہی علامت ہے کہ اسکے ہاتھ سخی ہیں ٭

(۴۵)۔ میں غصّے کے وقت تیری کمان اور کمند کو ماہ نو کی ثانی اور کہکشاں کا جوڑا خیال کرتا ہوں۔ یعنی تیری کمند کہکشاں کے راستے کی طرح بہت بڑی ہے ٭

(۴۶)۔ تیرے دروازے کے خاک کی قیمت میں اگر دونوں جہان دیدیں۔ تو بھی تیرے خاک پا کی قسم میں سستا دیکھتا ہوں ٭

۴۸۔ (۴۷)۔ زمانہ جو بوڑھا ہونے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھا۔ تیرے عہد میں میں اُسے پھر خوش اور جوان دیکھ رہا ہوں (زمانے کی آرائش بڑھ گئی ہے) ٭

(۴۸)۔ اے بزرگی کے آسمان کے چاند تیری محبت کی برکت سے جو شخص دنیا میں ہے اُسے میں اپنے پر مہربان دیکھتا ہوں ٭

(۴۹)۔ جس طرح میں تمہیں دنیا میں کامیاب دیکھ رہا ہوں اسی طرح زمانے میں تیرا نصیب بھی کامیاب ہے ٭

قصیدہ ۱۵

قطعہ

(۱)۔ اے زمانے کے منصف تیری رائے جس کی تعریف کرنے سے میرا دل منور خورشید

کے طلوع ہونے کی جگہ (مطلع) بن گیا ہے ✦

(۲)۔ جب سے میں نے تیرے اخلاق حمیدہ اور صائب رائے کی تعریف کی ہے میری مجلس منور ہوگئی ہے اور میرا گھر معطر ہو گیا ہے (لف ونشر مرتب) ✦

(۳)۔ میری ایک عرض ہے جو دل سے رنج و غم دور کرنے والی ہے۔ لیکن اس شرط پر کہ منصف (یعنی تو) سنے ✦

(۴)۔ اب دو ہفتے ہوگئے کہ ملک فارس کے گھر میں تیری امداد کے آفتاب کے بغیر میں ذرہ سے بھی کمتر ہوں ✦

(۵)۔ میں نہ کسی ملک کا مالک اور نہ کسی کام کا عامل۔ نہ ہی کسی خزانے کا خزانچی اور نہ ہی کسی لشکر کا سردار ہوں ✦

(۶)۔ **ایل**۔ قبیلہ۔ **ایلخان**۔ قبیلے کا سردار۔ **ایل بیگ** سردار قوم کلاں **تر** نمبردار ✦

ترجمہ۔ نہ امیر نہ وزیر نہ سردار نہ سپاہ نہ کسی قبیلہ یا قوم کا سردار اور نہ نمبردار ہوں ✦

(۷) **بہبھان**۔ جگہ کا نام ہے۔ **برازجان**۔ نام جائے۔ **قائد**۔ حاکم۔ سپہ سالار لشکر **زیارہ**۔ جگہ کا نام ہے۔ **شیخ بندر**۔ بندرگاہ کا کمشنر ✦

ترجمہ۔ نہ ہی میں بہبھان کا امیر اور نہ ہی برازجان کا خان ہوں۔ نہ ہی زیارہ کا سردار اور نہ ہی کسی بندرگاہ کا شیخ ہوں ✦

(۸)۔ **ضابط**۔ حاکم منتظم۔ چوہدری۔ **کوار**۔ جگہ کا نام۔ **بیگلربیگ** میر ایران۔ داروغہ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ **لار**۔ لارستان **معبر**۔ عبور کرنے کی جگہ۔ دریا کا گھاٹ ✦

ترجمہ۔ نہ ہی میں کوار کا منتظم اور نہ ہی لارستان کا سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ اور نہ ہی بحری چوروں کا پکڑنے والا اور نہ ہی بحری ڈاکو ہوں۔ بیگلربیگی لفظ ترکی ہے۔ اسکا تلفظ بگلر بگی ہے ✦

(۹)۔ **شحنہ**۔ کوتوال۔ سپاہی۔ تھانیدار۔ **پاکار** تحصیل کا پیادہ **عسس**۔ کوتوال داور۔ جج ✦

ترجمہ۔ نہ میں نمبردار۔ نہ تھانیدار نہ تحصیل کا پیادہ۔ نہ کوتوال۔ نہ محتسب نہ شیخ نہ مفتی اور نہ جج ہوں ✦

(۱۰)۔ **ضیاع**۔ زمین **عقار**۔ زراعت۔ **برزگر**۔ کسان۔ راعی چرواہا۔ گڈریا ✦

ترجمہ۔ نہ میں زمین کا مالک نہ زراعت کا مالک نہ کسان نہ بچھڑوں اور گدھوں کا چرانے والا ہوں ❖

(۱۱)۔ **بوّاب**۔ حاجب۔ دربان ❖

ترجمہ۔ میں نواب نہیں کہ مجھے صدر پر جگہ دیں۔ نہ میں دربان ہوں کہ دروازے پر مجھے بٹھائے رکھیں ❖

(۱۲)۔ **کفن نویس**۔ کفن پر جو کلمہ آیات قرآنی لکھا کرتے ہیں جسے الفی کہتے ہیں۔

ذکر خوان مردہ۔ مُردوں کی فاتحہ پڑھنے والا ❖

ترجمہ۔ نہ میں مُردے نہلانے والا۔ نہ کفن لکھنے والا۔ نہ مردوں کی فاتحہ پڑھنے والا۔ اور نہ کفن چور ہوں ❖

(۱۳)۔ **خسیس**۔ کمینہ۔ **فاجر**۔ بدکار۔ **غرچہ**۔ احمق۔ مخنث۔ **قواد**۔ دلال **لیئم** ممسک بخیل۔ جو نہ خود کھائے اور نہ اوروں کو کھلائے ❖

ترجمہ۔ نہ ہی میں کمینہ تاجر ہوں اور نہ ہی پلید بدکار۔ نہ ہی بخیل ہیجڑا ہوں اور نہ ہی فضول دلال ہوں ❖

(۱۴)۔ **بقال**۔ سبزی فروش۔ **بقل**۔ سبزی ❖

ترجمہ۔ میں سبزی فروش نہیں کہ سبزی ہی سے کوئی فائدہ حاصل کروں اور نہ نقال ہوں کہ نقالی کر کے کچھ کماؤں ❖

(۱۵)۔ **شعر**۔ ایک قسم کا سیاہ ریشمی کپڑا۔ **صبّاغ**۔ رنگریز۔ **موزہ دوز**۔ موچی۔ **دباغ**۔ چمڑہ رنگنے والا ❖

ترجمہ۔ نہ ہی میں ستر کا ریشمی کپڑا بننے والا اور نہ ہی ملک کا رنگریز ہوں۔ نہ ہی جوتیاں سینے والا اور نہ ہی چمڑا رنگنے والا ہوں ❖

(۱۶)۔ **کاسہ گر**۔ کمہار۔ **کاسہ لیس**۔ پس خوردہ کھانے والا ❖

ترجمہ۔ نہ ہی کمہار۔ نہ ہی برتن بیچنے والا۔ اور نہ ہی پیالے چاٹنے والا ہوں۔ نہ جیب کاٹنے والا اور نہ ہی راستے پر بیٹھ کر مانگنے والا اور نہ ہی قلندر ہوں ❖

(۱۷)۔ نہ ہی میں تلوار بنانے والا اور نہ ہی تلوار سے لڑنے والا پہلوان ہوں۔ نہ قبیلے کا سردار اور نہ لشکر کا سپہ سالار ہوں ❖

(۱۸)۔ **شانہ**۔ جولاہوں کی کوچ۔ **شانہ بین**۔ جولاہ۔ **ماسہ**۔ جنتری جس سے سنار سونے یا چاندی کا تار کھینچتے ہیں۔ **سیمیا**۔ وہ علم جس سے انسان قسم قسم کے طلسم دکھاتا ہے ❖

ترجمہ۔ نہ میں جولاہا اور نہ زرگر ہوں۔ نہ علم سیمیا کا جاننے والا اور نہ کیمیا گر ہوں۔

(۱۹) میں رمّال نہیں کہ ابجد کے قانون سے اپنے قلم کی نوک سے اعداد کے نقطے شمار کروں۔

(۲۰)۔ ارث۔ وراثت۔ بشوی۔ خاوند۔ مساہم۔ برابری کرنے والا شریک۔ ہمسرہ۔ بیوی۔

ترجمہ۔ میں قاضی نہیں۔ کہ کسی کے خاوند کی وراثت تقسیم ہونے پر مجھے تو اسکی بیوی۔ لڑکے اور لڑکی کا شریک دیکھے (یعنی قاضی جس طرح رشوت کھاتے ہیں۔ میں اس طرح رشوت بھی نہیں کھا سکتا)۔

(۲۱) تحت الحنک۔ ایسی پگڑی باندھنا جس کا ایک پیچ گردن کے نیچے سے گذرے۔ حنک بمعنی حلق۔ مراد پگڑ۔

ترجمہ۔ میں واعظ بھی نہیں۔ کہ خلقت کو فریب دینے کے لئے منبر پر بڑا پگڑ باندھے کھڑا ہوں۔

(۲۲)۔ میں مفتی بھی نہیں کہ تکبّر کی وجہ سے قسم کے حرفوں کی طرح میری جائے صدارت تو امراء کی محفل کے صدر میں پائے۔

(۲۳)۔ روضہ خواں۔ مرثیے پڑھنے والا۔ ذاکر۔

ترجمہ۔ میں مرثیے پڑھنے والا بھی نہیں کہ روپیہ پیسہ کمانے کے لئے یزید و شمر کی فتح مجھے رواں اور از بر ہو۔

(۲۴)۔ خدا کا شکر ہے کہ تیری قبولیت کی برکت سے۔ ہر ایک فن میں میں ہر صاحب فن کے برابر ہوں۔

(۲۵)۔ میں قنّاد (حلوائی) نہیں لیکن خلقت کے ذائقے میں میری میٹھی باتیں معشوق کے لبوں کا سا مزا دیتی ہیں۔

(۲۶)۔ مشام۔ دماغ۔ مداد۔ سیاہی۔ اذفر۔ تیز خوشبو والی۔

ترجمہ۔ میں عطر فروش نہیں۔ لیکن میری کالی سیاہی تیز خوشبو والی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔

(۲۷)۔ فصّاد۔ فصد کرنیوالا۔ شوستر۔ ایک شہر کا نام۔ سفک۔ خون بہانا۔

ترجمہ۔ میں فصّاد نہیں۔ لیکن میرا یہ شوستری قلم تیرے دشمن کا خون بہانے میں نیشتر کی مانند ہے۔

(۲۸) - **ضرّاب** - سکہ پر ضرب لگانے والا یسکہ بنانیوالا - **کواژہ** طعنہ وسرزنش و تمسخر و ریشخند - **کواژہ زن** - طعنہ زن ٭

ترجمہ - میں ضرّاب نہیں - لیکن میرا کلام اپنے نقد کے کھرا ہونے کی وجہ سے زر جعفری پر طعنہ زن ہے (زر جعفری کا پہلے ذکر ہو چکا ہے) ٭

(۲۹) **نسّاج** - کپڑا بننے والا - جولاہا **نسج** - بننا ٭

ترجمہ - میں جولاہا نہیں - لیکن میری نظم کی بناوٹ ہزار درجہ شوستر کے ریشم کی بناوٹ سے اچھی ہے ٭

(۳۰) - **اساس** - بنیاد - **موسس** - بنیاد رکھنے والا ٭

ترجمہ - میں وہ معمار نہیں کہ گارے مٹی کی بنیاد رکھوں - بلکہ اپنی طاقت سے میں دوسرے افلاک کی بنیاد رکھنے والا ہوں ٭

(۳۱) **سلّاخ** - کھال اُتارنے والا - **سلخ** - کھال اُتارنا - **مسلخ** - کھال اتارنے کی جگہ ٭

ترجمہ - بھیڑ بکری کی کھال اُتارنے والا نہیں - لیکن لڑائی کے مسلخ میں میں بھیڑ کی طرح اپنے دشمن کی کھال اُتار لیتا ہوں ٭

(۳۲) - **صبّاغ** - رنگریز - **شیاب** کسی چیز کا پانی میں ملانا - رنگ کا پانی میں ملانا ٭

ترجمہ - میں رنگریز نہیں لیکن رنگریزوں کی طرح اپنے خیال کے مٹکے سے ہر دفعہ ہزار رنگین معنی پیدا کرتا ہوں ٭

(۳۳) - مجھے ریشم بُننے والا اُستاد نہ کہو - بلکہ میں تو مجسم عقل کا ریشم بُننے والا اُستاد ہوں ٭

۵۰ - (۳۴) - لیکن باوجود اس صنعت اور کمال کے میں پارس میں اس طرح بے نشان ہوں جس طرح نورانی سورج رات کے وقت ٭

(۳۵) - اگر میں دیار فارس میں غریب ہوں تو تعجب نہ کر - کیونکہ میں خرمہرہ (کوڑیوں) کی لڑی میں ایک تابندہ گوہر ہوں ٭

(۳۶) - اے زمانے کے منصف میں اہل فارس کی چال ڈھال کی وجہ سے تیرے مرتبے کے دشمن کی طرح ہر وقت آگ میں ہوں - (بے قدری کی وجہ سے جلتا ہوں) ٭

(۳۷) - مجھے کوئی نہیں پوچھتا کہ اس ملک میں تیری کیا حالت ہے - تاکہ میں اسکے چہرے پر اُمید کی آنکھوں سے نظر ڈال سکوں ٭

(۳۸)۔ اس خوف کے مارے کہ شاید میں ان کے دسترخوان سے کوئی لقمہ کھالوں گا۔ مجھے کوئی رات اپنے دسترخوان پر نہیں بلاتا ٭

(۳۹)۔ چند اشخاص کے سوا جو اس ملک کے افسر ہیں۔ اگر میں بوڑھے جوان کی ہجو نہ کروں تو کافر ہوں (ضرور ہجو کرونگا) ٭

(۴۰)۔ ان چند اشخاص سے بھی اگرچہ میرا دل رنجیدہ ہی ہے۔ لیکن یہ بہتر ہے۔ کہ میں بدلے کا راستہ طے نہ کروں (انکی ہجو کرکے بدلہ نہ لوں) ٭

(۴۱)۔ اگر وہ تاج کی بجائے میرے سر پر تلوار رکھیں تو بھی میں ہرگز ان کے حکم کے خط سے اپنا سر نہیں ہٹاؤنگا ٭

(۴۲)۔ کل میں بادشاہ کے آستانہ پر ان کے ہاتھوں سے ہجو کا ہاتھ شکایت کی جیب سے نکالوں گا (بادشاہ سے ان کی شکایت کرونگا) ٭

(۴۳)۔ خنجرہ۔ شاہ رگ۔ زبانہ۔ شعلہ ٭

ان چند ایک آدمیوں کے علاوہ میں اپنی زبان کی تلوار کھینچونگا۔ اور دوزخ کی طرح میری شاہ رگ سے آگ کے شعلے نکلینگے ٭

(۴۴) مغفر۔ خود۔ پہلے مصرعہ میں خنجرے کی بجائے خنجرے چاہیئے۔ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہونا چاہیئے ؎ پروانہ بینی از زرہ خود و مغفرم۔ اگر تو میرے پاس زرہ۔ خود وغیرہ نہیں دیکھتا تو پرواہ نہیں۔ میں ایسی تلوار سے لڑونگا کہ آسمان میں بھی شعلے بھڑکا دے (آگ لگادے)

(۴۵)۔ کیا میں اس ملک کی آنکھوں میں پتلی کا کام نہیں دیتا؟ اور کیا میں اس ملک کے سر پر تاج کا کام نہیں دیتا؟ (یعنی فارس کی شہرت کا باعث میں ہوں) ٭

(۴۶)۔ اے خدا کیا اندھیر ہے۔ کہ اب میں ان کی آنکھوں میں کانٹے سے زیادہ کھٹکتا ہوں۔ اور خاک سے بھی کم درجہ رکھتا ہوں ٭

(۴۷)۔ یہ تمام قطرے اور میں بحر قلزم ہوں۔ یہ تمام (دوسرے شعراء) ذرے ہیں اور میں مشرق کا سورج ہوں ٭

(۴۸)۔ یہ (تمام شعرا) تاریکی میں بحر ظلمات ہیں۔ اور میں ایسا ہوں جیسے بحر ظلمات میں آب حیات کا چشمہ ہو ٭

(۴۹)۔ ان کا نام و نشان تو اور چند سال تک نہیں رہیگا۔ لیکن میرا نام و نشان قیامت

تک برقرار رہیگا ٭

(۵۰) میں چودہ سال کرمان اور مشرقی شہروں میں رہا۔ جہاں میری بزرگی کی شہرت اس سرسبز آسمان سے بھی بڑھ گئی تھی ٭

(۵۱) لیکن اب دیار فارس میں مجھے دو ہفتہ بھی نہیں ہوئے۔ اور میں گوگرد احمر (سرخ گندھک جو نایاب ہے) کی طرح دنیا کی آنکھ سے پوشیدہ ہوں ٭

(۵۲) **قوم لوط**۔ لوط علیہ السلام کی قوم خلاف فطرت گناہوں کی مرتکب تھی جب لوط علیہ السلام کے کہنے پر بھی وہ نہ مانی تو خدا نے انکی بستی تباہ کردی **فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ**

ترجمہ۔ یہ قوم لوط کا شہر ہے اور میں بھی جبرائیل علیہ السلام کی طرح اُسے اپنے شہپر سے تہ و بالا کردونگا ٭

۵۱ - (۵۳) - چونکہ میں رسول اکرم اور ان کی آل صلوٰۃ اللہ علیہم کا مداح ہوں اس لئے یہ ابو جہل کی طرح میری جان کے دشمن ہو رہے ہیں ٭

(۵۴) - تیری مہربانی کے ہوتے ہوئے میں انکے کینہ کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ سیاہ سانپ ہیں اور میں سپیرہ ہوں ٭

(۵۵) - اگر یہ شاہین بھی ہوں تو بھی ڈر کے مارے مجھ کبوتر کے بازوؤں کے سایہ پر بھی نظر نہیں کر سکتے ٭

(۵۶) - اگر یہ نر شیر بھی ہوں تو بھی خوف کے مارے مجھ لاغر سی لومڑی کی طرف سے گذر بھی نہیں سکتے ٭

(۵۷) - ایران آج میرے اشعار پر فخر کرتا ہے۔ لیکن میں فارس میں فقیروں کی طرح چند ایک مالداروں کے پاس جا کر (گداگری کرتا ہوں) ٭

(۵۸) - **اشقر** - سرنگ گھوڑا۔ **اشتر منش** جیوانوں کی سی طبیعت رکھنے والے گرد اشقر منشان جیوانی طبیعت رکھنے والوں کی بھی گرد۔ یعنی ان سے بھی نکمے ہیں ٭

ترجمہ۔ جو لوگ حیوانی طبیعت رکھنے والوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کے سر پر تو تاج ہے لیکن میرا گھوڑا انکی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (ناقوری) ؎

اسپِ تازی شدہ مجروح بزیر پالان　　طوق زریں ہمہ در گردنِ خر می بینم

(۵۹) میں نظم و نثر کے لحاظ سے بحر و بر میں مشہور ہوں جسکا گواہ میرا روح پرور کلام ہے ٭

(۶۰) - شاعری کے سمندر میں میری فضیلت کی کشتی کیلئے میرے عزم کا بادبان اور حزم کا لنگر ہے ٭

(۶۱)۔اگر مثلاً میرے ہاتھوں وہ (میرے حاسد شعراء) تیرے پاس دعوے لائیں (تجھ سے انصاف کرانا چاہیں)، تو تو ابھی مجھے بلا بھیج کیونکہ میرے سامنے وہ ٹھہر بھی نہیں سکتے۔

(۶۲)۔ہاں تو مرتبے میں زمانے کا سلیمان ہے اور یہ مچھر ہیں اور میں تند ہوا ہوں (سلیمان علیہ السلام اور مچھروں کے فریاد کرنے کے قصے کی طرح اشارہ ہے)۔

(۶۳)۔اب مجھے تیری جناب میں دو عرضیں کرنی ہیں۔جن کے شوق میں میرے جسم میں جان بھی رقص کر رہی ہے۔

(۶۴)۔یا تو کوئی عمدہ کام میرے سپرد کر دے۔کہ جس کے رشک سے میرے بیہودہ حاسد خون پیتے رہ جائیں۔

(۶۵)۔یا سخاوت کر (کچھ روپے دے) تاکہ بڑی دلجمعی اور خوشی سے اپنا اہل و عیال یہاں چھوڑ کر اس شہر سے چلا جاؤں۔

(۶۶)۔تظلّم۔فریادِ ظلم کرنا۔

ترجمہ۔اور ان ظالموں کے ظلم کی فریاد کرنے کے لئے میں منصف بادشاہ کے پاس جاؤں کہ وہی میرے دل کی داد دے۔

(۶۷)۔ستور۔مویشی۔

ترجمہ۔میں دس چوپایوں اور چودہ بال بچوں کے ہوتے ہوئے جو ہر رات میرے سر پر جمع ہو جاتے ہیں۔کیسے گذارا کر سکتا ہوں ؎

شب چو عقد نماز بر بندم ۔۔۔ چہ خورد بامداد فرزندم

(۶۸)۔بہت زیادہ خرچ اور آمدنی نہ ہونے کی وجہ سے میں ہر ایک کا مطعون اور ہر دروازے کا مردود ہوں۔

(۶۹)۔اب میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔تاکہ شاید تیرے لئے دعا کرنے سے میرے پہلو میں دل خوش ہو جائے۔ پہلے مصرعہ میں در کی بجائے از چاہیئے۔

(۷۰) تیری عمر اتنی لمبی ہو کہ یہ بوڑھا آسمان بھی کہے کہ شاید اسکی عمر کا کاغذ خدا نے لکھا ہے۔ خداوند تعالے نے میرے نامہ کو لپیٹ ڈالا (کطی السجل) کی طرف اشارہ ہے (یعنی قیامت آگئی)۔

قصیدہ ع ۱۶

محمد شاہ مرحوم کی تعریف میں

۵۲۔(۱)۔کل رات جب پروین کی لڑی آسمان پر ظاہر ہوئی۔ تو میری آنکھیں پروین (آنسو) برسانے والی ہوگئیں اور میرا دامن پروین کے سے نشان والا ہوگیا۔

(۲)۔ چونکہ میرے ستاروں جیسے آنسو زمین پر بہت اکٹھے ہوگئے تھے اس لئے میں زمین و آسمان میں تمیز نہیں کرسکتا تھا۔

(۳)۔ میری آہوں کی بجلی نے ایک ایسی مشعل روشن کردی کہ اُسکی روشنی سے لوگوں کے دلوں کے بھید کپڑوں کے باہر دکھائی دینے لگے۔

(۴)۔ چونکہ میرے اردگرد غم کی فوجیں صف باندھے کھڑی تھیں۔ اس لئے میں کوشش کررہا تھا کہ اپنے آپ کو تلاش کروں۔

(۵)۔ کبھی مجھے اپنے رخسار کی زردی کی وجہ سے یہ خطرہ ہوجاتا تھا۔ کہیں کوئی ہندو مجھے زعفران سمجھ کر اپنے ماتھے پر نہ لگالے۔

(۶)۔ خلاصۂ کلام میں اسی حالت ہی میں تھا کہ ناگہان میرے سر پر بلائے ناگہان کی طرح وہ بلند قامت معشوق آدھمکا۔

(۷)۔ نہیں! میں نے غلط کہا وہ بلا تو ہمیشہ کے عیش سے اچھی تھی اور نہیں۔ میں نے غلط کہا۔ وہ تو ہمیشہ کی عمر سے بہتر تھی۔

(۸)۔ **ل**۔ شراب **مضمار**۔ گھوڑوں کی ریاضت کا میدان جہاں گھوڑوں کو مشکلات برداشت کرنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔

ترجمہ۔ اسکی زلفیں سنبل کا ایک کھلیان تھیں۔ رخسار پھولوں کا گلزار تھے۔ لب شراب کا ایک انبار اور گیسو جالوں کا میدان تھے۔

(۹)۔ وہ اپنی دلفریب آنکھوں سے پرہیزگاری کی عبادتگاہ کا فتنہ تھا۔ اور دل لینے والے خال سے یاد خدا کے عبادت خانے کا دشمن تھا۔

(۱۰)۔ یک روم اور دیگر برہ کثرت کے لئے آیا ہے۔ **طیلسان**۔ چادر جو پرانے لوگ کندھوں پر رکھا کرتے تھے۔

ترجمہ۔ وہ اپنی پیچدار زلفوں سے بہت سے آتش پرست پیروں کے لئے آفت تھا۔ اور خوشبودار ٹپکے کی وجہ سے بہت سے نصارٰی عابدوں کا غارت کرنیوالا تھا۔

(۱۱)۔ اسکی زلفیں محرم کی شام اور چہرہ صبح عید کی طرح تھا۔ گویا اسکی صبح عید پر شام محرم سایہ کئے ہوئے تھی۔

(۱۲)۔ اسکے منہ کی بات ایسی تھی جیسے عدم میں کسی وجود کا تصور کر لیا جائے۔ اور اسکی کمر کی پٹی ایسی تھی جیسے کسی خیال پر ہی یقین باندھ لیا جائے۔

(۱۳)۔ اسکا چاندی جیسا منہ ڈھال۔ خوشبودار گیسو کمند۔ پُر شکن زلفیں زرہ۔ اور خونریز پلکیں نیزے تھے۔

(۱۴)۔ اسکے قد پر گیسو ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے نارون کے درخت پر سانپ چڑھا ہو اور اسکے لبوں میں دانت ایسے معلوم ہوتے تھے۔ جیسے ناردانے میں موتی پڑے ہوں۔

(۱۵)۔ غاتفر۔ ترکستان کا ایک معشوق خیز شہر ہے۔ نوبہ۔ ایک شہر کا نام ہے۔

ترجمہ۔ اس کا چہرہ زلفوں کے نیچے اور خط لب کے اردگرد اس طرح معلوم ہوتا تھا۔ جیسے شہر غاتفر زنگبار اور شہر نوبہ ہندوستان میں ہو۔

۵۳۔ (۱۶)۔ اسکی آنکھوں کے افسون سے میں زبان بند کر لیتا ہوں۔ کیوں نہ ہو۔ وہ جادوگر تھیں جو بادام سے آدمی کی زبان بند کر دیتی تھیں (یعنی آنکھیں بادام جیسی تھیں)۔

(۱۷)۔ اسکا چہرہ سیاہ زلفوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے چاند برج سنبلہ میں ہو۔ اور اسکا خال چاندی جیسے رخساروں پر ایسے تھا جیسے زحل راس و ذنب پر ہو۔

(۱۸)۔ سانپ سرو پر عاشق ہوتا ہے۔ اگر تجھے یقین نہیں آتا۔ تو اسکی سانپ جیسی زلفیں اسکے سرو جیسے قد پر دیکھ لے۔

(۱۹)۔ اسکے میٹھی مسکراہٹ والے لبوں کے ہوتے ہوئے میں شکر کبھی نہیں کھاؤنگا اور اسکی دو زرہ پوش زلفوں کے ہوتے ہوئے میں ریحان کبھی نہیں سونگھونگا۔

(۲۰)۔ اسکی دھوئیں جیسی سیاہ زلفوں کے سوا جو آگ جیسے چہرے پر ہیں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ خلا سے زمین پر دھواں برس رہا ہو۔

(۲۱)۔ اسکی زلفیں اسکے چاندی جیسے چہرے پر ایسے ہیں جیسے بچھو چاندی میں ہو۔ اور اسکے رنگین رخساروں پر مینڈھیاں ایسے ہیں جیسے ارغوان پر سنبل اگا ہو۔

(۲۲)۔ زلفیں اسکے کندھے پر ایسی ہیں جیسے جبرائیل کے کندھے پر شیطان بیٹھا ہو۔ اور دل اسکے پہلو میں ایسے ہے جیسے ریشم میں کوہ دماوند ہو۔

(۲۳)۔ **ہفت وادی**۔ ہفت اندام۔ کان کے دو سوراخ۔ سوراخ بینی و چشم۔ منہ۔ **ہفت خوان اسفندیار**۔ اسفندیار جب اپنی بہنوں کے چھڑانے کے لئے جو قلعہ روئیں دژ میں قید کر دی گئی تھیں۔ گیا تو راستے میں سات مہیب جانوروں کا اسے مقابلہ کرنا پڑا۔

ترجمہ۔ اسکے عشق کی سات وادیاں تھیں۔ اور میں نے ان میں سے ہر ایک میں ہفتخواں اسفندیار کی طرح بہت زحمت برداشت کی۔

(۲۴) میں نے جب اسکا آگ جیسا روشن چہرہ دیکھا تو کالے دانے کی طرح اچھل پڑا اور اسکے سپند (جیسے خال) سے میں نے اپنی عقل کے خاندان میں آگ لگا دی یعنی اسکے تل کو دیکھ کر عقل کھو بیٹھا۔

(۲۵ تا ۲۷)۔ اسے میں نے کہا کہ اے غارتگر معشوق کہ مملکتِ حسن میں تو دوسرے معشوقوں کا بادشاہ اور دوسرے دلبروں کا سردار ہے۔ تونے پہاڑ کو چرا کر ریشمی کپڑے میں چھپا لیا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے سرین ہیں اور کمر کی جگہ بال باندھ رکھا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میری کمر ہے۔ کب تک میں تیرے درد سے مرونگا۔ اس نے کہا واہ واہ مرد پھر (مجھے کیا) کب تک میں تیری جدائی میں مرونگا۔ اس نے کہا نہ جیو جاؤ۔ مرجاؤ۔ (میری بلا سے)۔

(۲۸)۔ میں نے کہا کہ پھر (کمبخت) تیرے غم میں میرا یار کون ہے۔ اس نے کہا موت میں نے کہا کہ تیرے بغیر میں پھر کیا کام کروں۔ اس۔ نے کہا رو یا کر۔

(۲۹)۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرے بغیر تو میری آنکھوں میں رات نیند بھی نہیں آتی۔ اس نے کہا ہاں چوکیدار کی آنکھوں میں کہاں نیند آ سکتی ہے۔

(۳۰)۔ میں نے کہا کہ تیرے منہ کے وصل کا نشان میں کب تک تلاش کرتا پھروں۔ اس نے کہا جب تک تو میرے منہ کا پتہ نہ پالے۔

(۳۱)۔ میں نے کہا کہ اے پھول جیسے چہرے والے تجھے تو میرے جیسے باغبان کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا جاؤ دور ہو جاؤ میں وہ پھول نہیں جسے باغبان کی ضرورت ہو۔

(۳۲)۔ میں نے کہا کہ تو میرے چہرے کو دیکھ کر شرمیلی ہنسی کیوں ہنستا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا تجھے پتہ نہیں کہ زعفران خندہ آور ہوتا ہے (تیرا چہرہ زعفران کی طرح زرد ہے)۔

(۳۳)۔ میں نے کہا کہ اے نرگس! تیرے پاس تو میرے جیسا ترجمان چاہیئے۔ اس نے کہا

کہ میں وہ ترک نہیں جسے ترجمان کی ضرورت ہو ؎

زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم   چہ خوش بودے اگر بودے زبانش در دہانِ من

(۳۴)۔ میں نے کہا کہ آخر کب تک تیرے ظلم کا راز سربمہر رہیگا۔ اپنے دل کی مہر توڑدے اور لبوں کا قفل کھول دے۔

۵۴۔ (۳۵)۔ اس نے کہا اے بیوقوف اتنا بھی نہیں جانتا کہ میں تو تیرے وصل سے وہی دیکھونگا جو باغ خزاں سے دیکھتا ہے۔

(۳۶)۔ تیرے جیسے غیر معروف آدمی کے لئے میرے جیسا ہم نشین نہیں ہونا چاہیئے۔ اور تیرے جیسے میزبان کے پاس میرے جیسا مہمان نہیں آنا چاہیئے۔

(۳۷)۔ میری زلفیں سانپ ہیں لیکن وہ سانپ نہیں کہ جن کے سپیرے تیرے ہاتھ ہوں۔ میرا غبغب گیند ہے لیکن وہ گیند نہیں کہ تیرا ہاتھ جس کی چوگان ہو (صولجان۔ چوگان۔ ہاکی)۔

(۳۸)۔ تو قد میں کمان جیسا ہے اور میں تیر جیسا۔ جب تیر کمان سے ملتا ہے تو اڑتا ہوا نکلجاتا ہے۔

(۳۹)۔ ایسے بدشکل رخساروں اور ایسے بڑے جسم کے باوجود اتنی جرأت نہ کر اور مذاق نہ اڑا (طیبت۔ مطائبہ۔ خوش طبعی۔ مذاق)۔

(۴۰)۔ چونکہ تیری شکل اچھی نہیں اس لئے خوبصورت معشوق بھی نہ تلاش کر تیری باتیں بھی میٹھی نہیں اس لئے شکر جیسے لبوں والا شوخ معشوق نہ ڈھونڈھ۔

(۴۱)۔ تو نے اپنا بھدا چہرہ شاید آئینے میں نہیں دیکھا۔ کہ جس کے دیکھنے سے تو قیروان تک بھاگ جائے (قیروان افریقہ میں ایک شہر ہے)۔

(۴۲)۔ اگر تیری بدصورت شکل کی کوئی مصور تصویر بنائے۔ تو اس تصویر کی تاثیر سے اس کا قلم انگلیوں میں جوش مارنے لگے۔

(۴۳)۔ تیرے زرد چہرے پر ہر طرف سے آبلوں کے نشان ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے خاکی مچھر گوبر پر اُڑ رہا ہو۔

(۴۴)۔ تیری پرنالے جیسی ناک جو ہمیشہ بہتی رہتی ہے ایسی ہے کہ بارش کے دن اس میں اور پرنالے میں تمیز نہیں کر سکتے (ناودان۔ پرنالہ)۔

(۴۵)۔ اگر تیری بُری شکل بت کی صورت میں جلوہ گر ہو۔ تو جہان میں اگر کوئی بھی بت کی پوجا کرے تو میں کافر ہوں۔

(۴۶)۔ اور اگر تیرا نام کوئی درہم و دینار پر لکھ دے۔ تو کوئی ان درہم و دینار کو مفت بھی نہ لے ،

(۴۷)۔ اگر تو میرے چہرے کا بھی اپنے بُرے چہرے پر ہی قیاس کرتا ہے تو ابھی آئینہ لیکر آزما لے اور شبہ میں نہ رہو ،

(۴۸)۔ سانپ کو بہشت کے مور کے ساتھ نسبت دینا گناہ ہے۔ اور کانٹے کو بہشت کے باغ کے مشابہ کہنا گناہ ہے ،

(۴۹)۔ اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ تیرا وصل دلکش اور دلپسند ہو گا۔ تو آزمائش کے طور پر تھوڑی دیر اپنے جیسے آدمی کے پاس بیٹھ ،

(۵۰)۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ کہ تیرے جیسے آدمی کے پاس بیٹھوں۔ اور میری کیا خطا ہے کہ تیرے ساتھ بیٹھ کر غم میں مبتلا ہوں ،

(۵۱)۔ تو نے کونسی ایسی عبادت کی ہے کہ جس کی جزا میں خدا تجھے میرے جیسے معشوق کے وصال سے ہمیشہ کی زندگی بخشے ،

(۵۲)۔ یا مجھ سے کیا گناہ ہُوا ہے کہ جس کے بدلے میں مجھے خدا کہے۔ کہ تیرے جیسے بدشکل آدمی کے جمال سے دوزخ میں مکان بنالے ،

(۵۳)۔ کبھی تو مجھے سرد مہر کہتا ہے۔ اچھا میں ایسا ہی سہی۔ اور کبھی تو مجھے سختی کرنے والا کہتا ہے۔ جا میں ایسا ہی سہی ،

(۵۴) ۵۵۔ میں سختی کرتا ہوں مگر تیرے جیسے سُست طبیعت یار سے میں سرد مہر ہوں مگر تیرے جیسے سخت جان کاٹنے سے ہی ،

(۵۵ تا ۵۸) غرچہ۔ مخنت۔ ونگ۔ سُست۔ بنگی۔ بھنگی۔ گول۔ کودن۔ قلتبان دیوث۔ بے غیرت۔ الکن جسکی زبان میں لکنت ہو۔ شل۔ رعشہ زدہ۔ کل۔ گنجہ۔ احول۔ بھینگا ،

ترجمہ۔ سچ تو یوں ہے کہ میں اس آسمان کے اطوار سے بڑا متعجب ہوں۔ اور زمانے کی گردش سے بڑا تعجب کرتا ہوں کہ کیوں ہر جگہ پر ایک مخنث۔ بدمعاش۔ دیو سے رنگ والا۔ بھنگ نوش۔ احمق۔ کودن۔ فضول۔ بدصورت۔ بھینگا۔ دیوث۔ لکنت والا۔ اندھا۔ بہرا۔ لنگڑا۔ رعشے والا۔ بدصورت۔ گنجہ۔ بدمعاش۔ بھینگا۔ بدشکل۔ مریل۔ اور ناتوان۔ ایک خوبصورت بے ریش معشوق ملیح دلبر۔ عمدہ محبوب اور جوان معشوق کا آرزومند ہوتا ہے ،

(۵۹) کسی معشوق کی ہمنشینی کے لئے کوچہ بکوچہ بھاگا پھرتا ہے۔ اور در بدر مارا مارا

پھرتا ہے کہ مفت ہی کوئی دلبر مل جائے ۔

(٦٠)۔ اگر یار سے کبھی اجتناب دیکھے تو بادل کی طرح روتا ہے اور اگر کسی شوخ معشوق کی نزدیکی حاصل ہو جائے تو بجلی کی طرح ہنستا ہے ۔

(٦١) کبھی معشوق کو کہتا ہے کہ ہائے تو کتنا ظلم کرنے والا ہے۔ اور کبھی منظور نظر کو کہتا ہے کہ ہائے تو کتنا ظالم ہے ۔

(٦٢)۔ بیچارہ مظلوم دلبر شرمندگی کے باعث کوئی بات نہیں کرتا۔ اور حجاب دار معشوق حسرت کے باعث زبان بھی نہیں کھول سکتا ۔

(٦٣)۔ خود ظلم کرتا ہے اور ہر وقت معشوق کے ہاتھوں روتا ہے۔ خود زیادتی کرتا ہے۔ اور ہر وقت محبوب کے ہاتھوں آہ وزاری کرتا اور روتا ہے ۔

(٦٤)۔ (ایسے عاشق کا) یہی ظلم کافی ہے کہ معشوق کے قریب ہوتا ہے۔ اور اسکی یہی زیادتی کافی ہے کہ جوان معشوق کی نزدیکی تلاش کرتا ہے ۔

(٦٥)۔ وہ (بدشکل عاشق، تو اس (خوبصورت معشوق) کی وجہ سے خوشی کا ہم نشین اور وہ (خوبصورت معشوق)، اس (بدشکل عاشق) سے رنج کا دوست ہوتا ہے یہ تو اسکی وجہ سے دوزخ میں ہوتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے جنت میں ۔

(٦٦ تا ٧٠)۔ خیرہ۔ شوخ بے حیا۔ چیرہ۔ غالب۔ زیادہ۔ کرہ۔ گدھے یا گھوڑے کا بچہ ۔
سچ تو یہ ہے کہ میرے جیسا کوئی دیوانہ معشوق ہونا چاہیئے۔ پھر شاید تیرے جیسے بدصورت خیرہ چشم کے غضبناک۔ روسیاہ۔ بدخو۔ گدھے جیسے منہ والے۔ متکبر۔ زرہ جیسی صورت۔ کمان جیسے قد والے۔ بدبخت۔ غمناک۔ کودن۔ احمق۔ بہت غمزدہ۔ کمزور دل۔ بیوقوف۔ بار خاطر سرد آہیں بھرنے والے۔ گرم آنسوؤں والے۔ کمزور روح اور لاغر جسم۔ سخت منہ اور سست طبیعت والے۔ درماندہ جان اور بزدل۔ ناقص ہوش والے اور مکمل جاہل کم عیش والے اور زیادہ محنتی۔ فقیری اور سختی جسکے ہم رکاب اور رنج دستی جسکی ہمعنان ہے کے ساتھ (کوئی ماں) جوڑا بن سکے (مل سکے) ۔

(٧١)۔ زفت۔ سخت موٹا۔ بھدا۔ تیرا پست قد دیکھوں یا آبلوں سے بھرا ہوا منہ دیکھوں۔ تیری بھدی شکل دیکھوں یا نامہربان دل دیکھوں ۔

(٧٢)۔ تو میرے وصل سے کیا حاصل کریگا وہی جو کوہ ماہ فروردین (بہار) سے حاصل

کرتا ہے۔ میں تجھ سے کیا لونگا یہی جو باغ۔ ماہِ مہرگان (خزاں) سے ؛

۵۶-(۷۳) تو میرے لئے رنج کا دروازہ ہے اور میں تیرے لئے شیریں پانی۔ تو میرے لئے جان کا رنج ہے اور میں تیرے لئے گنج رواں ہوں (گنج رواں۔ خسرو پرویز کے ساتوں خزانوں میں سے ایک کا نام ہے) ؛

(۷۴)۔ میں تیرے لئے نعمتوں کا گھر (جنت) ہوں اور تو میرے لئے دوزخ ہے میں تیرے لئے بہشت کا باغ ہوں اور تو میرے لئے جنت کا داغ ہے ؛

(۷۵)۔ جب تو میرا ہم نشین ہو تو تو میرے لئے جان کا دشمن ہے۔ اور جب میں تیرا ہم عنان (ساتھی) ہوں تو میں تیرے لئے راحت جسم ہوں ؛

(۷۶)۔ میں تجھ سے کیا حاصل کر سکتا ہوں وہی جو چراغ تند ہوا سے حاصل کرتا ہے اور تو مجھ سے کیا حاصل کریگا۔ وہی جو جان سے راحت حاصل ہوتی ہے ؛

(۷۷)۔ تو میرے لئے وہ زحمت ہے کہ جس کی تعریف حساب سے باہر ہے۔ اور میں تیرے لئے وہ رحمت ہوں کہ جس کی مدح بیان سے باہر ہے ؛

(۷۸)۔ تیرے لئے تو ایسی رحمت (جیسی رحمت میں ہوں) خدا بھی نہیں بھیجیگا اور جیسی تو میرے لئے زحمت ویسی اور زحمت زمانہ پسند ہی نہیں کر سکتا ؛

(۷۹)۔ تیرا وصل تو ایک موت ہے اور موت عمر کا نشان نہیں چھوڑا کرتی۔ اور تیرا چہرہ ایک رنج ہے۔ اور رنج آدمی کی طاقت زائل کر دیتا ہے ؛

(۸۰)۔ تیرے جیسا بدشکل عشقباز اور میرے جیسا خوبصورت معشوق۔ بمثال کے طور پر یہی سمجھ لے کہ رسی اور آسمان میں کیا نسبت ؛

(۸۱)۔ اے خدا کیا یہ انصاف ہے کہ تیرے جیسے (بدشکل) کے وصال سے میں ناامید اور ناتوان ہوں ؛

(۸۲)۔ اور خدا کے لئے ذرا بتا کہ یہ زیبا ہے کہ میرے جیسے خوبصورت معشوق کے وصال سے تو خوش کام اور خوش ہو ؛

(۸۳)۔ جب میں تیرے پاس ہوتا ہوں تو میرے لئے کوئی خوشی نہیں ہوتی اور تیرے ساتھ جب میں رہتا ہوں میری تمام راحت و خوشی گم ہو جاتی ہے ؛

(۸۴)۔ جب بادشاہ فقیر کے پاس بیٹھے تو اُسے تکلیف ہوتی ہے۔ جب

ستارہ مشتری زحل کے قریب ہوتا ہے تو وہ بھی منحوس ہوجاتا ہے۔

(۸۵)۔ جب گل ارغوان کیچڑ یا غلاظت میں گرجائے تو ضائع ہوجاتا ہے۔ اور جب اطلس پر غبار چڑھ جائے تو وہ بھی سیاہ ہوجاتی ہے۔

(۸۶)۔ عیش و عشرت کے لئے کوئی سرمایہ ہونا چاہیئے (اگر تیرے پاس ہے تو) بتا خوبصورتی کی کوئی علامت ہونی چاہیئے (اگر تجھ میں ہے تو) دکھا۔

(۸۷)۔ کاش کہ تو اپنی پیشانی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا۔ تاکہ تو اپنے پاؤں اپنے آپ سے بھی کنارہ کرلیتا۔

(۸۸)۔ اگر تو میرے لئے دعا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس طرح دعا کر کہ تیرے جیسے آدمی کے وصال سے خدا مجھے محفوظ رکھے۔

(۸۹)۔ میں نے کہا کہ اے قبا پوش سردار اتنا سرکش گھوڑا نہ دوڑا (اتنی سرکشی نہ کر) اور اے ٹوپی پہننے والے چاند اتنا گھوڑا نہ دوڑا (اتنا ناراض نہ ہو)۔

(۹۰)۔ معشوقوں کے غمزے میں پوشیدہ رمزیں ہوتی ہیں اور خوبرؤوں کے نازو انداز میں کئی بھید پنہاں ہوتے ہیں۔

(۹۱)۔ حسن ایک بلند چھت ہے۔ جس کی سیڑھی عشق ہے۔ کوئی شخص چھت پر بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھ سکتا۔

۵۷۔ (۹۲) خسرو کے عشق نے شکر (شیریں) کو شیرینی میں ضرب المثل کردیا۔ ورنہ اصفہان میں بہت سی عورتوں کا نام شکر (شیریں) ہے۔

(۹۳ و ۹۴)۔ عرب میں لیلیٰ جیسی ہزاروں معشوقہ ہوئیں ہیں۔ اور عجم میں بھی شیریں جیسی ہزاروں دل لینے والیاں ہوئیں۔ لیکن مجنوں کے عشق نے اُسے (لیلیٰ کو) زمانے میں مشہور کردیا۔ اور فرہاد کے عشق نے اسے (شیریں کو) دنیا میں مشہور کردیا۔

(۹۵)۔ کثیّر۔ بن عبدالرحمٰن بن عامر بن عویر۔ قبیلۂ خزاعہ کا ایک شخص جو عزّہ پر عاشق تھا۔

ترجمہ۔ زلیخا ہی کی بدولت حضرت یوسف خوبصورتی میں ضرب المثل ہوگئے۔ اور عزّہ نے بھی کثیّر ہی کی وجہ سے دنیا میں عزت پائی۔

(۹۶)۔ اگر وامق نہ ہوتا تو عذرا کو کون پوچھتا اور اگر عروہ نہ ہوتا تو بیچاری عفرہ کا

نام ونشان بھی کوئی نہ جانتا۔

(۹۷)۔ اگر ہندو پہلے گرگٹ کی حیرت سے شک میں پڑتا تو چمکتے ہوئے سورج کی کبھی پرستش نہ کرتا (حربا۔ گرگٹ ۔ آفتاب پرست)۔

(۹۸)۔ ویسہ ورامین۔ دو عاشق ومعشوق تھے۔ چنانچہ فخر جرجانی نے انکے حالات میں ایک مثنوی لکھی ہے جس کا نام ویسہ ورامین ہے۔

ترجمہ۔ شمع پروانہ کی جاں نثاری کی وجہ سے ہی سرفراز ہے اور ویسہ رامین کا دل لینے ہی کی وجہ سے زمانے میں ضرب المثل ہوئی ہے۔

(۹۹)۔ ژندخواں۔ ژند ایک پارسیوں کی مذہبی کتاب کا نام ہے۔ جس میں انکے مذہبی گیت ہیں۔ یہاں مراد صرف بلبل ہے۔

ترجمہ۔ اگر فاختہ نہ روئے تو سرو باغ میں کہاں بڑھ سکتا ہے۔ اور گلزار میں ژند پڑھنے والا (بلبل) آہ وزاری نہ کرے پھول کہاں کھل سکتا ہے۔

(۱۰۰)۔ توبہ۔ بن حمیر بن حزن بن کعب ایک شاعر کا نام ہے جو لیلیٰ پر عاشق تھا۔

ترجمہ۔ اگر توبہ اور لیلیٰ کی داستان ضرب المثل نہ ہوتی۔ تو ان کا نام ونشان وہم کی حد سے بڑھ کے نہ ہوتا۔

(۱۰۱)۔ بثینہ۔ بنی عذرہ کی ایک خوبصورت عورت تھی جس پر جمیل عاشق تھا۔ بالآخر اسی سے شادی ہوگئی تھی۔

ترجمہ۔ اگر جمیل دل سے بثینہ کے حسن وجمال کا طالب نہ ہوتا۔ تو میں کافر ہوں (قسمیہ کہتا ہوں) کہ اگر کوئی بثینہ کا ذکر بھی کرتا۔

(۱۰۲)۔ فردوسی جیسا ماہر شاعر چاہیئے۔ تاکہ جہان میں سیستان کے پہلوان (رستم) کی تاریخ لکھی جائے۔

(۱۰۳)۔ فلق عجیب کام عجیب۔ جیسے افلق الشاعر افلاقاً۔ شاعر نے بہت عجیب کلام کہا مفلق تعجب میں ڈالنے والا۔ اخستان۔ بادشاہ کا نام جو نظامی خاقانی کا ممدوح تھا۔

ترجمہ۔ خاقانی جیسا تعجب میں ڈالنے والا ادنا چاہیئے تاکہ زمانے میں شاہ اخستان کی باتیں کرے۔

(۱۰۴)۔ اسی طرح قاآنی جیسا عقلمند ادیب ہونا ضروری ہے۔ تاکہ زمانے میں پسندیدہ بادشاہ کی داستان رہ جائے۔

(۱۰۵)۔ غازی ۔غزا کرنیوالا۔ کفار سے لڑنے والا۔ یم ۔ سمندر۔ دریا۔ ہشتن چھوڑنا ہلا مضارع ۔

ترجمہ ۔ غازی بادشاہ محمد شاہ جس نے اپنے کاروبار میں اپنی آستین میں (سخاوت کے لحاظ سے) سمندر باندھ رکھا ہے اور اپنے آستانہ پر جمشید کو (دربان بنا کر) چھوڑ رکھا ہے۔

(۱۰۶)۔ جب سے خدا نے یہ جہان پیدا کیا ہے دیسا منصف بادشاہ جہان میں نہیں پیدا ہوا۔

قصیدہ ۱۷

حاجی میرزا آقاسی مرحوم کی تعریف میں

(۱)۔ تو جانتا ہے عید کیا ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ اپنے لب عید کی طرح ہنستے ہوئے رکھے جائیں۔ اور بڑی خوشی سے ہنستے ہوئے اپنی جان کو کوئے جاناں پر قربان کر دیا جائے۔

۵۸-(۲)۔ جان بھی جاناں ہی کی دی ہوئی ہے۔ تاکہ اُسے قربان کر دیا جائے۔ تو اس قربانی کے لئے جان کا قربان کرنا قابل تحسین نہیں۔

(۳)۔ عید کے لئے قربانی کرنا کوئی کمال نہیں۔ بلکہ عید کو بھی دوست کے قدموں پر قربان کر دینا چاہیئے۔

(۴)۔ تو جانتا ہے عشق کیا ہے۔ یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ہنس مکھ رہا جائے اور اس طرح آہ و فغاں کی جائے کہ آہ و فغاں کو بھی پتہ نہ چلے ۵

یعنی عاشق کو چاہیئے کہ اپنا عشق اور بھید چھپائے۔ اور ہر ایک امر میں عجز و انکساری سے کام لے۔

(۵)۔ شیطان طبیعت لوگوں کے سامنے آنکھوں کی روپوشی کے لئے اپنے منہ کو ترش کیا جائے۔ اور دل میں شکرستان رکھا جائے۔ یعنی دل ہی دل میں مزے لوٹے جائیں اس طرح کہ لوگوں کو پتہ تک نہ چلے۔

(۶)۔ کریاس ۔ آستان ۔ دہلیز ۔ سرادق ۔ خیمہ۔

ترجمہ ۔ سکندر کی طرح دل میں روم و روس کا خیال باندھا جائے ۔ اور خیمہ کے

آستانہ کا منہ خراسان کی طرف رکھا جائے ۔

(۷)۔ کبھی تو عین وصل کی حالت میں جدائی کے داغ کو یاد کرکے رویا جائے۔ اور کبھی جدائی میں وصل کی سی خوشی منائی جائے۔ یعنی اگر خوشی نصیب ہو۔ تو زیادہ خوش نہ ہونا چاہیئے اور اگر غم و رنج یا تکلیف ہو۔ تو بڑی خوشی سے ان کا مقابلہ کیا جائے ۔

(۸) معشوقوں کی زلفوں کے سانپ کو دل کی بہشت سے نکال دینا چاہیئے کیونکہ بہشت کی دہلیز پر شیطان بٹھانا بُرا ہے ؎

بس کن از سودائے خوباں داشتن خاقانیا کز سر سودا خرد را در سر آید خیرگی

(۹)۔ یہ آہ جو باطن سے باہر نکلتی ہے (آشکارا ہو) غموں کی قاصد ہے اور جو آہ پوشیدہ طور پر رکھی جائے اُس میں بہت عیش مضمر ہیں ۔

(۱۰)۔ خواجہ (ممدوح) کے جمال کی طرح جو صبح ازل سے بھی زیادہ روشن ہے۔ بہت سے خورشید اپنے گریبان میں رکھنے چاہئیں۔ یعنی جمال خواجہ ہر دم پیش نظر رہے ۔

(۱۱)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بہشت کا زیور ہے۔ ان کی محبت سے اپنی آنکھوں کو خلد اور دل کو جنت بنانا چاہیئے ۔

(۱۲)۔ اگر تمام دنیا کوہ جودی سے پُر ہو جائے۔ تو بھی نوح علیہ السلام کی کشتی کے بغیر طوفان سے خلاصی پانے کی امید کرنا غلطی ہے۔ اسی طرح حب اہلبیت کے بغیر دوزخ سے رہائی مشکل ہے ۔

(۱۳)۔ اشارات اور شفا۔ بوعلی سینا کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں، یہ الفاظ بطور ایہام تناسب واقع ہوئے ہیں ۔

ترجمہ۔ خواجہ تمہارے اپنے اشارات سے شفا دیتا ہے نہ اشارات بوعلی سے بیشک خوان لقمان سے لقمہ کھانا چاہیئے۔ لقمان کا مرتبہ بوعلی سینا سے زیادہ مانا گیا ہے اس طرح مرزا آقاسی کو بوعلی پر ترجیح دینا مقصود ہے ۔

(۱۴)۔ جب کسی بوڑھے کی مست آنکھ بغیر شراب کے ہی مستی ظاہر کرے تو دزدیدہ نگاہی سے اُسے دیکھ کر حیران ہونا چاہیئے ؎

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

زیں ہر سہ بتر با تو بگویم کہ چہ باشد پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

(۱۵)۔ صاحب دیوانی دربار ہام میں بغیر کسی ذکر و بیان کے آقا کے سامنے سارے

بھید بیان کر سکتا ہے ۔

(۱۶)۔ رسول اکرم کے سامنے اگر چہ بے زبان بھی باتیں کرتے ہیں تجھے بھی حضرت علیؓ کا سا علم حضرت ابوذر غفاریؓ کا سا صدق اور سلمان فارسیؓ کا سا زہد رکھنا چاہیئے ۔

(۱۷)۔ کوشش کرتا کہ تو خواجہ کی طرح کچھ حاصل کر کے ہاتھ سے دیدے۔ تاکہ جہان میں تیرے لئے اور دوسروں کے لئے بھی راحت ہو۔ ؎

کس نیاید بخانۂ درویش   کہ خراج زمین و باغ بدہ

(۱۸)۔ تو خود ہی بتا کہ سمندر کو موتیوں کی پرورش کرنے اور جواہر مرجان وغیرہ رکھنے سے تلخکامی کے سوا کیا حاصل ہوتا ہے۔ یعنی سمندر پرورش کرتا جاتا ہے اور دوسرے لوگ نکال کر لے جاتے ہیں۔ دو کس رنج بیہودہ بردند وسعی بیفائدہ کردند۔ یکے آنکہ مال اندوخت و نخورد و دیگر آنکہ علم آموخت و عمل نکرد ۔

(۱۹)۔ بادل اپنی اس سیاہی سے جو دن کے چہرے کو چھپا لیتی ہے (تو وہ بارش کا متحمل ہونے کی وجہ سے) کسان کی آنکھ کی پتلی ہے ۔

(۲۰)۔ پہلے تو خواجہ ایسا بن پھر تجھے وارستگی و آزادی کے معنوں کا پتہ چلیگا۔ اور پھر تجھے وسیع ملکداری کی حکمت کا بھی علم ہو جائیگا ۔

۵۹۔ (۲۱)۔ میں انصاف کے لئے تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ زمانے کو آباد رکھنا اچھا ہے یا ویران کرنا ۔

(۲۲)۔ تیرے دل پر حرص کی دیوار کا سایہ نہیں پڑنا چاہیئے۔ ورنہ کاخ وایوان کا منقش رکھنا (پھولوں سے بھرا رکھنا) تو کوئی عیب نہیں ؎

حاجت بکلاہِ برکی داشتنت نیست   درویش صفت باش وکلاہِ تتری دار

(۲۳)۔ (ہر بادشاہ وامیر) خواجہ تو مٹی پر بنیاد رکھتا ہے (یعنی عمارات عالیشان بناتا ہے) اور تو دل پر (یعنی تعمیر دل بناتا ہے) اور تو دل پر (یعنی تعمیر دل کرتا ہے اے میرے پیارے اسکے اور اُسکے رکھنے میں بڑا فرق ہے یعنی بنیاد دل پر اور گل پر رکھنے میں بڑا فرق ہے۔ بجائے گِل گُل بضم یعنی فریں بھی پڑھ سکتے ہیں ۔

(۲۴)۔ اے مخاطب تیری حق بین آنکھیں نہیں ہیں تو یہ چون وچرا مت کر۔ تیرے اس سے بھی دو چند چون وچرا کرنے سے خواجہ کا کیا نقصان ہے (تیرا اپنا ہی نقصان ہے) ۔

۴۳۔ (۲۵)۔ توخواہشات نفسانی کی وجہ سے ان بُری باتوں (چون وچرا۔ اعتراض میں پڑ گیا ہے۔ اس تپ کی دوائی پی کب تک تو اس ہذیان (بکواس) کی عار میں مبتلا رہیگا۔

(۲۶)۔ تیری سُست جان عشق کے سخت بوجھ کو نہیں اُٹھا سکتی۔ فولاد کے ہتھوڑے کے سامنے شیشہ کا اہرن نہیں رکھ سکتی۔

(۲۷)۔ کاغذ کا لباس پہن کر پانی میں کودنا بُرا ہے۔ اپنے کپڑے خود ضائع کر لینا اور پھر تاوان کی بھی اُمید رکھنا بہت بُرا ہے ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت وچشم نیکی داشت — دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست۔

(۲۸)۔ تو کوشش کر کہ خواجہ کی طرح سر سے پاؤں تک معرفت سے بھر جائے۔ اور اسکے فیض کی بہار سے اپنے دل میں سینکڑوں گلستاں رکھے۔ اسکے ارشادات سے فیض حاصل کرنا چاہیئے۔

(۲۹)۔ جب ابر رحمت برسے تو اسکے فیض کے جذب کیلئے جنگل کی ریت کی طرح اپنی روح کو پیاسا رکھنا چاہیئے۔ یعنی جتنا فیض ہو سکتا ہو حاصل کر لینا چاہیئے۔

(۳۰)۔ پہلے تجھے خواجہ کی طرح تمام علوم کو جمع کر کے پھر طاق نسیان پر رکھنا چاہیئے۔ یعنی یہ نہیں کہ بغیر علم حاصل کئے ہی عمل شروع کر دے۔ بلکہ پہلے تمام علوم حاصل کر کے پھر ان علوم سے نظر ہٹا کر عمل کی طرف راغب ہو۔

(۳۱)۔ ورنہ بغیر علم حاصل کئے عارفوں کی طرح ہو حق کرنا اور معرفت کی باتیں کرنا بہت آسان ہے (لیکن اس سے فائدہ کوئی نہیں)۔

(۳۲)۔ یا ناقص شعرا کی طرح تھوڑی سی تحسین وآفرین کے لئے۔ دیگر شعراء کے حال کی نقدی (کلام) کو اپنے دیوان کی زیبائش بنا لینا (بھی آسان ہے۔ لیکن اس سے کیا فائدہ)۔

(۳۳)۔ موش طبعی (کمینہ پن) کی وجہ سے ہر وقت دوسروں کے دانے چرا کر اپنے تھیلے میں ڈال لینا چوری ہے۔ امارت نہیں ہے۔

(۳۴)۔ وہ آتش پرست جس کے دل کی تختی ژند واوستا پڑھتے پڑھتے سیاہ ہو گئی ہو۔ اُسے غالباً قرآن شریف کا تعویذ بنانے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے یعنی بغیر کسی سے فیض اور علم حاصل کئے کیسے صاحب معرفت ہو سکتا ہے ؎ العلم بدون العمل وبال والعمل بدون العلم ضلال

(۳۵)۔ صبیان۔ جمع صبی۔ بچے۔ لُعبت۔ گڑیا۔ پُتلی۔

ترجمہ۔ بذاتِ خود عقل بن جا عقل کے نقشوں کو چھوڑ دے۔ کیونکہ ایک بالغ آدمی کو بچے کی طرح بغل میں گڑیا رکھنے سے شرم آتی ہے۔

(۳۶)۔ دو نو جہان میں جو چیز تو دیکھے ایک حقیقت سے زیادہ نہیں (سب میں ذاتِ باری کا جلوہ موجود ہے) جو تجھے اس رنگا رنگ کے نقش رکھنے (پراگندہ خیالی) کی وجہ سے مختلف دکھائی دیتی ہیں۔

(۳۷)۔ قلم قدرت نے ہر ایک چیز کو کسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ ورنہ لکڑی (عصائے موسیٰ علیہ السلام) سانپ جیسی شکل نہیں رکھ سکتی۔

۶۰۔ (۳۸)۔ طبیعت و فطرت ہر ایک شئے کو بچے کی طرح گہوارے میں جنبش دیتی رہتی ہے (یعنی نشو و نما دیتی رہتی ہے جنبش و حرکت سے نشو و نما مراد ہے) تاکہ اس جنبش (حرکت و نشو و نما) کی وجہ سے اسکی کمی پوری ہو سکے یعنی کامل ہو جائیں۔

(۳۹)۔ پوشیدہ طور پر جنبش خاک کو اسی لئے سینکڑوں قسم کی لذات بخشتی ہے۔ کہ اس سے حیوانوں کی خوراک حاصل ہو سکے۔ یعنی خاک میں دانہ مل کر جنبش کرتا ہے اور اسکے حالات میں تغیر و تبدل اسی لئے ہوتا ہے کہ اس سے قوتِ حیوانی حاصل ہو سکے۔ گویا دانہ کی جنبش اسکی کمی کو پورا کرنا ہے۔ قرآن شریف میں ہے ؎

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۔ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۔ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اور یہ خدا ہی کی نشانیاں ہیں کہ تو زمین کو ایک عاجز اور ذلیل چیز خیال کرتا ہے۔ لیکن جب ہم اس پر پانی نازل کرتے ہیں تو اس میں جنبش پیدا ہوتی ہے اور تر و تازگی آتی ہے۔ وہ خدا جو اُسے زندہ کرتا ہے۔ وہی مُردوں کو بھی زندہ کر دیگا۔ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔

(۴۰)۔ کسی افلاطون کے سے پیالے والے جمشید سے ہوش کی شراب پی۔ یونانی حکمت رکھنا تو کمینوں کا کام ہے۔

(۴۱)۔ دل پاک ہونا چاہیئے خواہ جسم لوتھڑا ہوا ہی ہو۔ کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ آبحیات کو ظلمات ہی میں رکھنا چاہیئے ؎

ہنر پیدا کر اول ترک کیجو پھر لباس اپنا	نہ ہو جوں تیغ بے جوہر و گر نہ ننگِ عریانی

(۴۲)۔ قنبر۔ حضرت علیؓ کے غلام تھے۔ اور حبشی النسل تھے۔

ترجمہ۔ حضرت قنبر کی شکل کو یاد کرتا کہ تجھے معلوم ہو جائے۔ کفر کی سیاہی میں بھی نور ایمان کو پوشیدہ رکھ سکتے ہیں ؞

(۴۳)۔ **خذلان**۔ ذلت۔ ہزیمت۔ دوسرے مصرعہ میں کفر کے بعد واؤ چاہیئے ؞

ترجمہ۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے کہا۔ کہ آپ اپنا بدن کیوں ننگا رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا روح کفر اور فضول باتوں سے پاک ہونی چاہیئے جسم ننگا ہونا کوئی عیب نہیں ؞

(۴۴)۔ **قبض وبسط**۔ رنج وراحت۔ تنگی وفراخی۔ **نیران**۔ دوزخ ؞

ترجمہ۔ جو رات دن تیرے خیالات سے رنج وراحت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ کب تک تو ان کا نام دوزخ اور جنت رکھتا رہیگا ؞

(۴۵)۔ دیو کے بھی بدشکل چہرے کو دوست کا چہرہ تصور کرکے دیکھ۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ دیو میں بھی غلمان کا جلوہ دکھائی دے سکتا ہے۔ یعنی ہر ایک کو اچھی نظر ہی سے دیکھنا چاہیئے ؞

(۴۶)۔ جہان کا شکوہ وشکایت نہ کرتا کہ تجھے بھی آرام رہے۔ کیونکہ ماں بچے کے دانت نکلنے کے بعد دودھ چھڑالیا کرتی ہے۔ از خدا داں خلاف دشمن ودوست۔ کہ دل ہر دو در تصرف اوست

(۴۷)۔ ہمیں خواجہ کی تعریف کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک خوشترین کام ہے۔ صدف کی طرح ہمیشہ اسکی مدح میں گوہر افشاں ہونا چاہیئے ؞

(۴۸)۔ قوم کا پناہ دینے والا حاجی آقاسی کہ جسکا عفو ہر وقت خلقت کو ایک عصیان کا زمانہ رکھنا چاہتا ہے۔ یعنی اسکا عفو اس قدر وسیع ہے کہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا اس کی نافرمانی ہی کیا کرے۔ اور وہ معاف کرتا رہے ؞

(۴۹)۔ اسکا عدل ہر مہینے کے شروع میں چاند کے جسم کو کتان کی تار کی طرح گھٹا دیتا ہے تاکہ اُسے کتان واری کی رسم معلوم ہو جائے۔ یعنی اسکا عدل چاہتا ہے کہ کتان چاند کی روشنی سے نہ پھٹا کرے۔ اس لئے وہ چاند کے جسم کو کتان (السی کا کپڑا) کے تار کی طرح تار تار کر دیتا ہے ؞

(۵۰)۔ **شبر**۔ بالشت۔ وجب ؞

ترجمہ۔ اسکا قلم ایک بالشت بھرنے سے بھی کم ہے۔ لیکن یہ ایک معجزہ ہے کہ بالشت بھرنے کو ایک دنیا کی نگہبانی کے۔ لئے مقرر کر دیا جائے ؞

(۵۱)۔ وہم کہہ رہا تھا کہ اگر تقدیر چاہے تو اسکا نظیر پیدا ہو سکتا ہے۔ عقل نے کہا کہ امکان تقدیر کی شرط ہے ؞

(۵۲ و ۵۳)۔ قضا نے آسمان کے تنور میں سورج کی ٹکیا پکائی۔ اور کہا کہ خواجہ کو اس دستر خوان پر مہمان بلانا چاہیئے۔ لیکن عقل نے کہا اے فقیر مرغ خانگی کی طرح دونوں جہان کو ایک قسم کے (چینہ) دانہ پر مہمان نہیں بلانا چاہیئے۔

(۵۴)۔ وہ دربار عام کی بھیڑ کے ہوتے ہوئے بھی خدا کے ساتھ بھید کی باتیں کر لیتا ہے۔ ایسا تو خدا کا عشق حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں رکھتے تھے۔

(۵۵ و ۵۶)۔ تم یہ خیال نہ کرنا کہ خدا کو بھی چاہتا ہے اور بادشاہ کو بھی خدا کے عشق کے ہوتے ہوئے بادشاہ کا عشق رکھنا گناہ تو ہے۔ لیکن وہ بادشاہ کے رخسار میں خدا کا عکس دیکھتا ہے عکس اور عکس ڈالنے والے میں کوئی شخص فرق معلوم نہیں کر سکتا۔

(۵۷)۔ اگر اس کی دلیل چاہتا ہے تو رسول اکرم نے فرمایا کہ منصف بادشاہ خدا کا سایہ ہوتا ہے السلطان العادل ظل اللہ۔

(۵۸)۔ **بدست** ۔ بالشت ۔ **نہ افلاک** ۔ عرش اور کرسی کو ملا کر نو آسمان کہے جاتے ہیں شاعر نہ افلاک کو ممدوح کا گھوڑا ذہن میں تجویز کرتا ہے۔ گھوڑے کو تھوڑی سی جگہ میں کاوہ پھرانا شہسوار کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اے آقا سوائے تیری شخصیت کے کوئی دوسرا شخص ایک بالشت بھر جگہ میں نو آسمانوں کو جولانیاں نہیں دے سکتا ہے۔ یہ صفت تمہیں میں ہے۔

۶۱-(۵۹)۔ **جنین** ۔ وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہو۔ دوسرے مصرعہ میں "زندان" کی بجائے "زہدان" چاہیئے جس کے معنے "رحم" ہیں۔

ترجمہ ۔ نطفہ تیرے شوق سے باپ کی پیٹھ ہی میں جنین بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا دل نو مہینے رحم میں رہنے سے منقبض ہوتا ہے۔ یعنی بچے کو تیرے دیکھنے کا اس قدر شوق ہوتا ہے کہ وہ نو مہینے انتظار نہیں کر سکتا۔

(۶۰)۔ گل نرگس زردی اور بیماری کی وجہ سے ہاتھ میں اس لئے عصا رکھنے لگ گیا۔ کہ تو نے اُسے اس فتنہ انگیز خو رکھنے کی وجہ سے نظروں سے گرا دیا۔

(۶۱)۔ تیرے سخاوت کے ہاتھ کی میں تعریف نہیں کرتا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ ایک گز آستین میں سینکڑوں بحر عمان رکھنا معجزہ ہے۔

(۶۲)۔ تو اپنی حکومت کا جھنڈا آسمانوں کے قبہ پر جا گاڑ۔ کیونکہ تجھے محض ملک

ایران رکھنے سے شرم آتی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں "نایید" کی بجائے "آید پڑھیئے" ۔

(۶۳)۔ تو اپنے اخلاق حمیدہ کی بدولت کستوری اور عنبر کے کئی مٹکے رکھتا ہے اے دل اس قدر اس کا احسان تو تیرے لئے بہت خطرات کا باعث ہوگا ۔

(۶۴)۔ چونکہ چرخ ہشتم گویا تیرے مداحوں میں سے ایک مدّاح ہے۔ اس لئے اسکے لئے اپنے دامن میں اتنے گوہر رکھنا بجا نہیں ۔

(۶۵) - بغیر زبان کے دنیا کے بھید بیان کر کیونکہ معنی کے جسم کو الفاظ کے کپڑوں سے عریاں رکھنا تیرا ہی حصّہ ہے ۔

(۶۶)۔ تو خود جانتا ہے کہ قاآنی کا کام تیری مدح کے سوا کچھ نہیں۔ اے خلیفہ محمد مصطفیٰ تیرا فرض ہے کہ حسان جیسا شخص تیرے پاس ہو ۔

(۶۷)۔ تو خود سرتا پا دعا ہے۔ میں کس طرح تجھے دعا دوں۔ میرا کام تو فقط آمین کہنا اور دل کو تیرے احکام پر لگانا ہے ۔

قصیدہ ۱۸

حسین شاہ کی تعریف میں

(۱)۔ **آموں**۔ ایران اور توران کے درمیان ایک دریا ہے۔ **سیحون**۔ اندجان اور سمرقند کے درمیان ایک دریا ہے۔ بعض دریائے گنگا اور اٹک کو بھی کہتے ہیں ۔

ترجمہ۔ میرے نہر جیحون کے پیدا کرنے والے آنسوؤں کی وجہ سے نہر جیحون بھی دریائے آموں بن گئی۔ اور میری خون آلودہ آنکھوں کی وجہ سے زمین سیحون کا رشک بن گئی ۔

(۲)۔ میرے عشق کا اردی بہشت خزاں بن گیا۔ اور یہ تعجب کی بات ہے کہ خزاں میں میری نرگس شہلا (آنکھوں) سے گل لالہ اُگتا ہے ۔

(۳)۔ میری آنکھیں آنسو گرانے والی اور میرا سینہ شعلہ خیز ہے۔ اس لئے میری جائے قرار آگ اور پانی میں ہے ۔

(۴)۔ میری ہنسی کبھی دل کی خوشی سے پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ حوادث زمانہ کی وجہ سے میری چاندی جیسی پیشانی زعفران کے رنگ جیسی (زرد) ہوگئی ہے ۔

(۵)۔ **سقلاب**۔ ترکستان میں ایک شہر ہے۔ جہاں کے باشندے سرخ رنگ کے

ہوتے ہیں۔ یہاں مراد صرف سرخ رنگ۔ کہربا۔ زرد رنگ کا ایک پتھر ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ میں کمزوری کی وجہ سے قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔ اور تعجب ہے کہ میرے سقلاب جیسے اعضا کہربائے رنگ جیسے ہو گئے ہیں۔

(۶)۔ میری پلکوں کا ہر ایک بال میری آنکھوں میں کانٹا ہے اور تعجب کی بات ہے کہ یہ کانٹے میری طوفان خیز آنکھوں کے آنسوؤں کی موجوں میں بھی صحیح سالم رہ گئے ہیں۔

(۷)۔ میری آہ بے پرواکے شرار دن نے میرے دل میں اُن خار مزہ سے ایک دوزخ انگیٹھی کی طرح کسی پاداش میں سُلگا رکھی ہے (بجائے "از دل" "در دل" پڑھو)۔

۶۲۔ (۸)۔ ارسطالیس۔ سکندر کا وزیر تھا۔ اسی سے مخفف کر کے ارسطو کہتے ہیں۔

ترجمہ میں ارسطو کی سی محفل رکھنے والا دانا ہوں کہ میری گویا منطق سے معانی کے جسم میں جان پڑ گئی ہے۔

(۹)۔ اے خدا کیا ہو گیا ہے کہ میری شکر چبانے والی طبیعت کی شیریں زبان طوطی نے اپنے منہ پر مہر خاموشی لگا لی ہے۔

(۱۰)۔ سوفسطائی۔ ایک گروہ ہے جو خدا کو جسد انسانی میں حلول کرنیوالا خیال کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ میں تو وہی صوفی منش لقمان جیسا بقراط ہوں۔ لیکن اب لوگ میرے سوفسطائی ہونے پر کیوں دلیلیں دیتے ہیں۔

(۱۱)۔ میں وہ ارباب نظم (شعراء) کا پیغمبر ہوں۔ کہ غرور کی وجہ سے میری سیر چشمی اس کمینہ آسمان کو بھی پائے استحقار سے ٹھکرا دیا کرتی تھی۔

(۱۲)۔ اب میرے عیسیٰ جیسے سلیم نفس پر یہ حواری کیوں غالب آ گئے ہیں اور دشمن ہو گئے ہیں (حواری عیسیٰ علیہ السلام کے دوست تھے)۔

(۱۳)۔ میری مجلس (غم کی وجہ سے) سیاہ ہو گئی ہے۔ اور یہ تعجب ہے کہ سوز دل سے رات دن شمع کی طرح میں سر سے پاؤں تک جلتا رہتا ہوں۔

(۱۴)۔ میری نظم چمکتے ہوئے موتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آسمان کے کینہ کی وجہ سے میرے چمکتے ہوئے موتی ٹھیکریوں سے بھی کم قیمت ہیں۔

(۱۵)۔ مجھے اب جام شراب کے لئے ساقی کا احسانمند نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ میری آنکھیں جام ہیں اور سرخ رنگ کے آنسو میری شراب ہیں۔

(۱۶)۔ میری بدقسمتی ہزار ہا تلخیوں کی وجہ سے منہ ترش کئے بیٹھی ہے۔ ممکن ہے

کہ میری میٹھی جان سے اس رنغم کے صفراء کو، صفرا کو دور کر سکے ۔

(۱۷) ۔تو نے یہ مثل نہیں سنی کہ اپنے کئے کا کیا علاج ۔ دیکھیں میرے افعال سے مجھ پر کیا گذرتی ہے ۔

(۱۸) ۔ چونکہ دل مجھے ہر طرف لئے پھرا اس لئے اس نے میری عزت برباد کر دی ہائے افسوس کہ گھر کا چور ہی میرا مال و اسباب (عزت) لوٹ کر لے گیا ۔

(۱۹) ۔ زمانہ بادشاہ کی جدائی کے رنج کی وجہ سے میرے لئے دوزخ ہو رہا ہے ۔ اگر آخرت میں بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک ہو تو میری حالت پر افسوس ہے ۔

(۲۰) ۔ **اوژن** ۔ فعل امر از **اوژندن** ۔ گرانا ۔ ڈالنا ۔ **ظلیل** ۔ فراخ ۔

ترجمہ ۔ شیر افگن بادشاہ حسن شاہ جو یہ کہہ سکتا ہے کہ نو آسمان میرے بلند جھنڈوں کے فراخ سایہ کے نیچے سوئے ہوئے ہیں ۔

(۲۱) ۔ **یاس** ۔ عقلمندی ۔ ناامیدی ۔

ترجمہ ۔ وہ بادشاہ جو فرماتا ہے ۔ کہ میری عقلمندی پر قبر میں سے چنگیز خاں ہزار آفرین بھیجتا ہے ۔

(۲۲) **طہمورث** ۔ ہوشنگ کی اولاد میں سے ایک بادشاہ تھا جس نے دیو کو اپنا گھوڑا بنایا تھا ۔

ترجمہ ۔ میں وہ طہمورث کے خاندان کا ہوشنگ ہوں کہ میرے براں خنجر سے دیو بھی خون میں غرق ہیں ۔

(۲۳) ۔ **دغا** ۔ جنگ ۔ **روئے** ۔ چہرہ ۔ طاقت ۔ سیراب ۔ تر و تازہ ۔ **احمر** ۔ سرخ ۔ **شقاق** ۔ گل لالہ ۔

ترجمہ ۔ میرے بدکردار دشمنوں کے گل لالہ کے سے رنگ والے خون کی وجہ سے ابھی تک میدان جنگ میں تر و تازہ گل لالہ اگتا ہے ۔

(۲۴) ۔ ابد تک میرے نشتر سے جو خون کا دشمن اور بے پروا ہے کفار کے قلعوں کی خاک گاؤ ماہی تک سرخ رنگ رہیگی (گاؤ ماہی کی تشریح پہلے گذر چکی ہے) ۔

(**۲۵**) ۔ میرا جہان کو طے کرنے والا گھوڑا اگر ایک دفعہ جولان لگائے ۔ تو ماضی و مستقبل کی شکل کو رانوں پر لکھ لیتا ہے ۔

(۲۶) ۔ اے خدا یہ کیا معجزہ ہے کہ نالائق دشمن میری ہلال جیسی تلوار سے جوزا کی سی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ مصرعہ میں باہنجار کی بجائے ناہنجار چاہیئے ۔

۶۳ ۔ (۲۷) ۔ ہیجا ۔ الڑائی ۔ حملہ ۔

جس شخص نے حشر کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ اسکے بازار کی شورش میری لڑائی کی شورش کے مقابلہ میں بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی،

(۲۸)۔ زہرہ۔ پتّہ علت۔ بیماری۔ گونہ۔ رنگ

آسمان نے کہا۔ کہ میرا سبز رنگ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ بادشاہ کے ڈر کے مارے میرا پتّہ پھٹ گیا ہے

(۲۹)۔ مہ کامل نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کی رائے کے قریب قریب ٹھہرایا تھا۔ اسی لئے اسکے کیفر کردار میں میرے اجزا ہر مہینے ناقص ہو جاتے ہیں

• (۳۰)۔ تیر۔ ستارۂ عطارد۔ منشیٔ تنک۔ دبیر۔ منشی

عطارد نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کا منشی کہا تھا اسی لئے اسکے بدلہ میں میرے اجزاء جل گئے ہیں

(۳۱)۔ بادافراہ۔ پاداش۔ بدلہ۔ رجعت۔ واپس آنا سوائے سورج اور چاند کے باقی سیارگان کا اپنی طبعی سیر سے جو مغرب سے مشرق کی طرف ہوتی ہے۔ واپس ہونا۔ زہرہ۔ لولیٔ فلک

ترجمہ۔ ستارۂ زہرہ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کا گویا کہا تھا۔ اسی لئے اس کی پاداش میں میری قسمت میں رجعت مقرر ہو گئی

(۳۲)۔ ہمال۔ ہمسر۔ شریک۔ کسوف۔ سورج گرہن

ترجمہ۔ سورج نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کی رائے کا ہمسر ٹھہرایا تھا۔ اسی لئے کبھی کبھی میرا جہان آراستہ کرنے والا چہرہ گرہن والا ہو جاتا ہے،

(۳۳)۔ ترک گردوں۔ ستارۂ مریخ۔ جلاد فلک۔ وشخیم۔ تندخو سپاہی

ترجمہ۔ ستارۂ مریخ نے کہا کہ میں نے اپنے کو بادشاہ کا تندخو سپاہی کہا تھا۔ اسی لئے میرا چمکتا ہوا ستارہ نحوست میں مشہور ہو گیا

(۳۴)۔ مشتری۔ قاضی فلک۔ خطیب۔ خطبہ پڑھنے والا،

ترجمہ۔ مشتری نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کا خطیب کہا تھا۔ اسی لئے کوئی شخص بھی میری تحریر پر کان نہیں دھرتا

(۳۵)۔ کیوان۔ زحل۔ ہندوی فلک،

ترجمہ۔ ستارۂ زحل نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کا دربان کہا تھا۔ اسی لئے میری

تعریف جان کو تکلیف دینے والا نحس اکبر ہوگئی ہے۔

(۳۶)۔ بادشاہ کی مجلس اور لڑائی کے سازوں میں سے ہر ایک کل ایسی عجیب عجیب نظمیں کہہ رہے تھے جو میرے اس روشن قصیدہ سے بھی عجیب تھیں۔

(۳۷) عظم۔ ہڈی۔ عظام جمع۔

ترجمہ۔ بادشاہ کی تلوار نے کہا کہ میں موجیں مارنے والے دریا کا نہنگ (مگرمچھ) ہوں کہ دشمنوں کی ہڈیاں میری خوراک اور بادشاہ کا ہاتھ میرا دریا ہے۔

(۳۸)۔ بادشاہ کے نیزہ نے کہا کہ میں پیچدار زہریلا سانپ ہوں کہ میرے جانفرسا ڈنگ کے زخم سے اژدہا بھی پیچ و تاب کھاتا ہے۔

(۳۹)۔ بادشاہ کے نقارے نے کہا کہ میں وہ رعد کی سی گرج والی گڑیا ہوں۔ کہ میری آواز سے آسمان بھی اپنے کانوں میں روئی ٹھونسے ہوئے ہے۔

(۴۰)۔ استسقا۔ ایک مرض ہے جس میں مریض کو پیاس زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اور پانی پیتے پیتے مرجاتا ہے۔

بادشاہ کے خنجر نے کہا کہ میں مرض استسقا کا مریض ہوں۔ اور میرے مرض استسقا کا علاج بادشاہ کے دشمنوں کا خون ہے

(۴۱)۔ شرنگ۔ حنظل۔ اندرائن۔ مراد زہر۔

ترجمہ۔ بادشاہ کے تیر نے کہا کہ میں وہ تیز پرواں والا عقاب ہوں۔ کہ میری زہر آلود چونچ موت کا آشیانہ ہے۔

(۴۲)۔ برز۔ شان وشوکت۔ البرز۔ ماژندران کے ایک پہاڑ کا نام ہے دماوند ایران میں پہاڑ ہے۔

ترجمہ۔ بادشاہ کے گرز نے کہا کہ میں کوہ دماوند ہوں۔ کہ بادشاہ کی شان وشوکت کے کوہ البرز کے سامنے میری جائے قرار ہے۔

(۴۳)۔ بادشاہ کے خود نے کہا۔ کہ میرا ابلق گھوڑا نسر طائر کا بازو (پر) ہے۔ جس نے کہ میرے فرقدان کے ساتھ لگنے والے سر میں آشیانہ بنا رکھا ہے (نسر طائر اور فرقدان وغیرہ کی تشریح پہلے گذر چکی ہے)۔

(۴۴)۔ شست ا مچھلی پکڑنے کا جال۔ حلقۂ زلف۔

ترجمہ۔ بادشاہ کی زرہ نے کہا کہ میں جال کے سے جسم والی اور مگرمچھ رکھنے والی ہوں اور میری چاندی جیسی پیشانی حلقہ در حلقہ ہے ۔

(۷۵)۔ بادشاہ کے گھوڑے نے کہا کہ میں وہ صرصر کی سی رفتار والا سیاہ گھوڑا ہوں کہ میری رفتار کے لئے ساتوں آسمانوں کے جنگل کی ضرورت ہے ۔

(۷۶)۔ بادشاہ کے جھنڈے نے کہا کہ میں وہ فتح کی نشانی ہوں کہ فتحمندی کے رخسار کا طرہ میرا سیاہ پھریرا ہے ۔

(۷۷)۔ بادشاہ کی مجلس نے کہا کہ میں جنت ہوں اور پیالہ میرا نہر سلسبیل ہے غلمان ساقی اور حور کی سی شکل والے معشوق میری حوریں ہیں ۔

(۷۸)۔ بادشاہ کے ہاتھ نے کہا کہ میں وہ نیسان کا بادل ہوں۔ کہ میری زبردست سخاوت سے دریاؤں کے خزانے بھی خالی ہو گئے ہیں ۔

(۷۹)۔ بادشاہ کے جام نے کہا کہ میں کوثر کی مانند ہوں۔ اور بادشاہ کی عشرت خیز بزم میرا باغ بہشت ہے ۔

(۵۰)۔ بادشاہ کی رائے نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں اور میرا دشمن سامری ہے۔ اسکا جادو میرے ید بیضا کے سامنے کیا حقیقت رکھ سکتا ہے۔ سامری بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا جس نے جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے تو اس نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا۔ اور اسے جادو کے زور سے بلوایا اور بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ تمہارا خدا ہے۔ جس کا مفصل ذکر سورۂ طٰہٰ سولھویں سپارے میں موجود ہے ۔

(۵۱)۔ صاحبقران۔ وہ بادشاہ جس کی پیدائش کے وقت زہرہ و مشتری کا قران ہو ۔

ترجمہ۔ بادشاہ کے قلم نے کہا کہ میں وہ صاحبقران سکندر ہوں۔ کہ میرے نقش تو سیاہ ہیں لیکن میرے معانی آب حیات ہیں ۔

(۵۲)۔ ازا۔ مقابلہ۔ برابر ۔

ترجمہ اے بادشاہ اگرچند روز میں تیری درگاہ سے دور رہا ہوں۔ تو میری اس جسارت (دلیری) کے مقابلے میں آسمان نے مجھے کافی تکلیف دیدی ہے ۔

(۵۳)۔ اگر تو جانتا ہے کہ نادانی سے مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے تو یہ تیری جانسوز (تلوار) ہے اور یہ میرا فرق دان سے گھسنے والا (متکبر) سر ہے (بے تکلف کاٹ دے)

(۵۴)۔ ناظر۔ ہیڈ منشی۔ خواجہ سرا۔ استرضا۔ رضامندی طلب کرنا۔
ترجمہ۔ میں نے پسندیدہ ناظر کی ہمراہی اس لئے منظور کی تھی۔ کہ وہ ہر کام میں میری رضامندی کو مدنظر رکھتا تھا۔

(۵۵)۔ اور اگر حقیقت میں میرا کوئی گناہ نہیں تو مجھے خلعت بھیج۔ تاکہ میرا قد (میں) مصائب کے شکوک۔ سے نجات پائے (تشریف۔ خلعت)۔

(۵۶)۔ اے بادشاہ تیری عمر اتنی لمبی ہو۔ کہ آسمان بھی کہنے لگے کہ میری لوگوں کے جسموں کو تکلیف دینے والی گردش ختم ہو گئی ہے۔

قصیدہ ۱۹

فی المدیحہ

(۱)۔ کل جب ستاروں کے بادشاہ چوتھے آسمان کے مالک (سورج) نے آسمان کی بلندی سے زمین کے مرکز کا رخ کیا۔ (سورج غروب ہو گیا)۔

(۲و۳)۔ میں نماز فریضہ ادا کرنے کے بعد خدا کے گھر سے۔ جس طرح کہ شرع اور مذہب میں وارد ہے۔ اپنے گھر کی طرف مائل ہوا۔ اور قدم باہر نکال کر کوہ و درہ میں اور دائیں بائیں ٹہلنے لگا۔

(۴)۔ میری آنکھیں پاؤں پر تھیں اور پاؤں راہ پر۔ بڑی آہستگی اور نرمی سے جا رہا تھا۔ اور دل میں قسم قسم کے خیال تھے۔ اور کبھی کبھی دل جل اٹھتا تھا۔ اور درہم برہم اور پریشان ہو جاتا تھا۔

(۵)۔ کبھی مجھے شان و شوکت کا خیال اور کبھی سیم و زر کا کبھی عزت کی فکر اور کبھی کسی دفینہ کا خیال آجاتا تھا۔

۶۵ - (۶)۔ میری جان عزت اور شان کی فکر میں تھی اور جسم آب و نان کی حرص میں تھا دل میں تو معشوق کے وصال کا خیال اور لب شراب کی صراحی کے خیال میں تھے۔

(۷)۔ ہر دم شراب کے بھرے ہوئے پیالے کا گیت میرے لبوں پر آجاتا تھا۔ اور میرے دل میں نازنین معشوق کے غم میں بہت وسوسے سمائے ہوئے تھے۔

(۸)۔ اور میں یہ خیال کرتا تھا۔ کہ اس فرشتہ خو کی کونسے مکان میں گفتگو ہو رہی ہو گی اور اب وہ کس کا ہمنفس اور کس کا ہمنشین ہو گا۔

(۹)۔میرے پہلو میں دل اس غم کے مارے خون کا دریا بن رہا تھا۔ کہ کون اسکے غبغب کو چومتا ہوگا اور کون اسکے چوتڑوں کی مالش کر رہا ہوگا۔

(۱۰)۔جب وہ سادہ (بے ریش) معشوق خوراک کے بعد شراب پیتا ہوگا۔ تو کون اس پر یورش (حملہ) کرتا ہوگا۔ اور کون اسکی گھات میں بیٹھتا ہوگا۔

(۱۱)۔جب وہ سرکشی شروع کر دیتا ہوگا۔ اور شور و شر (ناراضگی) کی طرف مائل ہوتا ہوگا۔ تو کون اسکے مطیع کرنے کے لئے ہزاروں قسمیں کھاتا ہوگا (یمین۔ قسم)۔

(۱۲)۔وہ کونسی دوزخ (بنسبت رقیب) کے مطیع ہوا ہوگا۔ جو اسکے کوثر جیسے لبوں سے شہد پی رہا ہوگا۔

(۱۳)۔اور اب اسکے دو نور خسار اور اسکی دو خم در خم کمندوں سے ریحان کی شاخیں چنتا ہوگا۔ اور چنبیلی کے پھول سونگھتا ہوگا۔

(۱۴)۔جب تھوڑا سا اور وقت گذر جائے تو وہ بستر خواب بچھاتا ہوگا۔ تاکہ وہ بلائے دین اس بستر پر لیٹ جائے (اسکے بعد)۔

(۱۵)۔**ملاعبت** کھیل کرنا۔ جماع سے پیشتر عورت کو چھیڑ نا چھاڑنا۔

ترجمہ۔پھر وہ چھیڑ چھاڑ میں آکر گود میں لے لیتا ہوگا۔ اور اسکے بدن کو بہت زور سے گھونٹتا ہوگا۔ اور پیشانی کے چٹاخ پٹاخ بوسے لیتا ہوگا۔

(۱۶)۔**عاج**۔ ہاتھی دانت۔ **تخت عاج**۔ مراد سرین۔ **شبق**۔ جماع کا بہت حریص ہونا۔ **تکین**۔ بادشاہ۔ صحیح تکین بمعنی مقیم۔

ترجمہ۔ان تمام باتوں کو تو میں سہل سمجھوں گا۔ اگر دیو ہوس شہوت میں اس کے اسکے تخت عاج (سرین) پر تکین نہ کرے۔

(۱۷)۔**جم**۔جہاں جم کے ساتھ انگوٹھی کا ذکر آئے وہاں اس سے مراد حضرت سلیمان ہوتی ہے۔ **سپوختن** گھسیڑنا۔ **حلقہ نگیں**۔ انگشتری۔

ترجمہ۔کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام کے تخت پر دیو کو دسترس حاصل ہوجائے تو وہ بیشک انگوٹھی میں انگلی گھسیڑ دیتا ہے۔

(۱۸)۔جب کوئی نالائق چاندی کے تخت کو فتح کر لیتا ہے تو دست ستم دراز کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر اپنے آپ کو بادشاہ خیال کرتا ہے (دوسرے مصرع میں "ار" کی بجائے "از" چاہیے)

گستہم۔ نوذر بن منوچہر کے لڑکے کا نام تھا۔

(۱۹)۔ جب یہ خیال آتا تھا تو میرے جسم پر ہر ایک بال پوستین کے نیچے گستہم کے نیزے کی طرح کھڑا ہو جاتا تھا۔

(۲۰)۔ اسکی عصمت کی غیرت مجھے اس بات پر آمادہ کرتی تھی۔ کہ یا تو اپنی لاش کو غم کے تیر سے یا اس کے جسم کو کینہ کی تلوار سے خون میں کھینچوں (مار دوں)۔

(۲۱)۔ بہت سے خیالات میرے دل میں گذر رہے تھے۔ حتیٰ کہ اسی کشمکش میں اول شب کا حصہ گذر گیا۔

(۲۲)۔ طیرہ غضبناک غصہ۔ رنج۔ **صبح دو یمیں**۔ صبح صادق۔ دوسری صبح۔

ترجمہ۔ میں ابھی اس اول شب میں غضبناک ہی بیٹھا تھا۔ کہ ناگہاں کوچے کے موڑ سے صبح صادق کا طلوع ہوا۔

(۲۳)۔ تعجب کی بات ہے کہ سیاہ رات میں آفتاب نے اپنا چہرہ دکھایا۔ اگرچہ پچھو آفتاب کے قریب کبھی نہیں آیا۔

(۲۴)۔ میری دو آنکھیں میری طرح ہی زیادہ روشنی کی وجہ سے حیران رہ گئیں۔ کہ یہ رات حضرتِ موسیٰ تو نہیں کیونکہ یدبیضا اسکی آستین میں ہے۔

۶۶۔ (۲۵)۔ **ولہ**۔ سرگشتگی۔ عشق۔ غصہ۔

ترجمہ۔ جب میں نے بڑی حیرانی سے بنظرِ تعمق اسکی طرف دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا معشوق دو آگ جیسے رخساروں کے ساتھ آ رہا ہے۔

(۲۶)۔ اسکی آنکھیں ایک ہنر کا تتار تھیں۔ اور چہرہ پھولوں کی بہار تھا۔ اس کی مینڈھیاں پیچوں کا ایک جہان اور شکنوں کا آسمان تھیں۔

(۲۷)۔ اس کا قد نئے اُگے ہوئے پودوں کا ایک چمن تھا لیکن اسکے سر پر باغ ارم تھا اسکے لب عقیق کے ایک یمن تھے لیکن شکر سے گندھے ہوئے تھے۔

(۲۸)۔ اسکی پیٹی میں اسکی کمر کا نقش میرے خیال کی طرح نازک تھا۔ اور اسکی کمر کے نیچے موٹا ہونے کی وجہ سے پہاڑ جیسی شکل کے سرین تھے (سمیں۔ موٹا)۔

(۲۹)۔ اسکی زلفوں کے خم سے حسن اور معشوقی کے نشانات ٹھیک اس طرح ظاہر تھے۔ جس طرح فریدوں کے جھنڈے سے فتحمندی کے نشانات ظاہر ہوتے تھے (آبتین۔

فریدوں کے باپ کا نام ؛

(۳۰)۔ چونکہ اسکی آنکھیں ہر نگاہ میں مہیب اور جان کو توڑنے والی تھیں۔ اس لئے تو کہیگا کہ اسکی دو آنکھوں میں پھاڑنے والا شیر مکان بنائے ہوئے ہے ؛

(۳۱)۔ جتنے دنیا میں شکنج اور پیچ اور خم ہیں وہ اسکی زلفوں میں پوشیدہ تھے۔ جتنے فریب رنگ اور مکر ہیں اسکی آنکھوں کے ذمہ دار تھے ؛

(۳۲)۔ میری آنکھیں اس کا جمال دیکھ کر روشن ہوگئیں۔ تو میں نے اُسے کہا کہ تیرے لب کیا ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک غمناک جہان کی خوشی کے باعث ہیں ؛

(۳۳)۔ میں نے اُسے کہا کہ اے عمدہ رخ والے خوش آمدی۔ صفا آوردی۔ تیری جان پر میری جان سے ہزاروں تحسین و آفرین ہو ؛

(۳۴)۔ اسکے بعد راستے سے میں اُسے دروازے کی دہلیز تک لے گیا۔ اور اُسے میں نے بغل میں خوب دبایا اور ٹھیک کہتا ہوں کہ امانتدار خزانچی کی طرح اسکے خزانہ میں خیانت نہیں کی ؛

(۳۵)۔ تگاور۔ تنومند گھوڑا۔ حرون۔ سرکش ؛

ترجمہ۔ اسکے بعد ایک سرکش گھوڑے کی طرح جسے تو زین کے نیچے کر لے میں نے بہت منتر پڑھ کر اُسے مطیع کر لیا ؛

(۳۶)۔ جو مجھے اسکی نسبت دوسروں کے پاس جانے کا شک تھا۔ وہ اسکے بوس و کنار کے بعد یقین تک پہنچ گیا (یعنی پہلے مجھے شک تھا۔ پھر جب اس نے مجھے بھی بوس و کنار سے محظوظ فرمایا۔ تو اس وقت مجھے یقین ہو گیا۔ کہ یہ دوسروں کے پاس ضرور گیا ہوگا) ؛

(۳۷)۔ اور اب میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ کہ اگر اس حکائیت کی شرح پسندیدہ بادشاہ پوچھیگا تو میں کیا جواب دونگا ؛

(۳۸)۔ پہلے مصرعہ میں "بنال" کی بجائے "نبال" چاہیئے۔ جسکے معنی اگر مشدّد نہ ہو یعنی **نبال** ہو تو عقل ہیں۔ اور اگر مشدّد ہو یعنی **نبّال**۔ تو جوانمرد۔ بہادر ہیں۔ **تگیں**۔ بادشاہ ؛

ترجمہ۔ وہ بادشاہ کہ اسکے آستانہ پر عقل (یا بہادر) بھی بوسہ دیتی ہے اور وہ بادشاہ جس کی خاک راہ پر بڑے بڑے بادشاہ سجدہ کرتے ہیں ؛

قصیدہ ۲۰

شجاع السلطنتہ حسن علی مرزا مرحوم کی تعریف میں

(۱)۔ عید کا دن ہے اور ساقی نے صراحی سے پیالے میں شراب ڈالی ہے۔ گویا ہیرے جیسے رنگ والے گوہر میں مصفّیٰ لعل گرایا ہے۔

(۲)۔ **طلق** - ابرق مراد جام بلورین۔ **زرنیخ** - ہڑتال۔ مراد شراب زرد رنگ۔ **سیماب** پارا **گوگرد احمر**۔ سرخ رنگ کی گندھک۔ جو نایاب ہے اور اکسیر کا جزو اعظم ہے۔ مراد شراب۔

ترجمہ - یا جان کی اکسیر کے لئے ابرق (جام) میں سیال ہڑتال (شراب) کو ملا دیا ہے اور سیماب جیسے پیالے میں سرخ رنگ کی گندھک (شراب) ڈال دی ہے۔ ہڑتال کا تیل اور طلق محلول اکسیر کے جزو اعظم ہیں۔

(۳)۔ ایسی شراب ہے کہ جو سراب میں پانی پیدا کر دیتی ہے۔ اور پانی میں گرے تو آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور آگ سے بلبلے پیدا کر دیتی ہے گویا ایک گھونٹ میں دریا ہے یعنی دریا کو کوزے میں بند کر رکھا ہے۔

(۴)۔ **مشربہ** - پیالہ۔ **شبہ** - جھوٹے موتی۔ سیاہ رنگ پتھر۔

شراب پیالے میں موجزن ہے۔ اس موج سے غم کی فوج سیاہ ہوتی ہے۔ اور گویا وہ شراب پہلی رات کے ہلال میں ثریا کی لڑیاں ہیں۔

(۵)۔ **کاسِ من معین** - معین بہشت کی ایک نہر کا نام ہے اصل میں کاس من ماءِ معین آب صاف و زلال۔ یعنی نہر معین کے مصفّی پانی کا پیالہ۔ تمارا صحیح تماشا۔

ترجمہ - پیمانہ شراب کاس من معین (پیالہ آب صاف) کا مصداق ہے اور غلمان کے سے رخساروں والے معشوق یعنے ساقی خوش چشم حوریں ہیں جنہوں نے مجلس بہشت آئین میں بنیاد تماشا ڈال رکھی ہے۔

(۶)۔ مجلس خوبی میں بہشت ہے زرین پیالہ جام جم ہے۔ اور شراب کی موج کی وجہ سے غم کے پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔

(۷)۔ شکا تہمت زدہ مریم ہے جو بکارت ہی کی حالت میں حاملہ ہے۔ اور شراب کے بچہ سے شراب خانہ میں مسیحا کی سی رونق آئی ہوئی ہے۔

(۸) چنبر۔ دائرہ، دف۔ ایک باجہ حلقہ چوب پر کھال سے منڈھا ہوتا ہے۔ اور اُسکے حلقہ اور کھال پر مختلف رنگ کے خطوط مدور کھنچے ہوتے ہیں۔ مواسا۔ دوستی ؛

ترجمہ۔ دف دائرہ کی سی شکل والی ہے۔ جسکے دائرہ پر سینکڑوں دائرہ مختلف رنگوں کے بنے ہوئے ہیں جنہوں نے کہ آپس میں مشورہ کرکے دوستی کی بنیاد ڈال رکھی ہے ؛

(۹) سارنگی خمیدہ پشت بڑھیا ہے۔ جو بے عفت ہونیکی تہمت زدہ ہے اور جس نے ہردم اپنے اونچے نیچے کی سرکی آواز سے شور وغوغا کی بنیاد رکھ چھوڑی ہے ؛

(۱۰)۔ بلبلہ۔ صراحیٔ شراب۔ بکر۔ دوشیزہ ؛

ترجمہ۔ شراب جو چاندی کی صراحی میں ہے وہ گویا ایک دوشیزہ ہے جسے خوشی کا حمل ٹھہرا ہُوا ہے اور جس نے اپنے زریں شعلوں کی وجہ سے ید بیضا کے سے معجزات ظاہر کر رکھے ہیں ؛

(۱۱)۔ مطربوں نے صف باندھ رکھی ہے۔ جن کے ہاتھ میں سارنگی۔ بانسری اور دف ہے۔ گویا بادشاہ کی مجلس میں ہر طرف سے خوشی کی بنیاد رکھی گئی ہے ؛

(۱۲)۔ سکندر کی سی شان وشوکت والا بادشاہ۔ طہمورث کے سے غلام رکھنے والا ہوشنگ۔ جو کہ بخشش کرنے کے وقت اپنے ہاتھ کے بادل سے چمکتے ہوئے موتی گراتا ہے ؛

مطلع ثانی

(۱)۔ صبح کا وقت ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آسمان کے کناروں پر عمداً خون گرایا گیا ہو۔ یا آسمان نے سبز ریشم کے فرش پر چین کا اطلس گرادیا ہو ؛

(۲)۔ یا۔ کاغذ پر شنگرف اور ہیرے پر یاقوت پڑا ہے۔ اور زمرد کے تھال کے اردگرد سُرخ یاقوت گرا ہُوا ہے ؛

(۳)۔ صبح کی تلوار چمکنے لگی۔ جس کی وجہ سے ستارے آسمان سے جاتے رہے۔ اس سے رات کا پتہ پانی ہوگیا۔ اور ستارۂ زہرہ کا تمام صفرا جاتا رہا ؛

(۴)۔ فروردین نے اپنا جھنڈا بلند کیا اور موسم خزاں کے لشکر کو شکست ہوگئی۔ اور صبح نے سردی کو دُور کرنے کے لئے پھونکیں مار مار کر شفق کی آگ روشن کردی ؛

(۵)۔ یا ناگاہ رات کے خون کو جس میں کہ سوداد سیاہی) ظاہر ہونے لگی تھی۔ آسمان نے خورشید کے نشتر سے اس کا سودا دفع کرنے کے لئے (یہ خون) گرایا ہے۔ جب بادہ سحاوی

غالب آجائے تو خون میں غلظت پیدا ہو کر خون سیاہ ہو جاتا ہے۔ جسکا علاج اطباء کے نزدیک فصد کھولنا ہے۔ گویا رات پر بھی علت سوداوی غالب آگئی تھی۔ اس وجہ سے خورشید کے نشتر سے اسکی فصد کھول دی گئی۔

(۶)۔ یا یہ نہیں بلکہ شجاع السلطنة نے ارجنہ کے جنگل کے شیر کی طرح یکدم تمام دلیروں کے خون کو میدان جنگ میں بہا دیا ہے۔

(۷)۔ **بغراخاں** ۔ خوارزم کا بادشاہ تھا۔ **قزل ارسلاں** ۔ ایک بادشاہ کا نام ہے جو ظہیر فاریابی کا ممدوح تھا۔ چنانچہ ظہیر فاریابی کا یہ ایک نہایت پر لطف اور مشہور شعر اسی کی تعریف میں ہے ؂

نہ کرسی فلک نہد اندیشۂ زیر پائے تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں زند

ترجمہ ۔ وہ بادشاہ ہے جس نے اپنی جان لینے والی تلوار اور بحیہ د عزت کی وجہ سے قزل ارسلان کا خون گرا دیا ہے اور بغرا خان کی عزت کھو دی ہے۔

۶۷ ۔ (۸) ۔ اس کا نیزہ جان کو تکلیف دینے والے سانپ کی طرح ہے۔ جو اژدہا کی طرح آگ برسانے والا ہے۔ جس سے وہ دغاباز دشمن کے جسم پر افعی کا زہر گراتا ہے۔

(۹) **سمندر** ۔ ایک جانور ہے۔ جو آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں ہی رہتا ہے۔

ترجمہ ۔ اسکی تلوار سمندر کی سی طینت والی طوس اور ہند کی فطرت والی۔ رومیوں اور زنگیوں کی سی ہیبت والی ہے جو اعضا سے آگ نکالتی ہے (طوس و ہند کی تلواریں مشہور تھیں)۔

(۱۰) آگ کے دل والی اور فولاد کے سے رنگ والی شکل میں آنکس جیسی ہے جو کہ ہاتھیوں کے سر پر سے ایک ایک کر کے نیل قامت بہادروں کا خون گرا دیتی ہے۔

(۱۱) ۔ اقبال و دولت اسکے شائق ہیں۔ مدد اور نصرت اس پر عاشق ہے۔ ہمیشہ اس کی عذرا ... کے منہ پر وامق کے آنسو (اعداء کا خون) گرتے رہتے ہیں۔

(۱۲) ۔ یہ ستاروں کے اجسام نہیں جو ہر طرف سے موتیوں کی طرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ بلکہ اسکے موتی گرانے والے ہاتھ کا ترشح آسمان کے طاق پر جا گرا ہے۔

(۱۳) ۔ اسکی طبیعت ایک پھلدار درخت ہے۔ اسکی سخاوت شگوفے اور اسکی مہربانی کا پھل ہے ہمیشہ دیبا کے باغ (آسمان) میں اسکی شاخوں سے پھل گرتے ہیں (دوسرا مصرعہ اس طرح چاہیئے) ؂

پیوستہ از شاخش ثمر در باغ دیبا ریختہ

(۱۴)۔ عقلمندی کی وجہ سے اسکے پاؤں سورج اور مشتری پر ہیں۔ اور اپنی بلند طبیعت کی وجہ سے اس نے آذر مہینے کی آبرو بھی گرادی ہے۔

(۱۵)۔ اس کا نیزہ اپنی زہر آلودہ نوک سے دشمنوں کے قتل میں لگا ہوا ہے لیکن دوستوں کے حلق میں اس زہر سے حلوا گرتا ہے۔

(۱۶)۔ جب سے بادشاہ نے اپنے ہاتھ کے بادل سے مشرق و مغرب میں موتی گرائے ہیں۔ تب سے سیپی بھی سمندر کی تہ میں اپنی خجالت کا اقرار کرتی ہے۔

(۱۷)۔ اسکی تلوار شکل میں ہلال جیسی اور چمک میں ید بیضا جیسی ہے۔ اسکا برج اعدا کا جسم ہے جسکی وجہ سے اسکی دشمن کی شکل جوزا کی سی بن جاتی ہے (دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں)۔

(۱۸)۔ **لات و عزے**۔ دو بتوں کے نام ہیں جو رسول اکرم کی بعثت سے پہلے کفار نے خانہ کعبہ میں رکھ چھوڑے تھے۔ **اصنام**۔ جمع صنم۔ بت۔

ترجمہ۔ اسکے عہد میں ظلم کے بت عدم کی خاک پر گر گئے جس طرح کہ خانہ کعبہ کے طاق سے لات و عزے گرے تھے۔

(۱۹)۔ اے وہ بادشاہ کہ تیرا نام جانوں کا تعویذ ہے۔ اور تیرا عہد خوشی و خرمی کا عہد ہے۔ آسمان کے ہاتھ نے تیرے پیالے میں مصفی شہد ڈال رکھا ہے۔

(۲۰)۔ **سدہ**۔ آستانہ۔ **صدرہ**۔ بالاخانہ۔ **فر**۔ رعب داب۔ شان و شوکت۔

ترجمہ۔ اے وہ شخص کہ تیرا آستانہ ہونیکی وجہ سے زمین بھی بلند عرش کے بالاخانہ پر ناز کرتی ہے اور تیری شان و شوکت پر خداوند تعالیٰ نے رعب داب کو گرایا ہے (اضافہ کر دیا ہے)۔

(۲۱)۔ تیری تلوار خون کی حاملہ ہے اور خون کی وجہ سے اسکے پہلوؤں میں گلشن بنے ہوئے ہیں وہ لڑائی کے دن ہر جسم سے سینکڑوں خون کی ندیاں جاری کر دیتی ہے۔

(۲۲)۔ **انگلیون**۔ ایک مصور کا نام ہے مصوری کی ایک کتاب کا نام بھی ہے۔ موتی مردہ

ترجمہ۔ تیرے قلم نے اپنی تحریر کی وجہ سے انگلیون کے نقش و نگار پر بھی قلم پھیر دیا ہے اور اپنے دم سے مردوں کے جسموں میں بھی بلند روح ڈال دی ہے۔

(۲۳)۔ اس دریانشین ہندی (تلوار) کے ڈر سے تیر فلک (منشی فلک یعنی عطارد) بھی گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ اور آستین میں سر لپیٹ کر اپنی نرگس شہلا (آنکھوں) سے موتی (آنسو) گرا رہا ہے۔

(۲۴)۔ وہ ایک خوبصورت خط و خال والا سانپ ہے۔ جس پر کہ ہر رنگ کے نقطے ہیں۔

اور دشمن کے حلق میں وہ بغیر غلطی کئے آشکارا طور پر زہر گرا دیتا ہے۔

(۲۵)۔ لوگ تو ملک چین سے کستوری لاتے ہیں۔ لیکن وہ (کستوری لینے کے لئے مراد سیاہی) مغرب زمین میں جا کر کستوری تحفہ لایا۔ اور ملک چین میں اس نے اپنا فرمانِ شاہی بھیجا (مشک سے مراد سیاہی ہے چین شکن کو بھی کہتے ہیں۔ اور خطِ طغرا پیچدار ہوتا ہے مغرب زمین سے دوات مراد ہے۔ کیونکہ مغرب زمین کے لوگ سیاہ رنگ ہوتے ہیں)۔

(۲۶)۔ کبھی وہ ہندوستان میں جا کر اپنے وہاں کو عنبر سے پُر کر لیتا ہے۔ اور پھر طوطی کی طرح لوگوں کی جان کے حلق میں اپنی آواز سے شکر گراتا ہے (یہاں بھی ہندوستان سے دوات مراد ہے۔ ہندوستان کے لوگ سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں)۔

۶۹۔ (۲۷)۔ **جلباب**۔ چادر۔

جس روز سیاہ کی گرد کی وجہ سے سورج اور چاند بھی ڈھاٹا باندھ لے۔ تو ہر طرف سے بینا آنکھوں میں بھی گرد راہ پڑ جاتی ہے۔

(۲۸)۔ جنگل خون کے دریا بن جاتے ہیں۔ اور صحرا خون کے دریائے سیحون بن جاتے ہیں۔ اور خاک اور پتھروں پر ہر طرف سے خون کا دریائے جیحون جاری ہو جاتا ہے۔

(۲۹)۔ ہرا۔ مہیب آواز۔ **نعرہ**۔ غوغا۔ **نمک بر آتش افشاندن**۔ شور و غوغا کرنا کیونکہ نمک آگ پر ڈالنے سے چٹختا ہے۔ **سیماب در گوش افگندن**۔ بہرا بنانا زمین میں آسمان کے ہاتھوں شور مچ رہا ہے اور مہیب آوازوں سے فرشتوں کے کانوں میں بھی تو پارہ پڑا ہوا دیکھیگا۔ یعنی یہاں کے شور سے فرشتے بھی بہرے ہو رہے ہیں۔

(۳۰)۔ **بارہ**۔ قلعہ۔ **بارہ پولاد خار**۔ گھوڑا۔ **پیل بالا**۔ پیل قامت بہادر۔

ترجمہ۔ فولاد پہننے والے بہادر لڑائی میں زبردست گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک ہندی اژدہا (ہندی تلوار) سے فیل قامت بہادر کا خون گراتا ہے۔

(۳۱)۔ لڑائی کے وقت ہر طرف سے خون گرانے والی تلوار کی وجہ سے قربان ہونیوالوں کے جسموں سے عید الضحیٰ کی طرح خون گرتا ہے۔

(۳۲)۔ **صارم**۔ تلوار۔ **سلب**۔ جوشن۔ خفتان۔ **ذات لہب** شعلے مارنے والی آگ۔

ترجمہ۔ ہر ایک ہندی نسب تلوار اپنے جسم پر چینی جوشن پہن لیتی ہے (خون سے سرخ ہو جاتی ہے) تو لوگوں کی جانوں کی کھیتی پر شعلے مارنے والی آگ گرتی ہے۔

(۳۳ و ۳۴) کف - جھاگ - ہالہ نمبر ۱ - زمین ۔

ترجمہ - جب تو جھاگ دار لبوں سے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے صف سے باہر نکلتا ہے اور تیرے چاند جیسے چہرے پر زمین کی گرد کی وجہ سے ہالہ ہوتا ہے تو تیری تلوار جو اکیلی ہی ایکدم میں سینکڑوں کا خون گراتی ہے۔ حریص دشمن کے خون سے دریائے ارس جاری کر دیتی ہے ۔

(۳۵) - ہر ایک آدمی اپنی جان بچانے کے لئے میدان جنگ میں اسباب بھی چھوڑ جاتا ہے۔ لیکن تیرا دشمن بیوقوفی سے اسباب کی بجائے جان پھینک جاتا ہے ۔

(۳۶) - اے وہ بادشاہ کہ آسمان کا گھوڑا تیری سواری ہے۔ تیرے لشکر میں فتحمندی پیدل چلتی ہے۔ تیرے ستارے نے جانوں کے طور پر تجلّی کا نور گرایا ہے ۔

(۳۷) - جان کے لئے تیری تلوار مرگ ناگہاں کی مانند ہے۔ جو ناگہاں تیرے دشمن کی جان لے کر اس کا خون گرا دیتی ہے ۔

(۳۸) - اے منصف بادشاہ تیری سخاوت کے سامنے دریائے اعظم ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی سقّے نے راستہ میں پانی چھڑک رکھا ہو ۔

(۳۹) - تیور س جب تو نے رے میں ماہ فروردین میں عید کا جشن کیا تو پھر تو نے ممالک مشرق (خراسان) کی طرف رے (طہران) سے ایک ہنگامہ کی بنیاد ڈالدی (بیرے کی جگہ زیرے پڑھو)؟

(۴۰) **جشن سدہ** - وہ جشن جو جمشید نے آگ معلوم ہونے پر کیا تھا۔ ایران میں ماہ بہمن کی دس تاریخ کو یہ جشن منایا جاتا ہے۔ آتشکدہ۔ ایک شہر کا نام **نار موصدہ** - وہ آگ جسے جلا کر دروازہ بند کر دیا جائے اور وہ اندر ہی اندر بھڑکتی رہے۔ اس صورت میں جب اُسے کھولا جائیگا۔ تو اسکے شعلے زیادہ تیز ہونگے ۔

ترجمہ - پارسال آتشکدہ میں جب تو نے جشن سدہ کیا تو اپنے قہر سے اپنے اعداء کی جان پر بھڑکتی ہوئی آگ، تو نے گرائی ۔

(۴۱) **نقل** - شراب کے بعد جو کھایا کرتے ہیں۔ **مہنّا** - خوشگوار۔ امسال بھی تو نے ششِ طراز میں جمشید کے سے جشن کو آراستہ کیا اور اپنی بخشش کی وجہ سے لوگوں کی جانوں کے حلق میں خوشگوار نقل ڈالا (ششِ طراز شہرے در ایران) ۔

(۴۲) - **کندر** - مصطگی کی قسم کا ایک درخت ہوتا ہے۔ جس کی لکڑی خوشبودار ہوتی ہے

مطرّا۔ خوشبودار۔ تروتازہ ؛

ترجمہ۔ بہت سے شراب کے پیالے جمع کئے اور کندر جلایا۔ اور دہکتی ہوئی انگیٹھی میں تروتازہ عود گرایا ؛

(۴۳)۔ خدا کرے تو اسی طرح عیش و عشرت کرتا رہے تاکہ آئندہ سال خدا کی مدد سے دین کی بنیاد تو بخارا میں جا رکھے ؛

(۴۴)۔ اے بادشاہ میں قاآنی دوسرا خاقانی ہوں۔ نہیں بلکہ اس روشن نظم سے میں نے خاقانی کی عزت بھی کم کر دی ہے ؛

(۴۵)۔ **بیرنگ**۔ نقشہ۔ خاکہ ؛

آج میں شاعری میں عنصری کا قائمقام ہوں۔ دری الفاظ کے نقش سے میں نے معانی کا نقشہ تیار کیا ہے ؛

۷۰۔ (۴۶)۔ جب تک ان اشعار کا دنیا کے صفحہ پر نشان ہے۔ تب تک ہر وقت انکی بدولت دانا آدمی کے کانوں میں خزانے اور موتی جمع ہوتے رہینگے ؛

(۴۷)۔ تیرا شگون مبارک رہے اور تیرے سال و ماہ ہمیشہ رہیں۔ اور خدا کے اچھے ناموں سے تیرے حالات پر ہدایت کا نور گرتا رہے ؛

(۴۸)۔ ریاست کا محل تیری منزل شاہی مجلس تیری محفل۔ اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے تیرے دل پر بخشش کا فیض نازل ہوتا رہے ؛

قصیدہ ۲۱

شجاع السلطنتہ حسن علی مرزا کی تعریف میں

(۱)۔ کل رات وہ دلبری کے برج کا چاند جب دروازے سے آیا۔ تو اسکی ذرہ پروری کی وجہ سے میرا سر آسمان سے جا لگا (یعنی مجھ ذرہ پر بڑی مہربانی کی) ؛

(۲)۔ دونو گیسوؤں کی کمند اور دونو ابروؤں کی کمان سے اس نے جادو کے دونو ہاتھ باندھ دئے تھے۔ اور آسمان کو بھی چکر میں ڈال رکھا تھا ؛

(۳)۔ **طغان**۔ بادشاہ کا نام ہے۔ **کبوتری زدن**۔ قلا بازیاں کھانا ؛

ترجمہ۔ اگر اسکی دونو زلفوں کو شاہ طغان دیکھ لے تو کبوتر کی طرح اسکے دروازے پر

قلا بازیاں کھانے لگے۔

(۴)۔ اس کا سمن جیسا صاف سینہ اور یاسمن جیسے تر رخسار شیخ و برہمن کا مقصد اور بتان آذری کا رشک تھے (یعنی شیخ و برہمن اسکی پرستش کے متمنی تھے)۔

(۵)۔ اسکے چہرے کی وجہ سے آسمان کا چاند اسکے کوچے کا خاک نشین تھا اور سیاہ پتھر کی (اسکی) زلفوں سے (تشبیہ دینے کی وجہ سے) عنبر کی سی ترویج ہو جاتی تھی۔

(۶)۔ سرو اور چنبیلی کی غیرت مرد و زن کی جان کی آفت، میری عقل و ہوش کی غارت کرنے والی اور چاند اور مشتری کے لئے باعث حسرت تھا۔

(۷)۔ اس نے کہا کہ اے تکالیف کے اسیر اور رنج و غم کے مارے ہوئے۔ کب تک تو مصائب کی پویہ چال سے موت کے مراتب طے کرتا رہیگا (موت تلاش کرتا رہیگا)۔

(۸)۔ **سکندری نوردن**۔ ٹھوکر کھانا۔

زمانے کے غم کا جہان کے سکندر (بادشاہ) کے سامنے جاکر شکوہ کر۔ تاکہ جان کے خوف سے تو ہر قدم پر ٹھوکر نہ کھاتا رہے۔

(۹)۔ جہان کا بادشاہ حسن علی پہلوانی کے میدان کا سوار۔ بہادری کے جنگل کا غازی اور سرداری کے آسمان کا سورج ہے۔

(۱۰) **شمسہ**۔ وہ چھوٹے چھوٹے آئینے جو پرانی وضع کے محلات میں چھتوں میں لگتے تھے۔

ترجمہ۔ وہ بادشاہ کہ جس کے شان و شوکت کے محل میں آفتاب بھی شمسہ ہے ور جس کی بزم عیش میں ہلال بھی ساغر کا کام دیتا ہے۔

(۱۱)۔ **پور آبتین**۔ فریدوں۔ **گاؤ سر**۔ فریدوں کے گرز کا نام تھا۔ **وہ آک ضحک حمیر**۔ اس قبیلہ کا نام ہے جس میں سے ضحاک تھا۔ اور گاڈں کا نام بھی ہے جو بیابان عرب میں ہے اور جہاں کے بھیڑیئے اور اژدہا بڑے خونخوار ہوتے ہیں تناسب الفاظ ہے۔

ترجمہ۔ وہ بادشاہ ہے جس نے فریدوں کی طرح اپنے گرز سے ضحاک کے مغز کو بھی حمیر کے سانپوں کا لقمہ بنا دیا ہے یعنی ضحاک کے کندھوں پر جو سانپ تھے انہیں وہ ہر روز دو آدمیوں کے مغز کھلایا کرتا تھا لیکن ممدوح نے ضحاک کے مغز کو طعمہ مار بنا دیا ہے۔

(۱۲)۔ آسمان کا مہر (آفتاب) اسکا مطیع اور آسمان کا شیر (برج اسد) اسکے جال میں ہے آسمان کا ملک (اسکے) مقصد کے موافق ہے اور فرشتوں پر بھی اسے برتری اور غلبہ حاصل ہے اور

ہر فرشتہ اسکی مددگاری میں ہے (ہر ملکش بیاوری پڑھو)۔

(۱۳)۔ زرتشت کی آگ اگر خاص و عام کا قبلہ بن گئی تھی (تو کیا ہُوا) بادشاہ کے گھر کی خاک۔ کو دیکھ کہ (وہ گھر) آدمی اور جنات کا عبادت خانہ بنا ہُوا ہے۔

۱۷۔ (۱۴) خلخ۔ ایک علاقہ کا نام ہے جہاں کے غلام سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ بربر۔ افریقہ میں ہے۔
ترجمہ۔ دن کا رومی (خود دن) اسکے سامنے خلخ کے غلام کی طرح کھڑا ہے اور شام کا حبشی (خود شام) اسکے دروازہ پر بربر کے سپاہی کی طرح کھڑا ہے۔

(۱۵) طوس۔ ایک شہر کا نام ہے اور ایک آدمی کا نام بھی تھا۔ حسام۔ تلوار۔ سام پل رستم۔ سپری۔ طے کرنا۔ آخر تک پہنچانا۔ عاجز کرنا۔
ترجمہ۔ اگر طوس میں کوئی دیو کو پھاڑ کھانیوالا تھا تو رستم نے تلوار سے جلدی ہی اُسے مغلوب کر لیا۔

(۱۶)۔ اُسی طرح جس نے اپنی بدقسمتی سے دشمنی کی وجہ سے اژدہا بننے کی کوشش کی تو بادشاہ نے اُسے طوس میں شہر بند کر دیا۔ اور اُسے پھاڑ کر اس کا خون گرا دیا۔

(۱۷ تا ۱۹)۔ روئی تن یا روئیں تن۔ اسفندیار۔ یل۔ پہلوان۔ بہادر۔ روئی۔ یا روئیں کانسی۔
ترجمہ۔ بہادر رستم نے باوجود اس قدر بہادری کے دریائے ہیرمند کے کنارے تھک کر اسفندیار کی طرف سے باگ پھیر لی۔ اور کہا کہ چونکہ اسکے جسم پر زردشت نے جادو کر دیا ہے۔ اس لئے تیر و نیزہ اسکے جسم پر کارگر نہیں ہوتے۔ خبردار اب اسفندیار کہاں ہے۔ تاکہ باوجود اس کانسی کا جسم رکھنے کے بادشاہ کے تیر سے اسکا جسم زرہ جیسا بن جائے (چھد جائے)۔

(۲۰)۔ اے ملک جمشید (ایران) کے فتح کرنے والے آسمان کی سی حشمت والے بادشاہ اور ملک عجم کے حاکم اور نوذر کے تاج کے وارث (نوذر منوچہر کے لڑکے کا نام تھا)۔

(۲۱) غاشیہ۔ زین پوش۔ غاشیہ بردار۔ سائیس۔ تگاور۔ تنومند گھوڑا۔ مرکب۔ رسالہ لشکر سواراں۔
ترجمہ۔ آسمان تیرے سواروں کے سامنے اپنے کندھے پر زین پوش اٹھا لیتا ہے (تیرے سواروں کا سائیس ہے) اور تیرے لئے آسمان تیرا تیز رو گھوڑا۔ اور ماہ نو تیری باگ ہے۔

(۲۲) تیرا غصہ جانگزا سانپ ہے اور تیرا تیر آگ کا کوٹ پہننے والا ہے تیری شخصیت ہوشنگ جیسی ہے۔ پھر تو جشن کیوں نہ منائے۔ پہلے مصرعہ میں خشم چاہیئے۔

(۲۳)۔ کر۔ واپس آنا۔ دوتا ہونا۔ دائرہ۔
ترجمہ۔ آسمان نے پہلے چاہا کہ دائرے کی شکل اختیار کرے۔ تاکہ وہ مرکز کی طرح تجھے اپنی گود میں

جگہ دے سکے۔

(۲۴)۔ نہیں میں نے غلط کہا بلکہ آسمان تو تیرے سامنے نقطے کی طرح ہے اور تیری چوگان بننے کے لئے اس نے گیند جیسی گولائی اختیار کر لی ہے۔

(۲۵)۔ بادشاہی تو تجھے ہی زیبا ہے۔ ورنہ (تیری بادشاہی کے علاوہ) سلطان ملک شاہ کی شان و شوکت اور سلطان سنجر کی جاہ و حشمت تمام لغو ہے و لاغ۔ ہرزہ۔ بکواس بیہودگی۔

(۲۶) تیرا بخشش کرنے والا ہاتھ بخشش کی وجہ سے بہمن کے مہینے کے بادل کی غیرت ہے اور تیری سخاوت کرنیوالی طبیعت سخاوت کی وجہ سے ماہ آذر کے بادل کیلئے باعث رشک ہے۔

(۲۷)۔ دستخوان۔ آخری بازی۔ جب کھیلنے والا سب مال اسباب ہار کر اپنے خون کی بازی لگائے۔ ششدر۔ شطرنج میں ایک خانہ ہوتا ہے۔ جس میں اگر مہرہ پھنس جائے تو جب تک وہ زیر نہ مرے نہیں نکلتا۔

ترجمہ۔ نصیب کا پانسہ تیرے ہاتھ ہے۔ داؤ پر داؤ کر۔ تاکہ آخری بازی میں آسمان کے داؤ (مہرہ) کو تو ششدر کے خانہ میں لے جائے۔

(۲۸)۔ اگرچہ تو نے اپنی تلوار سے جعفری دین کو رونق دی ہے لیکن اپنی سخاوت سے جعفر برمکی کی سخاوت کی رونق کم کر دی ہے (دین جعفری سے مراد شیعہ مذہب منسوب بہ امام جعفر صادق علیہ السلام۔ دوسرے جعفر سے جعفر برمکی جو ہارون رشید کا وزیر تھا)۔

(۲۹) بحر چارمیں۔ چوتھا آسمان آفتاب بھی چونکہ فلک چہارم پر ہے۔ اسلئے کہا گیا ہے۔

ترجمہ۔ آفتاب بھی تیری رائے کی شرم سے اپنی پیشانی کے پسینے ہی میں چوتھے سمندر میں غرق ہو جائے اگر وہ شناوری نہ کرے۔

(۳۰)۔ اگر تیرا دشمن اس عہد میں انا اللہی (میں بھی کچھ ہوں) کی لاف مارے۔ تو تمام دنیا کو سامری کی حرکات کا پتہ ہی ہے (سامری اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا جا چکا ہے)۔

(۳۱)۔ اے بادشاہ چونکہ حبیب (قاآنی) تیری مداحی کا دعویدار ہے۔ اس لئے تعجب نہیں اگر وہ اپنے کلام کی وجہ سے انوری پر بھی فخر کرے۔

(۳۲)۔ لیکن اس کی جان پر ہر وقت آسمان سے غم ہی نازل ہوتے ہیں۔ کیسا اچھا ہو۔ اگر تیری مرحمت سے اسکی جان کا غم صاحب فراش ہو جائے (بستر مرگ پر لیٹ جائے)۔

۲ ے۔ (۳۳)۔ ہنر کی جنس کو وہ اگر تیرے سامنے نہ لائے تو کہاں لیجائے۔ تو جانتا ہے

کہ اس ملک میں شاعری باعث شرم ہوگئی ہے۔

(۴۳) غَوِیّ گمراہ۔ بولہب۔ کافر کا نام ہے جس کے حق میں سورۂ تَبَّتْ یَدَآ اَبِی لَھَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی تھی۔ ابوذر غفاری حضرت کے صحابی تھے۔ **مولف**۔ دوست الفت کرنیوالا۔

ترجمہ۔ جب تک ہر ایک جسم کی نجات دین احمدی سے ہو۔ اور جبتک ہر دل کی صفائی حضرت علیؑ کی محبت سے ہو تب تک تیرے دشمنوں کو ابولہب کی سی ضلالت و گمراہی نصیب ہو اور تیرے دوستوں کو حضرت ابوذر غفاریؓ کا سا مرتبہ حاصل ہو۔ تیرے دوستوں کا چہرہ اور تیرے دشمنوں کا رنگ۔ یہ تو خوشی کے باعث گل معصفر بنا رہے (یعنی دوست م) اور وہ (دشمن) رنج و غم کی وجہ سے زعفران کے سے رنگ والا (زرد) رہے۔

قصیدہ ۲۲

بادشاہ کے مقرب معتمد الدولہ منوچہر خاں کی تعریف میں

(۱)۔ میرا معشوق سرو کی مانند تھا اگر سرو میں طاقت رفتار ہوتی۔ اور میرا سرو (معشوق) چاند کی مانند تھا۔ اگر چاند باتیں کرسکتا۔

(۲)۔ وہ بالکل چاند ہی تھا اگر چاند سرو کی طرح زمین پر ہوتا۔ وہ بالکل سرو ہی تھا اگر سرو چاند کی طرح قوت رفتار رکھتا۔

(۳)۔ سرو کے پاس اگر چاند اور چاند کے پاس اگر ٹہلتا ہوا سرو ہو۔ تو میرا سرو (قد معشوق) چاند جیسا اور میرا چاند (رخ معشوق) سرو کی مانند ہے۔

(۴)۔ چاند اگر گایا کرتا اور سرو اگر جان رکھتا۔ تو (میرا معشوق) قد میں سرو کی مانند اور رخساروں میں چاند جیسا تھا۔

(۵)۔ اگر سرو لوگوں کے ساتھ باتیں کرسکتا تو وہ بالکل سرو ہی تھا اور اگر چاند چاہ زنخداں رکھتا تو وہ بالکل میرا (معشوق) چاند تھا۔

(۶)۔ سرو اگر کمان کھینچنے والا اور چاند اگر زرہ پہننے والا ہوتا تو میں اُسے چلنے والا سرو اور پورا چاند کہتا۔

(۷)۔ اگر سرو میں پھل کستوری میں شکن اور چاند کی پلکیں ہوتیں۔ تو اس کا قد سرو بال کستوری اور چہرہ چاند تھا۔

(۸)۔ اگر آفتاب ٹھوڑی کا گیند اور سیاہ زلفوں کی چوگان رکھتا تو میں اُسے بے شبہ آفتاب کہتا۔

(۹)۔ اگر ریشم نرمی کے باوجود اہرن جیسا سخت دل رکھتا تو وہ نرمی میں بالکل ریشم تھا۔

(۱۰)۔ اگر گل لالہ اپنے گرد اسکے سیاہ خط کی طرح ایک ریحان کا باغ رکھتا۔ تو اسکے رخسار بالکل گل لالہ تھے۔

(۱۱) بہشت اگر میرے معشوق جیسی حوریں اور غلمان رکھتا۔ تو کوئی شخص بہشت کی محرومی کے خوف سے گناہ نہ کرتا (دوسرے مصرعہ میں "از" کی بجائے "ار" چاہیئے)۔

(۱۲)۔ اگر اس پری وش کا فراق (مجسم) مجنون ہوتا تو ہر شخص میری طرح بریاں جان زنگا جسم اور روتی ہوئی آنکھیں رکھتا۔

(۱۳)۔ اگر پری رندوں جیسی عادات اور لعل جیسے لب اور موتی جیسے دانت رکھتی تو میرا شہر آشوب معشوق بالکل پری کی مانند ہی تھا۔

(۱۴)۔ اے شراب نوش اور عہد کو توڑنے والے معشوق۔ کاش کہ تو عاشقوں جیسی خو اور عہد کی پاسداری رکھتا (دوسرے مصرعہ میں پیچان سے پہلے واؤ نہیں چاہیئے)۔

(۱۵)۔ اگر بدخشاں ایسے چمکتے ہوئے لعل رکھتا ہے تو کیا ہوا۔ تیرے لب بھی تو ایسے لعل ہیں جو آفتاب سے بھی خراج وصول کرتے ہیں۔

(۱۶)۔ جو کوئی تیری بٹی ہوئی زلفوں جیسی دود لائل رکھتا ہے۔ وہ تیرے رخسار کی طرح حسن کے دعوے میں سچا ہے۔

(۱۷)۔ اگر جہان کے سردار کا عدل ملک کو آباد نہ کرتا تو تیرے حسن کی شورش بادشاہ کے ملک کو ویران کر دیتی۔

(۱۸)۔ زمانے کا منصف منوچہر خاں کہ اگر چوتھا آسمان ایسا آفتاب رکھتا تو اپنے سر کو فخر کی وجہ سے عرش سے ٹکراتا۔ (پہلے مصرعہ میں "بر" کی بجائے "سر" چاہیئے)۔

(۱۹) اگر ایسا دانا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام رکھتے۔ تو حضرت سلیمان کے ہاتھ سے دیو انگوٹھی کہاں لے جا سکتا تھا۔ (آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام تھا باقی انگشتری کا قصہ تو مشہور ہی ہے)۔

(۲۰)۔ اگر پہاڑ راستہ طے کرنے والا ہوتا تو اس کا گھوڑا پہاڑ تھا۔ اگر بجلی بارش بھی رکھتی تو اس کا خنجر بجلی ہی تھی۔

(۲۱)۔ اگر تیز دانتوں والا شیر پنجوں کی بجائے نیزے اور دانتوں کی بجائے تلوار

رکھتا تو لڑائی کے وقت میں اُسے تیز دانتوں والا شیر کہتا ۔

(۲۲)۔ اگر مست ہاتھی جان لینے والی کمند سے پیچ و تاب کھانیوالی سونڈ رکھتا ۔ تو لڑائی کے دن میں اُسے مست ہاتھی کہتا ۔

(۲۳)۔ اگر چلتی ہوئی ہوا بجلی کی سی جنبش ۔ کوہ شہلان کی سی شان و شوکت رکھتی تو میں اسکے گھوڑے کو چلتی ہوئی ہوا کہتا ۔

(۲۴)۔ اگر بادل اسکے دشمن کی طرح رونے والی آنکھ رکھتا ۔ تو مشرق و مغرب کے رہنے والے سر سے پاؤں تک غرق ہوجاتے ۔

(۲۵)۔ بجلی اگر موجیں مارنے والے بادل کی طرح طوفان رکھتی ۔ تو میں اس کے خون گرانے والے خنجر کو چمکتی ہوئی بجلی کہتا ۔

(۲۶)۔ برجیس ۔ ستارہ مشتری ۔ قاضی فلک جو چھٹے آسمان پر ہے ۔ کیوان زحل ۔ ہندوئی فلک جو ساتویں آسمان پر ہے ۔

ترجمہ ۔ اگر اسکا مرتبہ مجسم ہوتا ۔ تو مشتری اور زحل سے ہزار ہا سال کا راستہ اوپر کو ہوتا ۔

(۲۷)۔ اگر اسکا جانکاہ غصہ جہان میں مجسم ہوجاتا ۔ تو شیر جیسے پنجے ہاتھی کی سی ہیبت اور سانپ کا سا زہر رکھتا ۔

(۲۸)۔ اگر اژدہا مگرمچھوں کی طرح بحر عمان میں قیام رکھتا تو اسکے ہاتھ کی شمشیر اژدہا تھی ۔

(۲۹)۔ اگر دیو اور درندوں کو قیامت تک کے لئے لڑائی کے دسترخوان پر مہمان بلا لیتا ۔ تو موت اسکی تلوار کی طرح مہماندار ہوتی ۔

(۳۰)۔ اگر اسکے اخلاق حمیدہ کی ہوا ایک دفعہ بھی زمین پر چلے تو سال و ماہ بلکہ ہر ہفتہ دنیا کو گلستان بنا دے ۔

(۳۱) موت شاید اسکی جہانسوز تلوار کی بیٹی ہے ۔ ورنہ دوسرے امراض کی طرح موت کا بھی کوئی علاج ضرور ہوتا ۔

۴۷ ۔ (۳۲)۔ اگر اسکا حزم چاہتا تو اپنی حکمت عملی سے ہاتھی کو بھی قیامت تک مچھر کے منہ میں چھپائے رکھتا ۔

(۳۳)۔ اگر وہ معن اور قاآن جیسی سخاوت رکھتا تو ہرگز سخاوت میں کوئی اسکی تعریف نہ کرتا (بلکہ اسکی سخاوت ان سے بڑھ کر ہے ۔ تب ہی لوگ اسکی تعریف کرتے ہیں ۔ معن اور قاآن

دو بادشاہوں کے نام ہیں)۔

(۳۴)۔ اگر معن اور قاآن ہیں سے کوئی بھی تیرے ادنے غلاموں جیسی فضیلت اور سخاوت رکھتا ہو تو میری جان پر لعنت ہو۔

(۳۵)۔ اگر ابر نیسان اسکی سخاوت سے نسبت رکھتا۔ تو سیپی میں اسکا ہر ایک قطرہ موتیوں کے سینکڑوں عمان بن جاتا۔

(۳۶)۔ آرش۔ ایران کے ایک تیرانداز کا نام ہے۔ جو کئی فرسنگ کے فاصلہ پر تیر پھینک سکتا تھا۔ سور۔ خوشی۔

ترجمہ۔ اگر آرش ترکمان ممدوح کا ایسا ہوتا تو ممدوح کی طرح بہت سے سرور باطنی کی موت ترکوں کے سامنے پیش کرتا (یعنی اگر ترکمان باوجود اس قدر تیراندازی کے دشمنوں کی خوشیوں کو بادشاہ کی طرح غم سے تبدیل کردیتا۔ تو ہم اُسے بادشاہ جیسا کہہ سکتے تھے گویا بادشاہ آرش سے بھی زیادہ تیرانداز ہے۔

(۳۷)۔ اگر اسکا خنجر چاہتا تو لڑائی کے دن خلقت کو اپنی طرح زندگی کے لباس سے ننگا کردیتا۔

(۳۸)۔ اگر اسکا عفو نہ ہوتا۔ تو اسکا عدل انتقام کی وجہ سے چاند کے گلے میں کتان کے تاروں کی رسی ڈال دیتا۔ یعنی چاند کتان کو پھاڑ دیتا۔ تو یہ انتقام میں کتان کی رسی اس کے گلے میں ڈال دیتا۔

(۳۹)۔ اسکی محبت کا دربان اگر گاہے بگاہے قہر سے مبدل نہ ہوتا تو ہرگز کوئی گنہگار گناہ کا خوف نہ رکھتا۔

(۴۰)۔ اے ملک بخشنے والے اگر ایران شروع سے تیرے جیسا محافظ سردار رکھتا۔ تو ابد تک آباد رہتا۔

(۴۱)۔ اگر سینکڑوں ملک ساری دنیا سے بڑے بھی ہوتے تو ملک بخشنے والا بادشاہ تیرے ہی سپرد کرتا۔

(۴۲)۔ اگر اسی طرح ملک ایران تجھی پر مقرر ہوتا (تو ہی اسکا حاکم ہوتا) تو اگر روس ایران پر حملہ کرتا تو میں کافر (یعنی ہرگز ایران پر حملہ نہ کرتا)۔

(۴۳)۔ اگر سکندر کا حزم تیرے حزم کی طرح پائدار ہوتا تو اسکی سلطنت کا حشر تک کب خاتمہ ہوتا۔

(۴۴)۔ اگر کوئی جاہل مذاق کے طور پر کہہ دے کہ سخی قاآنی۔ اگر دل میں ایمان رکھتا تو حب وطن رکھتا (یعنی قاآنی کو حب وطن نہیں)۔

(۴۵)۔ تو میں اُسے کہتا ہوں کہ کوئی مومن بھی اس سے زیادہ ملکِ شیراز میں جان و دل سے جگہ رکھتا ہو تو میں کافر ہوں (یعنی مجھ میں حب وطن کا جذبہ سب سے زیادہ ہے)۔

(۴۶)۔ فارس میں کوئی ایسا سخی نہیں تھا۔ جو اسکی مراد پوری کرتا۔ ورنہ وہ بیچارہ یزد اور کرمان کی طرف کیوں جاتا۔

(۴۷)۔ جو شخص تیری طرح اپنے دل میں شیر یزداں (حضرت علی) کی محبت رکھتا ہو وہ آسمان کے شیر (برج اسد) کی گردن میں بھی باگ ڈور ڈال سکتا ہے۔

(۴۸)۔ وہ حیدر صفدر کہ اگر کہیں غصے میں آکر وہ عرش پر چلے جاتے تو ذلت میں آسمان کو بھی زمین کے برابر کر دیتے۔

(۴۹)۔ اگر لڑائی کے دن انکی معافی کا پاؤں درمیان نہ ہوتا۔ تو ان کے بازو کی ضرب اربعہ عناصر میں بھی خلل ڈال دیتی۔

(۵۰)۔ اگر انکی محبت کے دامن پر شیطان پنجہ مارتا (پکڑ لیتا) تو خدا کی مہربانی سے بخشش کی اُمید رکھتا۔

۷۵۔ (۵۱)۔ یوسف علیہ السلام اگر انکی محبت کے دھاگے پر پنجہ نہ مارتے۔ تو قید خانے کے کنوئیں کی تنگی سے کہاں خلاصی پاتے۔

(۵۲)۔ بات کو مختصر کر۔ کہ اگر کوئی ہستی کی خلعت جسم پر واجبی طور پر پہنتا۔ تو وہ جہان میں انکی ذات کے سوا کوئی نہ تھا (یعنی ہستی آپ ہی کے طفیل مکمل ہوئی)۔

(۵۳) حسان ابن ثابت۔ بڑے آتش زبان شاعر تھے۔ اور صحابی بھی تھے۔
انباز۔ شریک۔ ثانی۔

ترجمہ۔ کاش کہ اس وقت دنیا میں رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ ورنہ انکی (حضرت علیؑ کی) تعریف میں وہ مجھے حسان ابن ثابت کا ثانی کہتے۔

(۵۴)۔ اے قاآنی اپنی گفتگو ختم کر۔ کیونکہ اگر پہاڑ کے بھی سخن فہم کان ہوتے تو تیرے کلام سے وجد میں آجاتا۔

قصیدہ ۲۳

فی المدیحہ

(۱) قیر۔ سیاہ رنگ کا گوند جو جہازوں یا کشتی وغیرہ پر ملتے ہیں۔ ٹک کو بھی کہتے ہیں۔ قیروان۔ نواح افریقہ میں ایک شہر ہے۔

ترجمہ۔ تو نے اپنی سیاہ زلفیں دکھا کر جہان کو قیروان بنا دیا۔ اور سورج جیسا چہرہ دکھا کر زمین کو بھی آسمان کر دیا۔

(۲)۔ آسمان سے تو نے چاند چرا کر انار دن کی شاخ پر باندھ لیا (مراد قد اور چہرہ) عمان سے تو نے موتی چرا لئے اور انار دانہ میں چھپا لئے (مراد لب اور دانت)۔

(۳)۔ ایک چکر لگانے والے پہاڑ کو تو نے چاندی کے سرین کا لقب دیدیا اور ایک باریک بال کو تو نے پتلی کمر سے موصوف کر دیا ہے۔

(۴)۔ اس زلفوں کے شکار بند پر تو نے آہستہ آہستہ دل کے پاؤں باندھ لئے اور اس ابروؤں کی تلوار سے تو نے آہستہ آہستہ جان لینے کا قصد کر لیا۔

(۵)۔ پرچین۔ باڑ جو کھیتوں وغیرہ کے گرد لگا دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ تو نے پھولوں کے باغ کے گرد ایک سنبل کی باڑ لگا دی اور اس پرشکن باڑ سے تو نے مجھے ناتوان اور درماندہ کر دیا۔

(۶)۔ تو نے چہرہ دکھا کر آسمان کے چاند کو بھی آستانہ سے نکال دیا۔ اور غنچہ (منہ) کھولا۔ تو گنج شائگان کو بھی ضائع (بے حیثیت) کر دیا۔

(۷)۔ تو نے اپنے چاند اور پروین کے اردگرد دو سیاہ راتوں کی چادر ڈالدی اور یا ماچین کے قلعہ میں دو قیروان کے برج بنا دئے۔

(۸)۔ جب سے تو نے اپنے روشن دن (چہرہ) پر سیاہ رات (زلفیں) کا خیمہ لگایا ہے تب سے تو نے میرے روز روشن کو غم کی وجہ سے شام کی طرح تاریک کر دیا ہے۔

(۹)۔ تو نے سیاہ زلفوں کے شکن سے میرے ایمان میں خلل ڈال دیا۔ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے زرہ سے نیزے کا کام لیا۔

(۱۰)۔ اے میری جان کے آرام تو نے مجھ پر اتنی نامہربانیاں (ظلم) کی ہیں۔ کہ آسمان کو بھی

اُس نامہربانی کے مقابلہ میں مہربان کر دیا ہے (یعنی آسمان کی نامہربانیاں اس کے مقابلے میں مہربانیاں معلوم ہوتی ہیں ؂

(۱۱)۔ اے معشوق اے دلبر۔ اے دل آرام اور اے وفادار۔ تو اس خطاب سے کہ تو نے ہمیں بے نام ونشان کیا ہے شرمندہ ہو گا ؂

بروز حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی چہ خواہی گفت قربانت شوم نامہرباں گویم

(۱۲)۔ پریاں تو لوہے سے بھاگ جایا کرتی ہیں۔ لیکن اے پریچہرہ چاند تو نے ایک لوہے کے ٹکڑے (دل) کو ریشم (جسم) میں کیوں چھپا رکھا ہے۔ بالعموم جس آدمی کو آسیب کا مرض ہو لوہا وغیرہ دم کر کے گلے میں باندھا کرتے ہیں ؂

۷۶۔ (۱۳)۔ اگر تیری کمر (پٹکا) پیٹی میں چھپ گئی ہے تو پیٹی سے سوہن تو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر تو نے ایک بال کا نقصان کر لیا ہے۔ تو چاندی کا پہاڑ تو ہے ہی ہے ؂

(۱۴)۔ تو نے اپنے سرین پر دو سیاہ خوشبو دار سنبل (زلفیں) ڈال لئے۔ میں اس کشتی پر ناز کرتا ہوں کہ دو لنگروں کے تو نے بادبان بنا لئے ہیں ؂

(۱۵)۔ پہلے تو تو نے میرے ارغوان (چہرہ) کو زعفران (زرد رنگ) کر دیا۔ اور پھر دل اور آنکھوں کے خون سے میرے زعفران (زرد چہرہ) کو ارغوان (سرخ) کر دیا ؂

(۱۶)۔ خط کی وجہ سے تیرا چہرہ سیاہ ہو گیا اور یہ انہی زلفوں کا قصور ہے جنہیں تو نے سینکڑوں دفعہ سیاہ کاری میں آزمایا ہے ؂

(۱۷)۔ تو کیسا کسان ہے کہ کبھی تو تو میرے زعفران (زرد چہرہ) میں ارغوان بوتا ہے (سرخ خون)، تو کیسا رنگریز ہے کہ کبھی میرے ارغوانی رنگ کو زعفران کر دیتا ہے ؂

(۱۸)۔ میں نے تجھے نہیں کہا تھا؟ کہ تیری زلفیں چور ہیں ان کے مکر و فریب سے بے خوف نہ ہونا تو اس سے غافل ہو گیا۔ تب ہی تو ایک موتیوں کے تھال کا تو نے نقصان کر لیا ؂

(۱۹)۔ کیا کوئی شخص ہندو (چور) سے ایسا بے خوف ہوتا ہے کہ موتی اس کے سپرد کر دے اے معشوق تو بہت سادہ ہے کہ اُسے تو نے اپنا امانت دار بنا لیا ؂

(۲۰)۔ گھر لوٹ لینے والے حبشی کو تو نے اپنی انجمن کا اختیار دیدیا۔ اور رہزن کو تو نے قافلے کا رہنما کر دیا ؂

(۲۱)۔ یہ تیری زلفیں کیا وہی چور نہیں کہ ہر طرف سے دل چرا لیا کرتی تھیں۔ ان سے تو نے

امانت داری کہاں دیکھی تھی کہ انہیں اپنا پاسبان بنالیا۔

(۲۲)۔ کیا یہ تیری زلفیں وہی راہزن نہیں کہ مرد و زن کا راستہ لوٹ لیتی تھیں۔ کیا سبب ہُوا کہ گنج رواں کا تونے انہیں خزانچی بنا دیا۔ (گنج رواں خسرو پرویز کا ایک خزانہ تھا)۔

(۲۳)۔ کیا تیری زلفیں وہی حبشی نہیں جو روم (چہرہ) سے انکی لگتی تھی۔ کیا باعث ہُوا کہ انہیں لاکر تونے ملک روم کا بادشاہ بنا دیا۔

(۲۴)۔ کیا تیری زلفیں وہی کافر نہیں کہ دل و ایمان کو یکدم ہی لوٹ لیجاتی تھیں۔ کیا وجہ ہوئی کہ تونے اُسے کعبہ کی چار دیواری (چہرہ) کا حکمران بنا دیا۔

(۲۵)۔ کیا تیری زلفیں وہی شیطان نہیں جو ایمان سے دشمنی رکھتا ہے۔ کیا باعث ہُوا کہ تونے آدم علیہ السلام کی طرح اُن سے اپنا نقصان کرالیا۔

(۲۶)۔ کیا تیری زلفیں وہ کوّا نہیں جس سے ہر باغ ویران ہے۔ کیا وجہ ہوئی کہ اس کو تونے اپنے رخساروں کے باغ کا باغبان بنا دیا۔

(۲۷)۔ سیاہ زلفوں پر تونے پہلوانوں کی مٹھی جیسی گرہ لگائی۔ اور اس افتادہ (زلفوں) کو منتر پڑھ کر تونے پہلوان بنا دیا (کہ دل لوٹنے لگیں)۔

(۲۸)۔ اگر آج تکبر کی وجہ سے تونے ہمارے ساتھ سرگراں کر دیا ہے تو کیا ہُوا کوئی بات نہیں) خبردار اے زلفو تم کبھی اس طرح درہم برہم ہو رہی ہو۔

(۲۹)۔ کبھی تو تم چاند (چہرۂ معشوق) پر پہلو مارتی ہو۔ اور کبھی پھول پر (رخسار معشوق) پسینہ لاتی ہو کبھی اپنے حلقوں سے گیند اور شکنوں کی چوگان بنالیتی ہو۔

(۳۰)۔ اے زلف چونکہ تو شکن اور گرہ رکھتی ہے۔ گویا تونے جسم پر زرہ پہن رکھی ہے اور کینے کا تیر چلّے پر چڑھا رکھا ہے۔ اسی لئے ہمارے قد کو کمان جیسا خمیدہ کر دیا ہے۔

(۳۱)۔ تو سانپ تو نہیں موتیوں کے خزانے پر کیوں پاسبان ہو بیٹھی ہے۔ تو کوّا نہیں تو پھر شاخ صنوبر پر تونے کیوں آشیانہ بنا لیا ہے۔

(۳۲)۔ تو مور نہیں تو پھر جنت کے میدان پر کیوں تونے قدم لگائے۔ تو شیطان نہیں بہشت کے باغ میں کیوں تو مقیم ہو گئی۔

(۳۳)۔ اے زلف تو مٹھی بھر بالوں سے زیادہ تو ہے نہیں۔ میں حیران ہوں کہ کس طرح تونے جان کو تر و تازہ کرنے والی خوشبو سے جہان کو بوستان بنا دیا۔

(۳۴)۔ شاید تو نے چین کا نافہ ہر ایک شکن میں چھپا رکھا ہے ۔ اور یا تاتاری ہرن ہر ایک تار میں پوشیدہ کر رکھا ہے ۔

(۳۵)۔ ایسے خوشبودار بالوں سے خدا کی قسم مجھے تعجب آتا ہے ۔ اے سیاہ زلفوں والے شاید تو نے بغل کو کستوری اور مشک بید سے پُر کر رکھا ہے (بان ۔ مشک بید) ۔

(۳۶)۔ استغفر اللہ کستوری اور مشک بید میں یہ خوشبو اور نکہت کہاں ہو سکتی ہے اے سیاہ زلفوں والے میرا خیال ہے شاید آستین تو نے ریحان سے پُر کر لی ہے ۔

(۳۷)۔ یہ خوشبو تو ریحان میں ہرگز نہیں ہو سکتی ۔ اے سیاہ زلفوں والے مجھے یقین ہو گیا ۔ کہ تو نے بہشت جاوداں میں اپنی جگہ بنا لی ہے ۔

(۳۸)۔ اللہ کی قسم جنت کی حوروں کے رخسار میں یہ زیب و زینت کہاں ہے اے سیاہ زلفوں والے شاید روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) کو تو نے مہمان بنایا ہے ۔

(۳۹)۔ ایسی خوشبو جو تجھ سے آتی ہے روح القدس کے دم سے نہیں آسکتی کہ جس جاں پرور خوشبو سے تو نے جہاں کو خوش کر دیا ہے ۔

(۴۰)۔ اے سیاہ زلفوں والے تو خود ہی بتا دے کہ تو نے کیا کیا ہے جو اس قدر خوشبودار ہو گیا ہے کیونکہ یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں ۔ ان میں سے نہ تو نے یہ کیا اور نہ وہ کیا (یعنی ان میں سے تو نے کچھ بھی نہیں کیا) ۔

(۴۱)۔ لیکن اب مجھے پتہ چل گیا ہے کہ یہ خوشبو کہاں سے پیدا ہوئی ہے ۔ میں یہ سربستہ راز کیوں کہوں کہ تو نے اس طرح کیا یا اس طرح کیا ۔

(۴۲)۔ معاذ اللہ بہشت جاوداں میں ایسی خوشبو اور راحت کہاں اے سیاہ زلفوں والے شاید تو نے جنت کی حوروں سے دوستی گانٹھ لی ہے (یہ شعر نمبر ۳۷ کے بعد ہونا چاہیئے تھا) ۔

(۴۳)۔ تو نے پوشیدہ طور پر نسیم صبح کو رشوت دی اور اس سے فخر زمان (بادشاہ) کی درگاہ کا غبارہ عاریۃً لے لیا ۔

قصیدہ ۲۴

جلالتماب نظام الملک میرزا کاظم کی تعریف میں

(۱) جب جوانی کے ساتھ دولت بھی جمع ہو جائے تو جوان آدمی پھر زندگی کا لطف اٹھاتا ہے ؛

(۲)۔ نظام الملک کی طرح کہ جسے خدا نے دولت بھی دی ہے اور جوانی بھی دی ہے ؛

(۳)۔ چونکہ جہان کی خوشی اسکے چہرہ پر ہی منحصر ہے اس لئے جہان شوق کے مارے کپڑوں میں پھولا نہیں سماتا،

(۴)۔ اسکے جسم پر حکومت کا لباس حقیقت میں کیسا خوبصورت اور با زینت معلوم ہوتا ہے ؛

(۵)۔ اسکے نام کے ذکر سے آسمان اس طرح مست ہو جاتا ہے۔ جس طرح شراب کا مست مغنّی کی آواز سے ؛

(۶) اسکی ہمت کا ہما تنگ آشیانہ ہونے کی وجہ سے دو نو جہان میں نہیں سماتا ؛

(۷)۔ جب میں اسکی تعریف کرتا ہوں تو تمام دنیا کے اجزا میری ہمنوائی کے لئے زبان بن جاتے ہیں ؛

(۸)۔ ہنر اس کی پاک طینت میں اس طرح چھپے ہوئے ہیں۔ جس طرح بیان میں معانی ہوتے ہیں (دوسرے مصرعہ میں میانی کی بجائے بیانی ہو تو اچھا ہے "ی" زائد ہے) ؛

(۹)۔ اسکی مدح کی خواہش سے لفظوں کے احسان کے بغیر ہی دل سے معانی سنائی دیتے ہیں ؛

(۱۰)۔ اسکے دل کا سمندر ناپید اکنار ہونیکی وجہ سے عرش کے محیط کو اپنی مثال بناتا ہے ؛

(۱۱)۔ وہ حقیقتوں میں اس طرح باریکیاں درج رکھتا ہے۔ جس طرح ثانیوں میں ثالثے مضمر ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح دو منٹوں میں تین سیکنڈ پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اسکی سچی باتوں میں باریکیاں ہوتی ہیں ؛

(۱۲)۔ وہ سخاوت کی محبت کی وجہ سے خلقت کے دل ہی میں امیدوں کے چہرے اور رخسار دیکھ لیتا ہے ؛

(۱۳)۔ **سبع المثانی**۔ سورۂ فاتحہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور قرآن مجید کو بھی ؛

ترجمہ۔ اس کا کلام موتیوں کی لڑی جیسا ہے۔ اور اس کا بیان دوسرا قرآن شریف ہے (نعوذ باللہ) ؛

(۱۴)۔ واہ واہ اے وہ بادشاہ کہ آسمان کا گھوڑا تیرے عزم کے گھوڑے کا ہم عنان

نہیں ہو سکتا (مقابلہ نہیں کر سکتا)۔

(۱۵)۔ ملک شاہ۔ بادشاہ کا نام ہے جس کا وزیر نظام الملک تھا۔

ترجمہ۔ بادشاہ اول ملک شاہ ہے اور تو اسکے سامنے ثانی نظام الملک ہے (یعنی حقیقت میں ملک شاہ جو پہلے ہو چکا ہے وہ پہلے نہیں تھا۔ قدر کے لحاظ سے یہی بادشاہ پہلے ہے)۔

(۱۶)۔ تیرا دشمن نقطۂ موہوم کی طرح بے نشانی کی وجہ سے نظر ہی نہیں آتا۔

(۱۷)۔ آسمان اگرچہ زبردست اور غالب ہو۔ تیرے ساتھ وہ پہلوانی نہیں کر سکتا۔

(۱۸)۔ کیونکہ رستم کی کمند کے جب حلقے درست ہوں تو پھر کاموس پہلوان باشندہ کش و نخشب اسکی تاب نہیں لاسکتا۔ کش۔ نام شہر جسے نخشب و سبز بھی کہتے ہیں۔

(۱۹)۔ آسمان تیرے دشمن کی ہر وقت اس لئے ہنسی اڑاتا ہے کہ اسکے بخت کا چہرہ وہ زعفرانی رنگ کا دیکھتا ہے۔

(۲۰)۔ تیرا عزم اور حزم کشتیوں میں یہ کام دے سکتا ہے کہ یہ تو لنگر بنے اور وہ بادبانی کرے (سفائن جمع سفینہ)۔

(۲۱)۔ کان سے زر کان مسکوک نکلتا ہے۔ اس شوق سے کہ اُسے تو جلدی سے بخشدے۔

(۲۲)۔ اے آقا اس پرانے مداح سے تو تھوڑا سا ناراض ہے۔

۷۹۔ (۲۳)۔ تدانی۔ قرب۔ نزدیکی۔

ترجمہ۔ میں نے سُنا ہے کہ تو نے کہا ہے کہ قاآنی میری مجلس میں قرب کیوں تلاش نہیں کرتا۔

(۲۴)۔ توانی۔ تکاہل۔ سستی۔

ترجمہ۔ مجھے آپ کو تکلیف دینے سے خود شرم آتی ہے۔ اسی لئے میں آنے میں سستی کرتا رہا۔

(۲۵)۔ اس بات سے میں ڈرتا رہا کہ ارنی کہوں (مجھے اپنا جلوہ دکھا دے کہوں) تو دربان یہ کہے کہ لن ترانی (مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتا)۔

(۲۶)۔ اگرچہ تیرا غصہ نامہربانی کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن مجھ پر تیرا غصہ مہربانی کی وجہ سے ہے۔

(۲۷)۔ اور اگر تیرے دل میں کچھ غصہ ہے تو والکاظمین الغیظ پڑھ لے قرآن شریف میں ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ کہ خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں کہ اپنا غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۲۸) خبردار اے سردار میں آسمان سے آسمانی وحی جیسی ایک خوشخبری رکھتا ہوں +

(۲۹)۔ شاید تو نے کل آسمان کو ڈانٹ دیا کہ کل وہ پرائیویٹ طور پر میرے پاس آیا +

(۳۰)۔ یہ وہ باتیں کہہ رہا تھا اور اسکی دونوں آنکھیں ستاروں کے موتی برسا رہی تھیں (رو رہا تھا) +

(۳۱)۔ اور کہہ رہا تھا کہ میں نے نظام الملک کے باپ دادا کی جوانی میں کیسی کیسی خدمات تھیں۔ جو سرانجام نہ دیں +

(۳۲)۔ زحل کو ہر رات میں کہتا رہا کہ اسکے گذرگاہ کی پاسبانی کرے +

(۳۳)۔ اور مریخ کو میں نے کہہ رکھا تھا کہ اسکے دشمنوں کو قہر کی تلوار سے ذلیل کرکے مارے +

(۳۴)۔ اور میں نے مشتری کو کہا کہ ہر عید کو انکی بزرگی کا خطبہ پڑھا کرے +

(۳۵)۔ اوانی۔ برتن۔ جمع آئینہ +

ترجمہ۔ انکی سخاوت کے دسترخوان پر میں چاند اور سورج کے سونے چاندی کے برتن لے گیا +

(۳۶و۳۷) میرا ستارہ زہرہ تجھے معلوم ہی ہے جتنی عفت رکھتا ہے کہ کوئی شخص اُسے ظاہرا نہیں دیکھ سکتا۔ مگر باوجود اسکے خوشی اور مہمانی کی راتوں میں اسکی بزم عشرت میں میں نے اُسے نچایا +

(۳۸و۳۹) لیکن جب میں بوڑھا ہو گیا۔ اور غم کے میدان میں میرے قدموں نے گیند اور میری پیٹھ نے چوگان کی شکل اختیار کرلی۔ تو اب نظام الملک نے مجھے دربانی اور پاسبانی کے کام سے معزول کر دیا ہے +

(۴۰) میری ایک خاص عرض ہے سن اور خلوت میں بادشاہ سے عرض کر دینا +

۸۰۔ (۴۱ تا ۴۴)۔ کہ قاآنی جس کے شعر روانی میں پانی کی طرح ہیں اور جو شہنشاہ اور اسکے آباؤ اجداد سے گنج شائگان لیتا رہا ہے کبھی جشن کے موقع پر مدح کہتا اور کبھی عید کے موقعہ پر تہنیت کہتا رہا ہے تیس سال مدح کرنے کے بعد۔ اب زمانے کے ظلم سے اس طرح پژمردہ ہے جس طرح باد خزاں سے پھول کی پتیاں +

(۴۵)۔ گنج شائگان کی بجائے اب اُسے مفت میں تکالیف پہنچ رہی ہیں +

(۴۶)۔ آسمان کو مت چھوڑ کہ وہ اتنا ظلم کرے۔ وہ نوشیروانی خصلت کیا ہو گئی +

(۴۷)۔ اگرچہ اس شخص پر جو مجھ پر ظلم کیا کرتا تھا۔ بلائے ناگہانی نازل ہو گئی ہے +

(۴۸) لیکن اگر چمکتی بجلی خرمن کے جلانے کے بعد فانی ہو گئی۔ تو کیا فائدہ +

(۴۹)۔ غرضیکہ جس طرح تو جانتا ہے یا کر سکتا ہے میری خوشی (روزینہ) کو باقاعدہ کر دے +

(۵۰)۔ تاکہ میں بھی ہر رات کو صبح تک اپنے دوست (معشوق) سے مقصد حاصل کر سکوں +

(۵۱)۔ میں معشوقوں میں سے ایک ایسا معشوق جس کا چہرہ پری کی نسل سے اور جسم ریشم ہو حاصل کروں
(۵۲) جس کا بدن ہاتھی دانت اور زلفیں آبنوس ۔لب لعل اور قد بید کی چھڑی ہو ۔
(۵۳)۔ اسکا چہرہ لطافت کی وجہ سے ایک پھولوں کا خرمن ہو۔اور چھوٹا منہ ہونے کی وجہ سے لب غنچہ ہوں ۔
(۵۴)۔ اسکی خمار آلود نرگس (آنکھیں) بیماری ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے خواب آلود ہوں (آنکھیں مست ہوں) ۔
(۵۵)۔ اسکے سرخ لب قیصر کے تخت اور کیخسرو کے تاج کی طرح موتیوں سے پُر ہوں ۔
(۵۶)۔ اگر اس طرح تو میرے دل کا مقصد حل کر دے تو خدا کرے ہمیشہ قیامت تک تیرے دل کا مقصد حاصل ہوتا رہے ۔
(۵۷)۔ تو خود جانتا ہے کہ جان کی قیمت جَو برابر بھی نہیں۔ تو پھر بغل میں یار جانی کیوں نہ ہو ۔
(۵۸)۔ جب میں جانتا ہوں کہ دنیا فانی ہے۔ تو میرا دل بھی عشق میں فنا ہونا چاہتا ہے ۔
(۵۹)۔ خبردار جبتک باغ میں گل ارغوان اُگے تیرا چہرہ خوشی کی وجہ سے گل ارغوان جیسا ہو ۔
(۶۰)۔ جب تک جہان رہے اسی وقت تو بھی اسکے ساتھ ہی رہے اور جب تک آسمان رہے اسی طرح تو بھی رہے ۔

قصیدہ ۲۵

سلطنت کے قوت بازو علی قلی مرزا کی تعریف میں

۸۱۔ بند ۱۔ غزال ۔ہرن کا بچہ ۔مرال ۔ گاودشتی ۔نیل گائے ۔گوزن ۔بارہ سنگا ۔تدرو چکور۔ شکار ۔ہرن ۔

ترجمہ ۔خبردار میرے غمگسار یار کو کون جاکر یہ خوشخبری سنائے ۔کہ باغ (معشوق کی طرح) آراستہ ہے میرے معشوق تو کیا پڑا سوتا ہے ۔تو میری طاقت ۔جان ۔صبر اور قرار ہے ۔میری خوشی ۔مسرت ۔بہشت اور بہار تو ہی ہے ۔میرا ہرن نیل گائے ۔اور شکار بھی تو ہی ہے تو ہی میری زندگی ۔موت ۔چکور اور بلبل ہے ۔

بند ۲۔ بشیر ۔خوشخبری دینے والا ۔قراول ۔سپاہی ۔بندوق سے شکار کھیلنے والا شکاری صلصل ۔ قمری ۔

ترجمہ۔ نورستہ پھول خوشخبری دے رہے ہیں کہ نو بہار آرہی ہے اور اس (نو بہار) کی خوشخبری دینے والی بلبل ایک نہیں ہزاروں ہی آرہی ہیں۔ بادِ نسیم سپاہیوں کی طرح ہر طرف سے چلی آتی ہے اور میرے کانوں میں قمریوں سے سارنگی کے تاروں کی آوازیں آتی ہیں۔ میرے مغز میں سنبل سے یار کی خوشبو آرہی ہے لیکن اس نو بہار سے میری نو بہار (معشوق) اچھی ہے۔

بند ۳۔ میں بہار کو کیا کروں اے معشوق میری بہار تو تو ہی ہے اپنے خط اور خوشبودار زلفوں سے تو ہی میری بنفشہ کی کھیتی ہے۔ مجھے گل و بلبل کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو ہی میرے لئے گل و بلبل ہے۔ میں زمانے میں اسی بات پر خوش ہوں کہ میری قسمت میں تو لکھا ہے۔ یہی فخر میرے لئے کافی ہے کہ مجھے تجھ پر فخر ہے۔ بھلا میرے جیسا فخر آسمان کے نیچے (دنیا میں) اور کسے نصیب ہو سکتا ہے۔

بند ۴۔ مجھے نیک بخت معشوق ملک رے کی شراب دیتا ہے لیکن ملک رے کی شراب مجھے کہاں کافی ہو سکتی ہے۔ ہاں جو شراب وہ دیتا ہے وہ کہاں میرے لئے کافی ہو سکتی ہے مگر اسکی دو نو مست آنکھیں میرے لئے شراب سے بھی زیادہ کافی ہیں جن میں کہ سینکڑوں شراب کی صراحیوں کا نشہ ہے میرے لئے تو یہی اسکی آنکھیں ہی انگوری شراب اور دیسی شراب ہیں۔

۸۲۔ بند ۵۔ دیکھ کہ جنگلات کے اطراف پر کیسی سبزیاں اور کھیتیاں (لہلہا رہی) ہیں اور گل لالہ کی وجہ سے باغوں میں۔ زمین اور اینٹوں پر چراغ ظاہر ہیں۔ اور بہشت کھلے ہوئے ہیں (جسکی وجہ سے) کیا برے اور کیا اچھے لوگ سب نے اپنے دماغ تر کر رکھے ہیں۔ نیک سرشت آدمیوں نے شراب کے پیالے پر کر رکھے ہیں۔ شراب ایسی ہے کہ میرے معشوق کے چہرے کے وصل کی طرح خوشی پیدا کرنے والی ہے۔

بند ۶۔ رطل۔ پیالہ جس میں آدھ سیر شراب پڑے۔ من۔ ایک سیر۔ عتیق۔ آزاد منش آدمی۔ رحیق۔ پرانی شراب۔ مستجار۔ جس شخص سے امن طلب کیا جائے۔

ترجمہ۔ اے معشوق کوڑیاں من اور گل لالہ عقیق بن گیا۔ دوست یار کوڑیوں میں مست ہوئے بیٹھے ہیں۔ احباب اکٹھے ہو کر باغ کی طرف ٹہل رہے ہیں اور آزاد منش آدمیوں نے کئی پیالے اور سیروں پرانی شراب پی رکھی ہے کہنہ شراب اور آزاد منش لوگ میرے سردار کی عقل اور رائے کی طرح ہیں۔ کون منصف امیر؟ جو میرا پناہ دہندہ ہے۔ یعنی سردار کی عقل رحیق کی طرح پرانی اور آزاد (منش) آدمیوں کی رائے کی طرح آزاد ہے۔

بند ۷ ملاذ وملجا ۔ جائے پناہ ۔ خدیو ۔ بادشاہ آقا ۔ قرون ۔ جمع قرن ۔

ترجمہ ۔ بڑے بڑے سرداروں کا پناہ دینے والا بزرگ شہزادہ جو نیک لوگوں کو عطیات بخشنے والا اور بڑے بڑے نیک لوگوں کا بادشاہ ہے ۔ آسمان اسکے آستانے پر رہتا ہے (دربان ہے) اور ابلِ (؟) سخاوت) سمندر اسکی آستین میں ہے ۔ آسمان سو قرآن میں بھی قرنہا قرن تک اسکا ثانی پیدا نہیں کرسکتا ۔ یہ بڑا آسمان ہر وقت اس طرح اس کی زمین بوسی کرتا ہے کہ میرے آبدار شعروں کی طرح اسکے منہ سے پانی بہتا ہے ۔

بند ۸ سلیل ۔ لڑکا ۔ بیٹا ۔ پور زادشم ۔ اسفندیار ۔ پیر زابل ۔ رستم یا اس کا باپ زال ۔

ترجمہ خسرو انجم کا بیٹا فرشتوں کے سے رعب والا علی قلی ۔ جو عقل و دانش میں جمشید کے خاندان کا چراغ ہے بخشش میں بادل جیسا اور بہادری میں شیر ببر ہے اور پہلوانی اور دلبری میں گستہم کی جان کو ہلاک کر دینے والا ہے عزم میں اسفندیار اور حزم میں زابلستان کا بوڑھا ہے میرا کام زمانے میں انکی مدح کرنا ہی کافی ہے ۔

بند ۹ رخش ۔ گھوڑا ۔ نچش ۔ گداختہ ۔ کوٹ کر چور کرنا ۔ پژمردہ آذر خش ۔ ایسی آگ جو ہمیشہ جلتی رہے ۔ بجلی کو بھی کہتے ہیں ۔ نخش حصہ ۔

ترجمہ ۔ لڑائی کے دن جب وہ گھوڑے کی پیٹھ کو اپنا ٹھکانہ بناتا ہے (سوار ہوتا ہے) تو پہاڑوں کو بھی اپنے گرز سے سنگریزوں کی طرح (ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے) ایسی تلوار سے جو بجلی سے بھی ہنسی مذاق کرتی ہے ۔ حاسد کے سر اور جسم کو ہزار حصوں میں منقسم کر دیتا ہے خون کی وجہ سے میدان جنگ کی زمین کو بدخشان (لعل کی طرح سرخ) کر دیتا ہے ۔ جس طرح میرا معشوق میرے خونِ دل سے میرے چہرے کو سرخ کرتا ہے) ۔

۸۳ ۔ بند ۱۰ اگر نو آسمانوں میں اسکے قہر کا ایک شرارہ پڑ جائے ۔ تو تو ایک آسمان پر بھی شاہ کو روشن نہ دیکھے ۔ اگر وہ غصے سے لشکر کی طرف نگاہ کرے تو یہ خیال نہ کرنا کہ کوئی پیادہ یا سوار جان سلامت لے جاسکیگا ۔ جب تک کہ اسکا تحمل عفو کا چارہ نہ کرے (کوئی جان سلامت نہیں لے جاسکتا) جس طرح کہ میری بردبار جان رنج و غم کو دفع کرتی ہے ۔

بند ۱۱ مہد ۔ گہوارہ ۔ نبات ۔ سبزیاں ۔ نباتات ۔ فہد ۔ ذلیل ۔ زبون ۔ مغلوب ۔

ترجمہ ۔ اگر بچپن میں عقل اسکا گہوارہ نہ ہوتی تو تحصیل ہنر میں اسکی اتنی جد وجہد کیوں ہوتی اگر اسکے شہد بھرے عقیق (لب) زمین پر پھونک ماردیں تو اسکے عہد میں تمام نباتات گنا بن جائیں ۔ شکار کے

دن نرشیر اس کا ایک ادنےٰ شکار ہے۔ جس طرح کہ دیگر شعرا شاعری میں میرا شکار ہیں ۔

بند ۱۲ جمال۔ اونٹ **خیول**۔ گھوڑے۔ **بغال**۔ خچر۔ **حمار**۔ گدھا **جیوس** لشکر **ضیاع** ۔ مزروعہ زمین ۔ **عقار**۔ مزروعہ زمین کھیتی۔ بستی۔ آخری مصرعہ اس طرح چاہیئے۔

۵ بس است مہر چہرِ او ضیاع من عقار من ۔

ترجمہ۔ اگرچہ دنیا کے مال و اسباب سے میرے پاس کچھ بھی نہیں اور والیانِ ملک کی طرح میرا رعب و داب بھی نہیں۔ اونٹ گھوڑے۔ خچر۔ گدھے نہیں ہیں۔ رعب۔ لشکر۔ پیادے۔ اور سوار بھی میرے ماتحت نہیں۔ نہ فرش۔ برتن۔ مزروعہ زمین اور کھیتیاں میری ملکیت میں ہیں لیکن اسکے چہرے کی محبت ہی میری کھیتیاں اور زمین کافی ہیں ۔

بند ۱۳ آ نحست۔ جزیرہ **لبست**۔ تین رات دن کے بعد ایک منحوس وقت آتا ہے جو سورج اور چاند کے اجتماع سے شروع ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں بھدرا کہتے ہیں **تقابل**۔ تضاد **شعار** نیچے پہننے کا کپڑا مثلاً بنیان قمیض وغیرہ **دثار**۔ اوپر اوڑھنے کا کپڑا جیسے رضائی۔ چادر۔ اوڑھنی وغیرہ ۔

ترجمہ۔ جبتک ہمیشہ دریا میں جزیرے رہیں اور ہمیشہ جبتک بھدرا آسمان میں نحوست خیال کیا جائے اور جبتک شکستہ اور درست اور ایک دوسرے کی ضد رہیں جس طرح کہ تیز اور کند سخت اور نرم ایک دوسرے کی ضد ہیں اور جبتک انتہا پر ابتداء کو اولیت حاصل ہے تب تک ہمیشہ اسکی مدح میرا اوڑھنا اور بچھونا ہے یعنی ہر حالت میں میرا کام اسکی مدح کے سوا اور کچھ نہ ہو ۔

بند ۱۴۔ ہمیشہ جبتک مرکز دائرہ کے اندر ہے اور اس مرکز سے جو خط دائرے کی طرف کھینچے جائیں وہ مختلف خطوط ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں اسکا حاسد اُسکا شکار ہو جس طرح کہ چنڈول باز کا شکار ہوتا ہے اور دشمنوں کی شاہ رگ اسکی تلوار سے کٹ جائے۔ میرا خدا میری اس دعا کو قبول کرے ۔

قصیدہ ۲۶

رضوان کے ساتھ تکیہ لگانیوالے شہزادہ فریدون میرزا کی تعریف میں

۸۴ (۱) اے غلام آج عیش سے بہتر اور کوئی کام نہیں گھوڑے سے زین اُتار لے کیونکہ آج شکار کا دن نہیں ہے ۔

(۲)۔ (میرے یہ کہنے سے) تم یہ نہ سمجھنا کہ میرا آقا دقا آنی کاہل ہے۔ کیونکہ جو کاہل کسی کام

کے لئے نہ ہو وہ عار نہیں ہوتی ٭

(۳)۔ اے معشوق اگر آج ہم سوار نہ ہونگے تو کوئی غم کی بات نہیں کیونکہ پیادہ تو وہی شخص ہے جو شراب پر سوار نہ ہو (شراب نہ پئے)٭

(۴)۔ میرا شکار تو تُو ہی ہے میں شکار کی طرف کیسے مائل ہو سکتا ہوں (تیری وجہ سے) میرے گھر ہی میں ایسا شکار ہے جو چراگاہ میں نہیں ہے "حفرت" کی بجائے "حضرت" چاہیئے۔ حفر سے کوئی معنی نہیں بن سکتے ٭

(۵)۔ فی الحال میرا گورخر۔ بارہ سنگا۔ چکور۔ ہرن تو ہی ہے۔ اگر یہ چاروں جانور نہیں تو فقط تُو (بلحاظ اوصاف) ان چاروں جانوروں میں سے ہر ایک جانور ہے ٭

(۶)۔ اے غلام اگر میں یہ کہوں کہ تیرے سرین گورخر جیسے ہیں تو گورخر کے سرین اتنے بھاری نہیں ہوتے ٭

(۷)۔ تیرا سینہ ہرن جیسا اور بلحاظ جلوہ کے تو بارہ سنگا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ (ہرن، کا کمان کش اور یہ (بارہ سنگا) شراب خور نہیں ہوتا (کش بمعنی بغل۔ سینہ) ٭

(۸)۔ اگر میں تجھے خط و خال کے لحاظ سے جنگل کا ہرن کہوں۔ تو ہرن منہ چومنے اور گود میں لینے کے قابل نہیں ہوتا اس لئے تو وہ بھی نہیں)٭

(۹)۔ اے میرے غلام اُٹھ اور خلوت سرا کے نوکر کو کہدے کہ آج میرے آقا (قاآنی) کی مجلس میں آنے کا کوئی راستہ نہیں (آنا منع ہے)٭

(۱۰)۔ اگر آسمان ہماری درگاہ میں نیازمندی کی خواہش کرے۔ تو خادم آسمان کو بتائے کہ آج اجازت داخلہ نہیں (بار۔ دخل۔ اجازت)٭

(۱۱)۔ وہ (خادم) اُسے (آسمان کو) منع کردے یا اطلاع دے کہ یہ قاآنی کی درگاہ ہے اس دروازہ پر تو جبریل بھی بن بلائے نہیں آ سکتے ٭

(۱۲)۔ وہ (قاآنی) جہان کے بادشاہ کا مداح ہے اسی لئے تمام دنیا میں ویسی عزت والا اور کوئی نہیں٭

(۱۳)۔ ایسا بادشاہ ہے کہ اپنی پاک نظر سے خاک کو بھی موتی بنا دیتا ہے اور سخاوت کی نقدی سے امیدوں کی جیبیں بھر دیتا ہے ٭

(۱۴)۔ اے ہمنشین ہم نے اپنی قسمت آزمالی ہے (بہت خوش قسمت ہیں) زمانے میں ہم کبھی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوئے ٭

۸۵۔ (۱۵)۔ ہم کبھی تو اپنا ہاتھ شراب کی صراحی کی طرف بڑھاتے رہے ہیں اور کبھی اپنے

لب سے ریش معشوق کے لبوں پر گھساتے رہے ہیں ؛

(۱۶)۔ کیا ہمیشہ ہم یہ بات بزرگوں سے نہیں سنتے رہے ؟ کہ فراخدل آدمی کو زمانہ کبھی تنگ نہیں کرتا (نهار۔ نہ ہموارہ کا مخفف ہے) ؛

(۱۷)۔ وہ معشوق جو قیصر کے سامنے ہنستا بھی نہیں (قیصر سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتا)، ہم نے اسکے لبوں کے ہزاروں بوسے لئے ہیں ؛

(۱۸)۔ وہ شوخ معشوق جو خاقانِ چین کے سر پر جوتا بھی نہیں مارتا ہم ہزاروں راتیں اس کی گود میں سوتے رہے ہیں ؛

(۱۹)۔ وہ چاند جیسا معشوق جو بادشاہوں کو اپنی فقیری میں بھی پسند نہیں کرتا ہم نے کئی بار بوسے لے لے کر اسکے لب چھیل ڈالے ہیں (شخودن۔ چھیلنا۔ زخمی کرنا) ؛

(۲۰)۔ ایسے ابروؤں کے ساتھ جو شیر کی دُم کی طرح بل کھائے ہوئے ہیں۔ ہم نے کھیلتے کھیلتے اپنی بہادری آزمائی ہے ؛

(۲۱)۔ ایسی زلفوں سے جو سانپ کے جسم کی طرح پیچدار ہیں۔ ہم اسکے ہزاروں ہی چین (شکن) بڑی آسانی سے کھولتے رہے ہیں ؛

(۲۲)۔ ہم آئینے کی طرح بذاتِ خود کوئی نقش یا تصویر نہیں رکھتے۔ لیکن اپنی سادہ طبیعت سے ہم نے دونو جہان کے نقشوں کو ظاہر کیا ہے یعنی جس طرح آئینہ دوسرے کی شخصیت کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح ہم بھی آئینہ کی طرح بذاتِ خود کوئی نقش نہیں رکھتے اور ایسی سادگی کی وجہ سے دونو جہان کے حالات ہمارے دل پر ظاہر ہیں ؛

(۲۳)۔ اس وجہ سے کہ ہم نے حرص کے زنگ سے اپنے دل کے آئینہ کو صاف کر دیا ہے۔ عین سادگی میں بھی نقش و نگار سے پُر ہیں ؛

(۲۴)۔ ہم بادشاہ کے دربار میں بڑی عقیدت سے کھڑے ہیں اور اسی لئے ہم نے اپنے بخت کی سعید ہونے میں تعریف کی ہے ؛

(۲۵)۔ وہ مبارک بادشاہ جو میرا آقا ہے اور جسکا شکریہ کرنا خدا تعالیٰ کے شکریہ کے بعد میرا فرض ہے ؛

(۲۶)۔ اُٹھو اور میرے لئے ایک شراب کی صراحی لاؤ میں شراب پئے جاتا ہوں اور تم لئے آؤ ؛

(۲۷)۔ بڑے زور شور سے بادشاہوں کی طرح شراب پینی چاہیئے تم طنبور۔ آرگن۔ دف۔ اور بانسری لاؤ ؛

(۲۸) تاکہ ہر دم پیالہ (شراب) دہن میں آمد و رفت کرے اسلئے سانس کیطرح متواتر پیالے لائے جاؤ اور دئے جاؤ۔

(۲۹) وہ راحت کی حامل شراب لاؤ کہ گلے میں اُترے بغیر ہی خون کی طرح رگ و ریشہ میں دوڑ جائے۔

(۳۰)۔ وہ عقل کے ہاتھوں کی شراب لاؤ کہ اولیاء اللہ کے نور کی طرح گمراہی سے ہدایت کی طرف رہنمائی کرے۔

(۳۱) وہ جوہر (شراب) لاؤ کہ جسکی ہوا کی خوشبو سے مردے بغیر صور پھونکے زندہ ہو جائیں۔

(۳۲)۔ ایسا شربت (شراب) لاؤ کہ اگر اسے شہد کی مکھی کے گلے میں ڈالدیں تو وہ شہد کی بجائے عقل کو اگلا کرنے

۸۶ (۳۳)۔ اس سے پیشتر کہ میری عمر کے دفتر کی زلفیں بلند از زلفوں کی طرح لپیٹی جائیں۔ شراب۔ لاؤ رطے کی جگہ مے چاہیئے)۔

(۳۴) میری طبیعت چاہتی ہے کہ شیر کی راں کے کباب بنا کر کھاؤں۔ تم وہ کباب پکانے کے لئے جمشید اور کیکاؤس کے تخت کی لکڑیاں لاؤ۔

(۳۵) قم کی تو ساری شراب ہو چکی اے میرے ہمنشینوں ذرا ہمت کر کے دو چار قدم بڑھاؤ اور رے سے لے آؤ۔

(۳۶) یہ ضروری امر ہے کہ رے کی شراب میرے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ تم جے سے ایک شراب کی نہر میرے لئے لاؤ (جے خورستان میں ایک شہر ہے)۔

(۳۷)۔ اگر شراب کا پیالہ اژدہا کے منہ میں بھی ہو (شراب بہت مشکل سے میسر آسکتی ہو) تو تم ہمت کرو اور اسکے منہ میں سے نکال لاؤ۔

(۳۸) بیخود ہو کر میں جہاں کے بادشاہ کی مدح اچھی طرح کر سکونگا تم شراب لاؤ تاکہ میں بیخود ہو جاؤں

(۳۹)۔ کون بادشاہ۔ وہ نیک سلیمان بادشاہوں کا حکم دینے والا جمشید جس کے آستانے پر (دربان) اور سمندر آستین میں سمائے ہوئے ہیں (بلحاظ سخاوت)۔

(۴۰) اے غلام میں پھر تجھے سرکش اور خونخوار دیکھ رہا ہوں۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگ کے لئے تو نے گھوڑے پر زین ڈال رکھی ہے۔

(۴۱)۔ جب تو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے تو میں تجھے ایک بھڑکنے والا شعلہ کہتا ہوں۔ اور زین پر میں تجھے ایک چلتا ہوا ستارہ دیکھتا ہوں۔

(۴۲) میں تجھے ظالم آسمان کا اسسٹنٹ خیال کرتا ہوں اور ظالم زمانے کا تجھے قائمقام دیکھتا ہوں

(۴۳) میں تیرے پھول کے گرد دو بکھرے ہوئے سنبل پاتا ہوں اور تیرے منہ کے خزانے

دو زہریلے بچھو دیکھ رہا ہوں ۔

(۴۴) ۔ تیرا چمکدار منہ جو بٹے ہوئے بالوں میں پوشیدہ ہے مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) دو بلاؤں میں قید ہو گیا ہو رتپیارہ ۔ بلا مصیبت) چہرہ کو جبرائیل اور بالوں کو آفت کہا ہے

(۴۵) ۔ میں جنت کے باغ کی کھڑکیوں سے حوروں کے بچوں کو تیرے دیکھنے کے لئے سر نکالے ہوئے دیکھتا ہوں ۔

(۴۶) ۔ نوجوانی کے ایام کی مانند ہے کیونکہ جب میں تجھے دوبارہ دیکھتا ہوں تو پہلے سے بھی سو درجہ اچھا معلوم ہوتا ہے ۔

(۴۷) **جمادی الاول** ۔ ایک اسلامی مہینہ کا نام ہے ۔ چونکہ مہینوں کے نام رکھنے کے وقت یہ مہینہ پانی کے منجمد ہونے کے وقت سے شروع ہوتا تھا ۔ اس لئے یہ نام اسکے لئے تجویز کیا گیا ۔ یہاں بھی محض افسردگی ہی کے لئے یہ جمادی کہا گیا ہے ۔

ترجمہ ۔ جمادی الاول کا مہینہ آگیا ہے اور اب مناسب ہے کہ میں تیرا چاند جیسا چہرہ اور پتھر جیسا دل دیکھوں (چاند کی روشنی بھی ٹھنڈی ہوتی ہے اور برف تو پتھر جیسی ہوتی ہی ہے) ۔

(۴۸) ۔ لوگ تو چاند کو پانی یا آئینہ میں دیکھتے ہیں اور میں پانی اور آئینہ کی بجائے تیرے رخسار دیکھتا ہوں (عموماً سورج گرہن کو پانی یا شیشہ میں دیکھا کرتے ہیں) ۔

(۴۹) ۔ میں بادشاہ کے پاؤں کی خاک کی طرح تجھے ہمیشہ سونگھتا ہوں اور بادشاہ کے ہاتھ کے فیض کی طرح میں تجھے ہمیشہ دیکھتا ہوں ۔

(۵۰) ۔ وہ بادشاہ جو اپنی بخشش سے بہت مال دیتا ہے ۔ اور ستر سالہ امیدوں کا توشہ دیتا ہے یعنی اتنا دیتا ہے کہ جسکی ستر سال تک امید ہو سکتی ہو یا جو ستر سال سے امید ہی امیدوں میں چلی آتی تھی وہ اس نے پوری کر دی ہے ۔

۸۷ (۵۱) ملک کا تخت سخاوت کا تاج بخشش کا سر تاج ہے ۔ ترکستان کا بازو عرب کی پشت اور عجم کا پہلو ہے ۔

(۵۲) فضیلت کی اکسیر ہنر کی جان علم کی کیمیا ہے وجود کا رکن ستون یعنی وجود اسی کی ۔۔ سے قائم ہے) سخاوت کا جھنڈا ۔ اور بخشش کی آیت ہے ۔

(۵۳) ۔ **میقات** ۔ وہ جگہ جہاں حجاج احرام باندھتے ہیں ۔ اور وہ پانچ ہیں ۔ ذوالحلیفہ ذات عرق ۔ جحفہ ۔ قرن ۔ یلملم ۔ یہاں صرف جگہ مراد ہے ۔ **مشعر** ۔ خبر دینے والا ۔ وہ جگہ جہاں

حاجی قربانی کرتے ہیں۔ اور سر منڈاتے ہیں۔ میزاب۔ پرنالہ۔

ترجمہ: حلم کا میقات عقل کا گھر فیض کا مقام ہے علم کا پرنالہ دین کا کعبہ امت کا قبلہ ہے۔

(۵۴)۔ خوبصورتی کا رگ و ریشہ۔ رعب و داب کا مغز۔ شان و شوکت کی ہڈی ہے نظم کا الہام کلام کا جادو۔ قلم کا معجزہ ہے۔ یعنی جو معجزے سے بیان کرتی ہے اور شعراء کے کلام اور نظم میں جو جادو یا الہام پایا جاتا ہے۔ وہ ہی ہے۔

(۵۵)۔ بزرگی کا محل۔ بلندی کا طاق اور بلند قدری کا شمسہ ہے فضیلت کا دریا عطیات کا خزانہ اور نعمتوں کی لہر ہے (شمسہ کی تشریح پہلے گذر چکی ہے)۔

(۵۶)۔ کمال کی شخصیت سخاوت کی روح اور سخن کا جسم ہے وقار کا بدن حیا کی آنکھ اور ہمتوں کا عنصر ہے۔

(۵۷)۔ فتحمندی کا باپ مہر کا دادا عزت کی دایہ ہے۔ باپ کا فخر۔ بھائی کا مطیع اور چچا کا تابعدار ہے۔

(۵۸)۔ نصیب کا فرزند سلطنت کا بیٹا اور تاج کا لڑکا ہے ملک کا دہ پیوند عہد کیخسرو کا وارث اور جمشید کی یادگار ہے۔

(۵۹)۔ عیش کا قانون خوشی کی جڑ اور مسرت کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ درد کا علاج اور غم کی داد ہے۔

(۶۰)۔ بادل کیلئے (بلحاظ سخاوت) پریشانی۔ زر کے لئے آگ اور چاندی کے سرمایہ کو جلا دینے والا ہے۔ خزانے کا طوفان۔ کانوں کا دشمن اور سمندروں کے گھر برباد کر دینے والا ہے۔

(۶۱)۔ عدل و انصاف کی عزت زمانے کا سردار امن و امان کا سرمایہ ہے سخاوت کا قانون کانوں کا برباد کرنے والا۔ دریوں کا بخشنے والا ہے۔

(۶۲)۔ اسکے تیر کا پھل نیزے کی نوک اور بھالے کا ڈنگ موت کا جاسوس۔ فنا کا قاصد اور ہستی کا ہرکارہ ہے۔

(۶۳)۔ حضرت ہارون کی سی حیا والا حضرت شعیب کی سی شرافت والا۔ اور حضرت ابراہیم کی سی خو والا ہے حضرت یوسف کی سی شکل والا حضرت موسیٰ کی سی کرامت والا اور حضرت عیسیٰ کے سے دم والا ہے۔

(۶۴)۔ خلخال۔ جھانجن۔ پازیب۔ یارہ۔ کنگن۔ پہنچی۔ سوار کنگن۔ چوڑی۔

ترجمہ:۔ بزرگی کا جھانجن دولت کا کنگن اور ناک کا گراہے عدل کا بازو۔ دین کی طاقت اور ملک کا شہسوار ہے۔

(۶۵)۔ لہیب۔ بڑھکتی ہوئی آگ۔ زبانہ۔ شعلہ۔ نہیب۔ غارتگری۔ خوف۔

ترجمہ۔ اے وہ شخص کہ دوزخ تیری تلوار کی بڑھکتی ہوئی آگ کا ایک شعلہ ہے اور محشر تیرے خوف کا ایک افسانہ ہے۔

(۶۶)۔ آسمان تیری کمند کے ڈیرے کا ایک نمونہ ہے اور زمانہ تیرے گھوڑے کی رفتار کا ایک

نشان۔ ہے یعنی تیری کمند آسمان سے بھی بڑی اور تیرے گھوڑے کی رفتار رفتار زمانہ سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۶۷) معانی تیرے فطرت کے صحن کا ایک چھوٹا سا مکان ہیں اور تمام راگ رگنیاں تیرے فکر کی آواز کا ایک گیت ہیں۔

(۶۸) آسمان کا سورج تیری مجلس کا آفتابہ ہے اور عرش کا محل تیرے محل کا آستانہ ہے۔

(۶۹، ۸۸) تیری ملاقات سے جو فیض حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ رہنے والا عیش ہوتا ہے اور تیری عمر کا ایک ایک منٹ زمانے کی عمر جتنا ہے۔

(۷۰) آسمان تیری بزرگی کی چھنگلیا میں ایک انگوٹھی ہے اور اجرام سماوی تیری سخاوت کے خرمن کا ایک دانہ ہیں۔

(۷۱) تیرا چہرہ سورج کی طرح بغیر کسی وسیلہ ہی کے نور دیتا ہے (چاند کی طرح سورج کے وسیلہ سے نور حاصل نہیں کرتا) اور تیرا ہاتھ بادل کی طرح بغیر کسی بہانے کے ہی سخاوت کرتا ہے۔

(۷۲) دنیا کے تمام شہر تیرے ملک کا ایک کھنڈر ہیں اور دریاؤں کی کانیں تیری سخاوت کا خزانہ ہیں۔

(۷۳) آسمان کا سردار (خود آسمان) تیرے عزم کا ایک روزنامہ ہے اور لوگوں کی زندگی کا خزانہ تیری سخاوت کے کپڑے اتارنے کی جگہ ہے یعنی تیرے عزم کے مقابلہ میں آسمان کا عزم کچھ بھی نہیں اور تیری سخاوت کے سامنے زندگی کی سخاوت جس سے ساری دنیا زندہ ہے ہیچ ہے۔

(۷۴) تیرے وصف کی عقل کی ذات کی طرح کوئی انتہا ہی نہیں اور تیری فکر عشق کے دریا کی طرح کوئی کنارہ ہی نہیں رکھتی۔

(۷۵) آسکون مخفف آب سکون جو دریائے خزر کا نام ہے دریائے آسکون کی موجوں کے تھپیڑوں کے مقابلہ میں تربوز بیچارہ کیا کر سکتا ہے (اسی طرح تیرا عتاب موج آسکوں ہے اور آسمان ہندوانہ ہے (موج آسکوں وہ بھنور جو چکی کی طرح گھومے)۔

(۷۶) تیرا مرتبہ ایک ایسا کپڑا ہے (جہان اسکا دامن ہے اور تیری سخاوت ایک ایسا خرمن ہے کہ لوگوں کے وجود اسکا پیمانہ ہیں (ذیل - دامن کیل - وہ پیمانہ جس سے غلہ ناپتے ہیں)۔

(۷۷) اے شہنشاہ آسمان تیرا غلام رہے اور مرتبہ کے آستانہ کی صدرگاہ پر تیرا مقام ہو (سدہ - آستانہ)۔

(۷۸) چونکہ تیرے مضبوط اور استوار فکر نے جان سے استواری حاصل کی ہے۔ اس لئے تیرے ہمیشہ فکر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔

(۷۹) خدا تعالیٰ کی طرف سے نصیب کا قرعہ تیرے نام ہی نکلا ہے۔ اس لئے زمانے

سے عیش کے گھونٹ تیرے حلق میں رہیں ۔

(۸۰)۔ تیری روشن تلوار سے جو ایک قاطع دلیل ہے تیرے بخت کے منکروں کی دلیلیں ختم ہو جائیں ۔

(۸۱)۔ ریشم کے کیڑے کی طرح جسکے تار ہی اسکا جال بن جاتے ہیں۔ تیرے دشمن کی رگیں تیرے دشمن کے جسم پر جال کا کام دیں ۔

(۸۲)۔ تیرا خوشبودار دماغ والا قلم جب چھینک مارے تو اس چھینک سے ساتوں آسمانوں کے مغز کو زکام ہو جائے ۔ یعنی آسمان تیرے قلم کا مغلوب رہے ۔

(۸۳)۔ بتیس سال کی پختہ امیدیں آرزو کی ہنڈیا میں تیری سخاوت کی گرمی کے بغیر کچی ہی رہیں یعنی تیری سخاوت سے لوگوں کی امیدیں پوری ہوتی رہیں اور تیری سخاوت کے بغیر انکی امیدیں پوری ہی نہ ہو سکیں ۔

(۸۴)۔ خلخ کے معشوق کے بغیر خلر کی شراب پینا کوئی مزہ نہیں دیتا ۔ حرام ہے تیرے پاس خلخ کا معشوق اور تیرے پیالے میں خلر کی شراب بھی رہے ۔

(۸۵)۔ اس زمانہ میں جب جہان کی گرد اور تیری تلوار کی بجلی زمانے میں قیامت تک روشنی اور تاریکی کا سرمایہ رہیں ۔

۸۹ ۔ (۸۷)۔ لڑائی کے دن تیرے دشمن کے پھٹے ہوئے پتے سے آسمان کی ناف اور زمین کی پشت سبز رہے ۔ یعنی لڑائی کے دن تیرے دشمنوں کے پتے پھٹتے رہیں ۔

(۸۸)۔ قاآنی اگرچہ اس وقت حلال جادو لکھ رہا ہے لیکن پھر بھی کلام کو ختم کرتا ہے ۔ کہ بادشاہ کی طبیعت میں ملال نہ پیدا ہو جائے (اکتا نہ جائے) سحر حلال ۔ شعراء اپنے کلام کو سحر حلال سے تعبیر کیا کرتے ہیں ۔

قصیدہ ۲۷

ترکیب بند

شہزادہ فریدوں مرزا کی مدح میں

(۱) اے سیاہ زلف شاید تو فرشتے کے بازوؤں کا سایہ ہے یا حوروں کی آنکھ کی سیاہی سے بنائی گئی ہے ۔

(۲)۔ وہ چہرہ تو ستارہ ہے اور تو ستارہ کا آسمان ہے یا یہ نہیں ۔ وہ چہرہ فرشتہ ہے اور تو فرشتے کا بازو ہے ۔

(۳م) ۔تو چاند کے گرد گویا کستوری کا ڈھیر ہے۔ یا سُرخ پھول کے ارد گرد تر سنبل کا گُشتہ کا پُشتہ ہے۔

(۴) ہندو اپنے چہرے پر لام بنایا کرتے ہیں رماتھے پر قشقہ بصورت لام کھینچتے ہیں) لیکن یہ تعجب ہے کہ تو بھی ہندو ہے اور تیری شکل لام کی طرح لکھی گئی ہے یعنی وہ تو اپنے ماتھے پر لام بناتے ہیں۔ لیکن اے زلف تو ہمہ تن لام ہی ہے۔ زلفوں کی سروں کی کجی کی وجہ سے زلفوں کو لام سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(۵) ۔نہ تجھے عود کہا جا سکتا ہے نہ ہی تو عنبر یا عبیر ہے۔ نہ جال ہے نہ حلقہ نہ کمند اور نہ دھاگے کی طرح ہے۔

(۶) ۔تو ہماری سیاہ عمر کا ایک دفتر ہے۔ اور ظلم کی وجہ سے تو نے زندہ دل آدمیوں کی عمر کا دفتر طے کر دیا ہے۔

(۷) ۔تو جنگ سے واپس آئے ہوئے لشکر کی طرح برگشتہ ہے۔ گویا تو ہمارے دلوں کو لوٹ کر واپس آ رہی ہے۔

(۸) ۔مضاربہ۔ باہم تلوار مارنا۔ قلب۔ دل۔ لشکر کا درمیانی حصہ۔ محاربہ۔ باہم لڑائی کرنا۔

ترجمہ۔ تیغ زنی کی تکلیف کے بغیر ہی تو نے کئی فوجیں زخمی کر دی ہیں (یا کئی دل زخمی کر دئے ہیں) اور لڑائی کی زحمت کے بغیر ہی تو نے بہت لوگوں کو مار ڈالا ہے۔

(۹) ۔تو بہشت کے باغ میں سوتی ہے (چہرہ) اسی لئے معطر ہے اور آفتاب کے اوپر پھرتی ہے۔ اسی لئے بھُنی ہوئی معلوم ہوتی۔ بال کو جب گرمی پہنچے تو وہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے مصرعہ میں "در" کی بجائے "بر" چاہیئے۔

(۱۰) ۔تو عود کی ایک سیڑھی ہے اسی لئے درجہ بدرجہ ہے اور کستوری کا ایک بادبان ہے۔ اسی لئے تار تار ہے۔

(۱۱) ۔تو دل کا ایک جال ہے اور تیرے پاس جو سیاہ خال ہے وہ دانے کی طرح ہے جو تو نے جال میں پھینک رکھا ہے ؎

خال تو دانہ و دانہ زلفِ تو دام دام　　　مرغے کہ دانہ دید گرفتارِ دام شد

(۱۲) ۔یا وہ فتنہ و فساد کا بیج ہے جو تو نے حسن کی چراگاہ میں عاشقوں کی بیقراری کیلئے بو رکھا ہے۔

۹۰-(۱۳)۔ یار کا خط تو سبز کھیتی جیسا ہے اور تو ہمیشہ کسان کی طرح اس سبز کھیتی کے پاس بیٹھی رہتی ہے۔

(۱۴)۔ بادشاہ کے قدموں کی خاک کی طرح تجھ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔ اے زلف شاید تو کستوری بیچنے والوں کے پاس سے ہو کر آئی ہے۔

(۱۵) نیک بادشاہ فریدوں جسکی آستین میں ہاتھ کی بجائے بحر عمان ہے۔

(۱۶)۔ اے سیاہ زلف تو ہر وقت دامن بڑھائے ہوئے ہے تاکہ تو ہماری جلتی آگ کو دامن سے بھڑکائے۔

(۱۷)۔ کیا تو چاہتی ہے کہ تو یار کے چہرے کے باغ کے پھول چن لے کیونکہ اب تو نے مالیوں کی طرح دامن پھیلا رکھا ہے۔

(۱۸)۔ زنگی (غلام) آگ جلایا کرتا ہے اور اس پر دامن ہلایا کرتا ہے (آگ سلگاتا ہے) تو تو زنگی نہیں آگ پر کیوں دامن ہلا رہی ہے۔

(۱۹)۔ ہندو آفتاب کی پرستش کیا کرتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ تو آفتاب کو کیوں ٹھکرا رہی ہے؟

(۲۰)۔ تو ہر وقت اس طرح اپنے آپ کو معشوق کے چہرہ پر مار رہی ہے جس طرح کہ عقاب اپنے آپ کو جو اصل پر دے مارتا ہے (پکڑتے ہیں)۔

(۲۱)۔ جب ہوا تجھے میرے یار کے چہرے پر ہلاتی ہے۔ تو تو ایک زنگی معلوم ہوتی ہے جو کسی رومی آدمی کو مکّے مار رہا ہو۔

(۲۲)۔ اگر تو میری جان لینے کا ارادہ کرے تو میں تجھے معذور خیال کرونگا۔ کیونکہ تو ایک ہندو ہے جو مسلمان کا خون لینے کے لئے آوازیں لگا رہا ہے۔

(۲۳)۔ مو د بال) زر کی کیمیا یعنی بال میرے چہرے پر مل دے۔ چونکہ پہلے مصرع میں مو کو کیمیا کہا ہے اس لئے مصرع ثانی میں کیمیا سے مراد مو ہے۔

(۲۴)۔ لوگ تو پانی میں تیرنے کے لئے بازو ہلایا کرتے ہیں لیکن تو عشاق کے خون دل میں بازو مارتی ہے۔

(۲۵)۔ تو لوگوں کے ہاتھ سے دل چھین لیتی ہے لیکن اس ظلم کے کام میں بھی ہر وقت تحسین و آفرین شکریہ اور مرحبا وصول کرتی ہے یعنی سب اس ظلم پر بھی تجھے مرحبا کہتے ہیں۔

(۲۶)۔ تو ہمارے سر پر کہاں سایہ ڈال سکتی ہے جبکہ غرور کی وجہ سے چمکتے ہوئے سورج کے

سر پر (چہرہ) تو جھنڈا گاڑے بیٹھی ہے ؛

(۲۷) ۔تو شاید بادشاہ کے آستانہ کی غلام ہے ۔ اسی لئے ہر وقت صبح کے سورج کے منہ پر طمانچے مارتی ہے ؛

(۲۸) وہ بادشاہ جسکی ولائت ایک دوسرا ہی عالم رکھتی ہے درحقیقت وہ ملک جمشید (ایران) میں دوسرا جمشید آگیا ہے ؛

(۲۹) اے زلف جو دل تیری گود میں آجائے ۔ تو زمانے کے فتنہ وفساد سے تیری پناہ میں محفوظ رہتا ہے (ضمان ۔ ضمن ۔ گود) ؛

۹۱ - (۳۰) دل تجھ ہی میں اپنی جائے قرار رکھتا ہے ۔ تو دل میں جگہ کئے ہوئے ہے ۔ تعجب ہے کہ تو اسکا آشیانہ ہے اور وہ تیرا آشیانہ ہے ؛

(۳۱) ۔جان کی امیدیں تجھ سے وابستہ ہیں ۔ تو جان پر ناک لگائے ہوئے ہے ۔ وہ گویا تیری پاسبان ہے اور تو اسکی پاسبان ہے ۔

(۳۲) ۔میری آنکھیں سیاہ راتوں کی آرزومند ہیں ۔ تاکہ سیاہ راتوں ہی سے میں تیرا نشان ڈھونڈھ سکوں ۔ یعنی تیری سیاہی کا ان راتوں ہی سے پتہ چلاؤں ؛

(۳۳) ۔مجھ سے کنارہ کشی نہ کر کہ تیری جان کی قسم اگر میری جان بھی چلی جائے ۔ تو تیرے دامن سے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا ؎

تا دامنِ کفن نکشم زیر پائے خاک   باور مکن کہ دست ز دامن مدارمت

(۳۴) ۔تو نے ابروؤں سے ہمارے مارنے کا عہد کر لیا ہے ۔ اب اسکے بعد ہمارا اپنی جان سلامت رکھنا مشکل ہے (کمان کسے کشیدن ۔ کسی کے کام سے عہدہ برا ہونا) ؛

(۳۵) ۔جس وقت ہوا تیری باگ میں ہاتھ مارتی ہے (تجھ کو پریشان کرتی ہے) اسی وقت صبر کی باگ میرے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے ؛

(۳۶) ۔چونکہ ہمارے دلوں کا ایک بھاری بوجھ تو نے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے ۔ اسی لئے تیرا ناتواں جسم بال کی طرح خمیدہ ہو گیا ہے ؛

(۳۷و۳۸) ۔لوگ کہتے ہیں کہ چین کی طرف کوئی قافلہ نہیں جا سکتا لیکن یہ قاعدہ تیرے عہد میں الٹ گیا ہے ۔ کیونکہ دل تیرے چین میں قافلے کی طرح سفر کرتے جا رہے ہیں لیکن زلف کے چین سے تیرا قافلہ کہیں نہیں جاتا ؛

(۳۹) معلوم ہوتا ہے کہ تو بادشاہ کی درگاہ کی غلام ہے۔ اسی لئے خورشید (چہرۂ یار) تیرے آستانہ پر سر رکھے ہوئے ہے۔

(۴۰)۔ اگر تو عقیق اور گوہر کی ڈبیہ نہیں۔ تو پھر کس لئے عقیق اور گوہر کے آویزے تیری کمر سے لٹکے ہوئے ہیں؟

(۴۱) نہیں نہیں تو نے بھی میری طرح بادشاہ کی تعریف کی ہے۔ اور اسی لئے تیرا منہ دُرد گوہر سے پُر ہے۔

(۴۲)۔ تو بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کی طرح خوشبودار ہے۔ اسی لئے تیری داستان میری روح کی دلہن کے لئے زیبائش بنی ہوئی ہے۔

(۴۳)۔ وہ بادشاہ جس کے قہر کا پانی آگ پیدا کرتا ہے اور جس کی مہربانی سیاہ مٹی سے موتی پیدا کر دیتی ہے۔

(۴۴)۔ اے زلف تیرے غم میں میرا جسم بال جیسا ہو گیا ہے۔ اور تیرے غم میں رونے سے میرا دامن دریائے عمان بن گیا ہے۔

(۴۵)۔ تمام دُنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی جہاں میری آنکھوں نے تیرے غم میں رو رو کر نہریں نہ جاری کر دی ہوں۔

(۴۶)۔ اگر تیرے غم میں ابروؤں کا اشارہ بھی مجھ تک آ سکے۔ تو میری بندگی کی پیٹھ محراب کی طرح خم ہو جاتی ہے۔

(۴۷)۔ مجھے چوگان کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تیرے غم سے گیند کی طرح میں ہر کوچے میں لڑھکتا پھرا ہوں۔

(۴۸-۴۹) ۔ اگر میرے کندھوں پر ہزاروں بھاری پہاڑ بھی رکھ دیں تو تیرے غم نے جو طاقت بخشی ہے۔ اس کے سامنے میرے لئے ان کا اُٹھانا گھاس کے تنکے کی طرح آسان ہے۔

(۴۹)۔ اگر اس (جنت) کے میدان میں میں تیرے غم کی خوشبو سونگھ لونگا۔ تو میری آہ کی گرمی سے جنت بھی جہنم ہی ہو جائیگی ؎

گئے جنت میں اگر سوز محبت والے — تو یہ سمجھو کہ ہے دوزخ ہی میں جنت والے

(۵۰)۔ اگر تیرے غم کی سیاست کی خوشخبری مجھ تک پہنچے تو پھر جان جسم صبر و تحمل کس

چیز کا نام ہے۔ (یرغو۔ سیاست)۔

(۵۱)۔ میں ہمیشہ تیرے غم میں اِدھر اُدھر نکل جاتا ہوں۔ تاکہ شاید لوگوں سے میں تیرے قصے کو پوشیدہ رکھ سکوں۔

(۵۲)۔ موئے بکف برآمدن۔ کام کا محال ہو جانا۔ ناممکن ہونا۔
ترجمہ۔ سب کام مجھ پر محال ہو گئے (مشکل میں پھنس گیا ہوں) لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ تیرے غم کا ایک بال بھی اپنے اختیار کے ہاتھ سے دیدوں ؎

من لذت دردِ تو بدرماں نفروشم
کفر سرِ زلف تو بایماں نفروشم

(۵۳)۔ چونکہ ہوا ہر طرف تیری خوشبو کو لئے پھرتی ہے۔ اس لئے میں بھی تیرے غم میں ہوا کی طرح اِدھر اُدھر بھاگا پھرتا ہوں۔

(۵۴)۔ خوشبو اور رنگ میں تو بادشاہ کے قدموں کی خاک کی طرح ہے۔ اسی لئے جہان میں تیرے غم سے ایک ہنگامہ بپا ہے۔

(۵۵)۔ وہ بادشاہ جس نے بارہ سو پچاس اور کچھ سال بعد خدا کے دین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نیا کر دیا (امد۔ اندک کا مخفف ہے)۔

(۵۶)۔ اے زلف تو مجھے شہباز کا پنجہ معلوم ہوتی ہے۔ کاش کہ میں تجھے بادشاہ کے ہاتھ میں پھر دیکھوں۔

(۵۷)۔ چونکہ تو رنگ میں سیاہ اور حملہ کرنے میں شوخ ہے۔ اس لئے میں تجھے کوے کا پر اور شہباز کا پنجہ خیال کرتا ہوں۔

(۵۸)۔ تو بادشاہ کے نصیب کے دشمن کی طرح پریشان ہے۔ لیکن بادشاہ کے گھوڑے کی طرح میں تجھے سرکش اور ناز سے چلنے والا دیکھ رہا ہوں۔

(۵۹)۔ شاید جہان کے بادشاہ نے تجھ پر دست درازی کی ہے (تجھے چھو دیا ہے) کہ شان و شوکت کے لحاظ سے میں تجھے ہمہ تن ناز دیکھ رہا ہوں۔

(۶۰)۔ تو خصائل کے لحاظ سے چور اور شکل میں بچھو ہے۔ میں تجھے ہند اور اہواز کا بچھو خیال کر رہا ہوں (اہواز۔ ایک شہر کا نام جہاں کے بچھو بہت زہریلے ہوتے ہیں)۔

(۶۱)۔ تو حسن کی کتاب کا شیرازہ ہے لیکن ظلم کی وجہ سے میں تجھے عراق کا شور اور شیراز

کا فتنہ خیال کرتا ہوں ۔

(۶۲)۔ تیری خوشبو تیری طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگر تجھے میں چغلخور دیکھ رہا ہوں تو تعجب نہیں۔ کیونکہ تو کستوری ہے (اور کستوری اپنی خوشبو کی وجہ سے اپنی غماز ہوتی ہے)۔

(۶۳)۔ تیرے پیچھے عشاق کے دل کا لشکر ہے۔ اور میں تجھے بادشاہ کے گھوڑے کی گرد کی طرح تیز رفتار دیکھ رہا ہوں ۔

(۶۴)۔ بادشاہ کے جھنڈے کے سایہ کی طرح جو کبھی پہاڑوں اور کبھی جنگلوں میں ہوتا ہے کبھی میں تجھے اوپر اور کبھی نیچے دیکھتا ہوں ۔

(۶۵)۔ تو میرے یار کے پاؤں میں بڑی عقیدت سے سر رکھ دیتی ہے۔ تعجب ہے کہ میں تجھے بادشاہ کے لشکر کی طرح سرباز دیکھ رہا ہوں ۔

۹۳ (۶۶)۔ وہ بادشاہ کہ جب قلم اسکی سخاوت کی تعریف لکھتا ہے۔ تو مدح کرنے والے کے منہ کو خزانے کی طرح سونے چاندی سے بھر دیتا ہے ۔

(۶۷)۔ وہ بادشاہ کہ زرہ پہننے کی حالت میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند ستارہ کے دل میں ہو۔ یا غوطے لگانے والا مگرمچھ بحر قلزم میں ۔

(۶۸)۔ اگر تو ایک جاہل کے متعلق پوچھتا ہے۔ تو اسے سورج پر بھی فخر حاصل ہے۔ اور اگر بزرگی کے متعلق پوچھتا ہے۔ تو آسمان پر بھی اسکو برتری ہے ۔

(۶۹)۔ اس کی سخاوت کے سمندر کے سامنے تمام دنیا پانی کے قطرے کی طرح ہے آسمان اسکے رتبے کے جنگل کے سامنے ایک معدوم حلقے کی طرح ہے ۔

(۷۰)۔ اس کی مہربانی خلقت کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ اس نور کی مانند ہے۔ جو لوگوں کی آنکھوں میں ہوتا ہے ۔

(۷۱)۔ وہ اپنے دل سے ایک ید بیضا روشن کرتا ہے کہ میرا تفکر ہے اور لب سے پروین گراتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ یعنی اسکے افکار ید بیضا کی طرح روشن اور کلام پروین کی طرح گتھا ہوا اور روشن ہوتا ہے ۔

(۷۲)۔ اسکی دریاؤں کو جلا دینے والی تلوار کے سامنے خضر اور الیاس کا پہلا ضروری کام تیمم کرنا ہے۔ یعنی خضر اور الیاس علیہما السلام دریاؤں میں رہتے ہیں۔ چونکہ اس کی

تلوار نے اب تمام دریا خشک کر دئیے ہیں۔ اس لئے انہیں وضو کی بجائے اب
تیمم کرنا پڑتا ہے۔

(۷۳)۔ لڑائی کے دن نیزے کے بھالے اور تیر کی نوک کی وجہ سے گویا وہ اژدہوں
کا ایک حمیرا اور بچھوؤں کا ایک اہواز ہے۔ حمیر نواح عرب میں ایک وادی ہے جہاں کے
سانپ اور بچھو بڑے خونخوار ہوتے ہیں۔

(۷۴)۔ وہ راستے کاٹنے کرنے والا پہاڑ جس کا نام گھوڑا رکھ دیا گیا ہے۔ یہ گول آسمان
اسکی دم کے ساتھ بندھا ہوا ایک گیند کی طرح ہے۔

(۷۵)۔ کوہ البرز۔ باوجود اس بلندی اور رعب کے ایک سنگریزے کی طرح ہے جو
اسکے سم میں پھنسا ہوا ہے۔

(۷۶)۔ اسکی رفتار تیزی میں باد صرصر کی بھی استاد ہے اور اس کی پیٹھ نرمی میں سمور
پیدا کرنے والی ہے۔

(۷۷)۔ جب حملے کے وقت اسکے نعلوں سے آگ نکلتی ہے تو کوہ الوند اس بھڑکتی
ہوئی آگ کا ایندھن ہوتا ہے۔

(۷۸)۔ لڑائی کے دن ٹھہرنے اور چلنے کی حالت میں مضبوط پہاڑ اور تیز چلنے والی ہوا
گویا اسکے ماں باپ ہیں۔

(۷۹)۔ گویا اسکے حملے کی بخت کے ساتھ دوستی ہے اور اسکی رفتار فتح کے ساتھ
گویا لازم و ملزوم ہیں۔

(۸۰)۔ اے خدا ایسا گھوڑا کہ فتحمندی جسکی ہم عنان رہتی ہے۔ ہمیشہ بادشاہ کی رانوں
کے نیچے رہے۔

تمام شد